U17875 P Date - 10-7-09

Title - DAFTAR SHUGARF

Creator - Asghar Ali Khan Naseem.

Publisher - Matba Mustafai (Lucknow).

Date - 1285 H

Pages - 250

Subjects - Urdu Shayari - Dawaween-o-Kulliyaat

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان بلاغت بنیان از تصنیف ہمایہ قدسی کلیم جناب میرزا محمد اصغر علیخان صاحب متخلص بہ نسیم دہلوی

دفتر شوق

حسب فرمائش مہر سپہر قابل اوج ابہت و جلال نواب میرزا محمد تقی خان صاحب متخلص بہ ہوس دام اقبالہ

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان ۱۲۸۵ طبع گردید
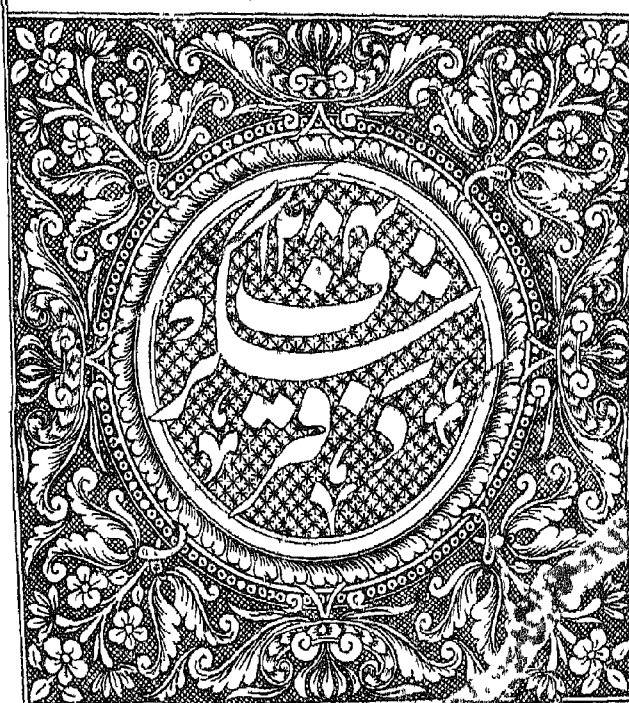
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U12875

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسیم انفاسِ افلاکیان یہی چمن آرائی گلِ توحید سی نکہت فروش ہی کہ جسنی تختۂ
خاک کو لالہ رخانِ سبزہ رنگ سی دامانِ گلچین بنایا شمیمِ سنبلِ آہِ خاکیان یہی بہار
پیرائی ریاحین تحمید سی نافہ در آغوش ہی کہ جسنی گلِ خورشید کو طرۂ دستارِ افلاک
فرمایا چمنستانِ سخن آبیاری نعت اوس سرچشمۂ ہدایت سی شاداب ہی کہ جسکی زلالِ
بشارت جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانہار نی تشنگانِ وادی ارادت کو سیراب کیا
گلستانِ معانی آب جوی منقبت اوس نگار زیور سی سرسبز ہی کہ جسکی نخل ثمرکار باغبانِ
قدرت نی آبشارِ انّا اعطیناک الکوثر سی آب دیا صد نشیمن سدرہ و قابِ قوسین
او ادنٰی سرورِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نورس شاخ قلم گلفشانی درود انکی
ہی کہ جنکی فیضِ مقدم سی حدیقۂ خزان رسیدۂ امم نی مرتبۂ صحن فردوس کا پایا گل
و بارِ گلبنِ زبان ستایش صحابہ کبار ہی جنکی حسن تدبیر نی خیابانِ ہدایت کو خار
ضلالت سی پاک فرمایا آوارۂ کوی ناکامی نامراد عالم گمنامی خارچینِ گلشن طبع سلیم
شیخ امیر اللہ تسلیم ارباب سخن کی خدمت مین التماس آرا ہی چہرۂ شاہد مضمون نو سی
نقاب کشا ہی یعنی سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین شاعر رنگین بیان نکتہ ور رشکِ سحبان ہم پایۂ قدسی و کلیم

جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم ابن نواب آقا علی خان قاچار شاگرد جناب حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان خطہ پاک دہلی سے لکھنؤ مین تشریف فرما ہوے غلغلۂ شیوا بیانی آوازۂ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صغار و کبار و امرای روزگار فیضیاب تلمذ حضرت والا ہوے ہر طرف شاعری کی دہوم ہوئی معاملہ بندی کی حقیقت معلوم ہوئی فصاحت نے سبکی زبان پر زر برسایا بلاغت نے زمین شعر کو آسمان بنایا واقعی چستی بندش مین کچھ کلام نہین زوائد کا کہین نام نہین با این ہمہ خدام والا کو کبھی ترتیب دیوان کا خیال نہ آیا بسبب وارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کی کچھ فراہم نہ فرمایا ہر پارۂ جگر صورت دل پریشان ہو گیا صفحۂ عالم سے مثل خیال باطل بے نشان ہو گیا کئی مثنویان موزون فرمائین کوئی ناتمام رہی کسیکا نام نہین ایک جلد الف لیلی کی باقی رہی نظر ثانی کی نوبت نہ آئی چھپ گئی آخر کو سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین چہاردہم ماہ رمضان المبارک کے دار فانی سے برخاستہ خاطر ہوے حریم حرم عالم جاودانی مین حبیب گویان حاضر ہوے ہر ایک کی زبان پر انا للہ و انا الیہ راجعون آیا شعر و سخن کو خاک بسر داغ بدل پایا اکثر شاگردون دوستون نے تاریخین وفات کی موزون فرمائین ذیل تحریر مین ثبت اندراج پائین بالفعل امیر اعظم رئیس معظم افسر ملک معانی فرمان فرمای کشور سخندانی جناب نواب محمد تقی خان بہادر دام اقبالہ ابن نواب صادق علی خان بن نواب اصغر علیخان ابن نواب محمد علیخان بہادر سالار جنگ برد اللہ مضجعہم نے کچھ کلام چیدہ چیدہ جابجا سے فراہم کیا بکمال شوق و سعی نہایت ایک دیوان ترتیب پایا کہ استاد مغفور کا بعد وفات کچھ یادگار رہے بے نشان ہو کر بے نشان نہ رہے بصرف خاص مطبع مصطفائی مین چھپنے کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالے ایسے رئیس باہمت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائے کونین مین ترقی جاہ و دولت سے سرفراز و ممتاز رکھے آمین یا رب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب نیر الدوله مدبر الملک منشی میر ظفر علیخان بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام همدانی مصحفی

میرزا آنکه بود کشور دهلی وطنش ✽ صاحب علم و زباندان و خردمند و فهیم
رفت از دار فنا جانب فردوس برین ✽ باد در مرتبهٔ قرب خداوند علیم
سال تاریخ وفاتش قلم کرد رقم ✽ شد بجوران ارم از چمن دهر نسیم
۱۲۶۲

از منشی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان اختر

نسیم دهلوی اصغر علی خان شاعر نامی ✽ چو از دنیا روان شد جانب جنت بصد عزت
بتاریخ وفاتش گفت شمس این مصرع موزون ✽ نسیم دهلوی جان نسیم گلشن جنت
۱۲۶۲

از نتائج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص شعیر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

نسیم دهلوی عندلیب گلشن فکر ✽ بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری
چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع ✽ پریده بلبل روحش شد از حیات بری
چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دهر ✽ ز بلبلان سخن شد خروش نوحه گری
سه بار ده تاریخ گفتم ای شعیر ✽ نسیم شد بهلو داری ارم سفری
۱۲۶۲

از نتائج طبع نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دهلوی

چو اصغر علی خان اوستاد کامل ✽ سوی خلد رفت از این دار فانی
رقم فکر افسر پی سال رحلت ✽ نوشتم ز ملک سخن شد معانی
۱۲۶۲

از نتائج طبع علی محمد خان صاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفریاب خان صاحب

چو اصغر علی خان سوی خلد شد ✽ خزان دیده شد باغ شعر و سخن
ولی بهر سال وفات نسیم ✽ بگو های استاد ملک سخن
۱۲۶۲

طبعزاد فدا علی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

رفت سوی نسیم در جنت ✽ بود اوستاد نکته دان شاعر
عیش بنوشت سال در تجسیم ✽ مرد ای وای خوش بیان شاعر
۱۲۶۲

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب اکبر الدولہ بہادر

چون نسیم دہلوی یکتاے عصر ‖ زین جہان رخت سفر بربست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت ‖ اوستاد ما ز دنیا رفت واے
۱۲۹۲

از نتایج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف چھوٹے بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستاد عاشق ‖ شاہنشہ اقلیم معانی ای آہ
ہاتف تاریخ انتقالش فرمود ‖ استاد بے مثل بود انّا للہ
۱۲۹۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جنان ہوے روان ‖ صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل بھی سال وفات اب لکھو ‖ آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری
۱۲۹۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

مثل نکہت نسیم استاد ‖ گلزار جہان سے چل بسے وا ای
لکھی تاریخ اسے شگفتہ ‖ استاد شفیق و مہربان ہاے
۱۲۹۲

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

چون ز حکم خداے پاک نسیم ‖ یافت ناگہ بباغ جنت جاے
از سر درد ای چمن بنویس ‖ واے بے اوستاد گشتم واے
۱۲۹۲

از نتیجہ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل ‖ زین جہان الم فزا رفتہ
سال رحلت ملال محزون گفت ‖ واے استاد من کجا رفتہ
۱۲۹۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

آج دنیا سے نسیم دہلوی ‖ لے گئے تشریف اہل ہاے ہاے
یہ لکھی گوہر نے تاریخ وفات ‖ شاعر بے مثل و کامل ہاے ہاے
۱۲۹۲
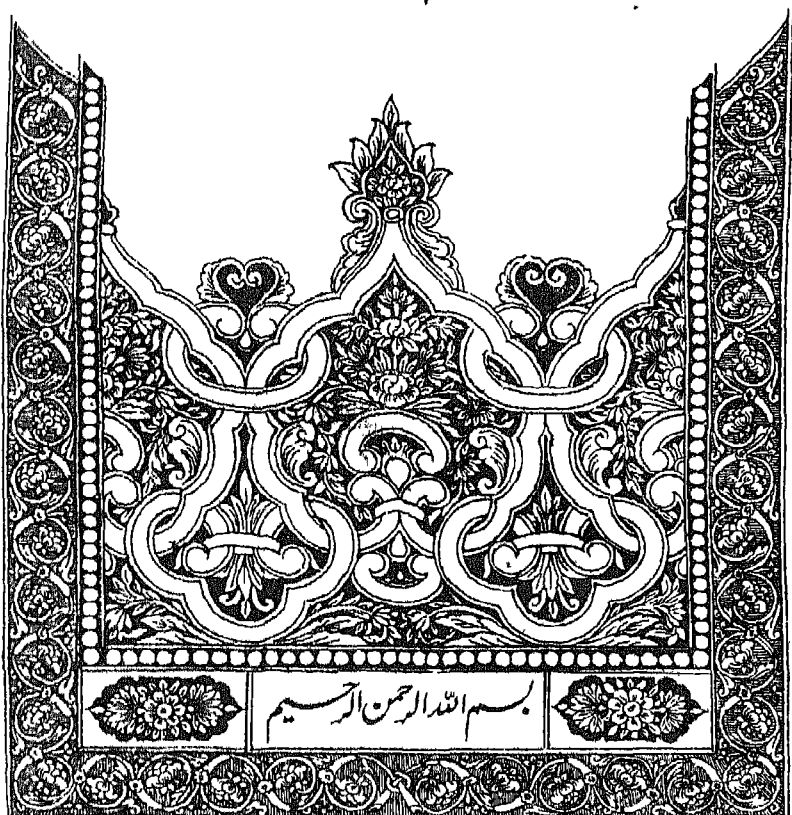
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

پیرہن بیت ہی اشہا مضمون نہاں
دائرہ مثل گریبان ہی تو کاغذ داماں

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج
دہن حرف سی پیوند ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوق سے
ریزش کلک سی نقطون نے جبینی کیا افشان

ہر شکن میں ہی ہلال خم ابرو پیدا
خشتہ آغاز کی نون ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تاب مضامین سی جو نقطی تھی سیاہ
شعلۂ فکر سی ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل
صاحب خانہ ہی پابند مزاج مہمان

کیون نہو غرق ندامت سخن ہر جاہل
جوشش فکر سی معنی کی اٹھی ہین طوفان

فہم حسّاد نہین ہر ہی میرے آگاہ
دہن زخم کو حاصل ہی کہان لطف زبان

اشحاد رسل خیبن سی لکھتا ہی قلم
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

صدر کی صورتِ اوجِ فلکی دکھلائے ۔ حشو مثلِ کمرِ شاہد مطلب ہی نہان

چشمۂ فیضِ تجلی سے ہوا عین عروض ۔ ابتدا نیّرِ اعظم کی طرح ہی تابان

ضرب کی قسمتِ مقصد سی وہ رتبہ پایا ۔ کہ گہر ریز ہوی اہل سخن کے دامان

منتقص وافی و مالوف و صحیح و مجزوّ ۔ سب ہین ہین بندشِ تخئیل معقد کی نشان

سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب ۔ نکتہ ور دلمین سمجھ لینگی اشارات نہان

منقسم ضرب تہجی ہی براے ترکیب ۔ حرف سی لفظ بنی لفظ سی معنی ہون عیان

صورتِ شعر مین تبیس طرح کی ہین رنگ ۔ علمِ اُستاد سی آگاہ نہین ہر نادان

چند اعداد افاعیل کو کہتی ہین عروض ۔ انکی پڑھ لینی سی شاعر نہین ہوتا انسان

جُہلا کی جو پڑھی کوئی کتاب اس فن کی ۔ بتگئیے کی خلشِ فکر وہ اُستاد زبان

کہتی پھرتے ہین یہ کیا بحر ہی اور دائرہ کیا ۔ دیکھو ہمنی ہی طبیعت سے نکالی اوزان

دیکھ سیفی کی رسالی کو بنے خود سیفی ۔ ہین تعریفی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان

لفظ تحبیق نہ تخنیق سمجھتے ہین کچہ ۔ خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران

صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے ۔ پوچھین اقسام روی کی تو نہ ثابت ہو نشان

ہو جو ترکیب مضافی کی ضرورت واقع ۔ صورتِ آئنہ رہ جائین سراپا حیران

پوچھی گر کوئی تو ارشاد ہو یہ از رہِ طعن ۔ فارسی گو نہین اردو کی ہین ہم قاعدہ دان

کسی استاد کا دیوان اگر کوی پڑھے ۔ ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان

کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو ۔ چل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تبان

صدقی اوتیر جو نہین علم سخن سی آگاہ ۔ خوش بہت ہوتی ہین کہتی اگر اُستاد زبان

ای خدا کیا ہوی اُستادِ سخن فہم افسوس ۔ کیسے یہ خوبی اعمال سے دیکھی انسان

وہ عروضی نہین جو فعل و فعولن جانے ۔ پوچھی مجھ سی تو بتاؤن تجھی کچہ اسکی نشان

پہلے تخئیل کہ آغاز ہے اسپر موقوف ۔ جسکو علّامہ طوسی نے کیا زیب بیان

اوسکے اقسام ہین جو حضرت عرفی نی لکہا ۔ شک نہین ہمین کسی طرح سمجہ کہ ایجان

شعر بہی تین ہین مضمونی وحالی کیفے ۔ انکی اجماع سی ابیات مین آئی نقصان

پہر ہی میزان معانی کہ تلے ہر مضمون ۔ بیت بمطلب مین برابر نہوئی اسکی بان

جب ملی اسسے فراغت تو پڑی جہگڑا اور ۔ پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان

دیکہہ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا ۔ تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی ہین کہان

فائدہ کیا تجہی اس ہرزہ خیالی سی نسیم ۔ بی تعلق صفت شعلہ رہی لال زبان

عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز ۔ جو خلاف اسکی سمجہتا ہو وہ خود ہی نادان

حرف ملفوظ شہادت کی لیی کافی ہین ۔ دیکہہ کس پیچ دہین ہوتا ہی عقیدہ کا بیان

غور الف بی ہین جو کی پنجتن پاک ملے ۔ ایک سی دو ہوا اور دو سی ہوا پانچ عیان

بدل کر کچہ و شہوار اگر رکہتا ہے ۔ قدردان ہی یہی پہیلا کی سی ہین دامان

قصد صادق ہین نکر دیر کہ فرصت معلوم ۔ حوصلہ دل سے نکلجا سے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکہتی ہے جو تخئیل مجسم سی زبان ۔ نظر آتے ہین دم فکر ہزاروں سامان

نوعروسی کی مری جیسی بندش ہین یکہ ۔ لفظ ابہی ہے کہ مضامین کسطرح ہین نازان

فکر دوشیزہ ہی مضمون سے نے سمیٹا دامن ۔ صورت خامۂ قدرت ہے مری پاک زبان

لوٹ رکہتا نہین دامان نظر کی مانند ۔ بی تعلق صفت روح بریدہ ہی بیان

ای قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو سہی ۔ جای تسلیم ہے گردنکو جہکا جلد یہان

ای سخن وقت ادب ہے نہ نکلنا گستاخ ۔ ای دہن چشمۂ خورشید ہین ہو اپنی بان

رحم ای چرخ ستم پیشہ ندی لون تکلیف ۔ تا کجا صورت آئینہ رہون ہین حیران

زلف جانان کی طرح روز پریشانی ہی ۔ سر چڑہا کر مجہی پامال نکر اونادان

کمر یار نہین ہون جو کیا ہے معدوم ۔ ناہین ہون کہ نظر سی مجہی کہتا پنہان

دوست بیجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
آفتاب شرف افزای جلال و تمکین
ہر دمن بہر دعا یون ہی کشادہ شب و روز
شوق پابوس مین ہر دل ہی یہانتک بیتاب
شہرت لطف نی رفعت وہ ہوس کو بخشی
ابر رحمت کیطرح ریزش پیہم ہر وقت
حوصلہ چیز ہی کیا وہم سی بخشش افزون
وہ سخی ابن سخی ہے کہ صلہ جب بخشا
ریزش سیم نی اختر کی چمک پیدا کے
کوئی شاکی نہین اس دور مین لیکن عسرت
رنگ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
کون ہنگام سخا اوسکی تہیدست رہا
خنجر جود نہ اس ہاتھ کی اوس ہاتھ کو ہو
لب و رخسار حسینون کی ہوی بی رونق
بارش سیم نی کی وقت سخا ہو سفید
آگیا تھا وہ جو اک نقطہ تہ جود اوسکے
کون ایسا ہی جسی حق نمک سی ہی فراغ
جا بجا جوش کرم سی یہ زراندوزی ہے
اثر فیض یہ ہی طفل کی منہ مین جا کر
اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
ابتو دیوانی بہی کہاتی ہین گہر کی چھٹین

دیرسی ہیئتین نظر ہی مرسی برج سلطان
جانِ عالم شہ گردون حشم و عرش مکان
جسطرح دیدۂ عاشق با امید جانان
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان
قدسیونکو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان
نیک و بد پر ہی شب و روز برابر احسان
قفل ہو جاتی ہین اظہار طلب پیش دندان
شعرا کی دُرِ غلطان سی بہری رہی دہان
ہمسر چرخ نظر مین ہی ہین نکادامان
کہ ہوی جودسی اوسکے کمر معشوقان
رنج افلاس ہی تنگی سی حسینونکا دہان
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان
جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی نہان
بوسۂ زر مین ہین مصروف یہانتک انسان
چاندکا ہوتا ہی خورشید کی چہرہ پہ گمان
سر پر اپنی اوسی زر سے لیکے ہوا ہی نازان
جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان
ریش زاہد دم شانہ ہوی نقش افشان
صورت سیم جما قطرۂ شیر پستان
منہ چہپانی لگا افسانۂ حسن خوبان
رکہتی ہی دُر عوض سنگ کنار طفلان

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا — کام آتا نہین افسون نگاہِ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل — صورتِ طعنۂ معشوق ہی دولت لرزان

سیر چشمی کا یہ عالم ہی باین بخشش و جود — ہر گہڑی آنکہ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کی لیے نام اسکا — باعث قوت دل موجب آسایش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہِ گرم پڑے — آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیز دستی سے ہزارون صف اعدا لوٹین — آنی پائی نہ وہین تک کبہی فریاد امان

وہ فراق ابدی ہو جو تہ تیغ آئے — حشر مین بہی نہ ملی روح کو جسم انسان

جسم سے پائی فراغت تو رہی وہمین بید — روح کو حلقۂ جوہر ہو کہنا رزندان

چین آجای جبین پر تو رہی تا دم مرگ — بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان

بارش تیر عدو کی لیے زینت بخشے — چشم پر زخم کی ہو جای مژہ ہر پیکان

صورت برق نہ ثابت ہو کبہی سرعت تیغ — کیا تہی آئی تہی کدہر سی یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن ہین وہ دین خالق نے — حسن سے رعب ہی خورشید منور لرزان

جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل — لکہنؤ پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان

ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش — لکہہ کچہ اشعار دعا روک لی خامی کے زبان

ای خدا تاکہ رہین شمس و قمر مین انوار — ای خدا تاکہ رہی ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ — بطفیل نبی و حضرتِ شاہِ مردان

سایۂ پنجتنِ پاک سی راحت ہو نصیب — نہ رہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان

اقربا خویش جگربند احبا باہم — صورت غنچہ و گل سب ہین شادان خندان

ایضاً

بہر ترتیب سخن دو حرف ہی ممکن کہان — لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان

ممسکی سی مال کو سنہ پر نقطہ لکہتا ہی قلم — شرم عریانی سی لفظونمین معانی ہین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سی چھپتا نہین
ضعف کاتب سی قلم کی نوک مین حیرت کہان

تن سی رہین آنکہ سی ہیندین کنارہ کش عزیز
قصر خالی دیکھکر ہین جسم خانو کی مکان

مفلسی سی فرقت محبوب کی رونق ہوی
وقت خصت خشک ہی خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتہ پہیلائی رہی
اشتہا سے ہوگئی شبنم غذائی آسمان

جبر گردون کی کشید دولت اصلی جو کی
شعلۂ خورشید تابان مین نہین باقی ہوان

قالب مضمون ہین مین آٹی ہوتے ہین خمیر
بہوک کی ناطاقتی سی ہل نہین سکتی زبان

مجلسون مین کوئی دامن تر نظر آتا نہین
ابر ممسک ہی سحاب دیدۂ ہر نوحہ خوان

بی خزان ہی خشک ہی ہر برگ شاخ نخل گل
شرح کی قابل نہین احسان نخل آسمان

تابش حسن بتان ہین گرمیان باقی نہین
سرد ہی عنصر محبت دل نہین دیتا دہوان

فلک شاعری جو بدلی صورت دور رمل
ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان

بس تسبیم خسرو ملک سخن خامی کو روک
اور صورت پر دکہا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش اور نہ تخییل صاف
تابشین دیتا ہی مثل مہر وقت امتحان

وزن میزان معانی مین ہین مصرع ہم جمال
وقف ہی حسن سخن مانند جود قدردان

صدر مطلع رکن جشوی ابتدا ضرب عروض
قید مین میزان لفظی مین اگر ڈہونڈ نو نشان

قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول
ذہن مین آتا نہین بعلی سی حرف رایگان

کیا کوئی سمجھی گا یہ رمز سخن کچھ اور ہی
ہان ہی سمجھی تم سمجھی مین ہون جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سی نہین امید داد
ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان

لاو شہوار مضمون بدل کر جلد اسی خیال
تا کہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ وہ مطلع روشنی بخشی جو مثل آفتاب
جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کسقدر مغرور رکہتا ہی مرا فیض زبان
خامہ بل کہانے لگا مثل مزاج نوجوان

گہورتی ہی زلف مضمون شکل افعی بار بار — پوچھتے ہی کون لکھی گا مرا حسن نہان

فکر کہتی ہے خیال پاک دہن کی قسم — مس کریں مجکو تصور یہ مجال اوسکی کہان

شوق کہتا ہی معاذ اللہ میں چیز ہون — پای ہر مغرور میں پہناؤن برجن بیڑیان

خاطر نازک یہ کہتی ہی توقف چاہیے — وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان

مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا — حبذا ای شوق تو بہر خدا ہو مہربان

مژدہ ای دل فیض استاد ازل ہی جوش پر — ہمت ای طبع معلی ہی زمان امتحان

باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہی جلوہ گر — صفحۂ قرطاس ہی آئینۂ روی بتان

شوخیان دکہلا رہی ہی فکر رنگین کی بہار — کثرت گلہای مضمون سے ہی سینہ بوستان

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان

ابر ہی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کی ہر زبان

ہے کہین لطف تبسم مین کسی جا قہقہے — کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان

ہے زبان زاہد صد سالہ صرف الحذر — دیکھکر رندونکی باہم کیف مے مین مستیان

بسکہ ہی پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب — کیا عجب بیساختہ منہ سے اگر نکلے فغان

خاطر نازک دو فور شوق سے بیتاب ہے — کہتی ہی کچہ تو بہی کہہ یہ لطف صحبت پہر کہان

حسرتو نسے آج تو خالی کوئی دم ہو کنار — کہول دی بند نقاب بی معنی و بیان

نطق کو رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی — لے تمنا الفاظ بنکر بوسہ کام و زبان

بہیگ کر ٹپکے لب اظہار مطلب کے امنگ — یون دکہائی جوش مضمون بارش ابر بیان

اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین — یادگار خسروان واجد علی شاہ جہان

دل بڑہی سینہ سے استقبال کو ولے امید — جس طرف رخسار تابان کی نظر آئین نشان

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم — نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان

بیضۂ فولاد سے نکلے صدای عندلیب — گلشن عارض کو ہو اعجاز کا امتحان

رعب شوکت سی گلستان مین نہ باتین بند ہین — غنچہ سربستہ کہہ سکتا نہین ساز نہان

قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا — چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان

گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکہون — محو کر دون ہمت دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گر خلش دیکہی سنان تیر کی — ہر جراحت آفرین کیواسطی کہولی دہان

راحت خواب اجل صمصام نے بخشے خصم کو — ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ — پوچہتا ہی چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول — روز اک صورت بدلتا ہی خیال آسمان

صدقی اس ہمت کی حال یکسان ہے اندن — ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان

اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکے شرم سے — پہینک دی دامن سے الماس کواکب آسمان

قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے — صبحدم دیکہے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کلفتون کی یک قلم جاتی رہی — دہو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حلم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو — زخم بہر دیتی ہین شانون سے بہی گیسوے بتان

قصد گر شرح خلق والا ہی جو منظور مزاج — بوسہ گاہ خامہ ہین میری سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہی عمر کو — جسم سی روح جبین بہی کر سکتی نہین نقل مکان

جہکتے جہکتے آرزوئین سر بدامن ہو گئین — بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان

قدرت حق نی نہین پیدا کیا اسکا شریک — جسطرح سی آہ عاشق ہی خدنگ بے کمان

مین بہی ہون امیدوار ای شاہ والا مرتبت — جوش ہمت گر اجازت دی تو کچہ ہو مہربان

خواہش پابوس ہی ایسے کہ مثل رہ گذر — گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شیخ و گمان

کیون نہ صدقے ہون ہجوم آرزو کی ہر گہڑی — سامنے آنکہون کی ہی تصویر سلطان جہان

دیدہ ہی چشم تصور سے جمال پاک کی — بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے — ہر گہڑی کہتی ہی چل ہر وقت سمجہاتی ہی ہان

مین گدای بینوا ہون شاہ خاقان ہین ہمن — چشم ظاہر سے جو دیکھون ایسی قسمت ہے کہان

دل مین رکھتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو — حرف بیجا تا ہی تنہا ہو کی ہر لفظ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھی — تنگ ہی سامان فرصت کے لیے شہنشاہ جہان

ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا — تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب — یا الٰہی ہیں جبتک ہی سقف آسمان

دوست شادان ہو عدو برہم رہین مانند زلف — نقش بند کاف و نون جامی ہی ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون مین نظر آئی خلل — مختصر جیب ابد تنگ ہی دامان ازل

فکر دوشیزہ ہی ہون شاعر پاکیزہ مزاج — وہ زمین چاہیے مجکو جو نہو مستعمل *

جز خدا اسکو مرا طول سخن ہی معلوم — قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اول

گرمی عارض مضمون سے عرقریز ہی طبع — آتش شوق کی شعلون سے ہی سینہ مشتعل

قصد کے ہوتی ہین پردہ جو کچھ کچھ ایما — ضبط اور نطق مین ہوتی ہی ہم رد و بدل

آرزو کہتی ہی کیا آپ ہی زاہد خشک — کہ پڑی جمعیت خاطر مین ہزارون ہی خلل

طعنے دیتی ہی تمنا کہ مبارک باشد — ابتو واعظ سے یا دہ ہین جبین مین کچھ بل

حوصلی کہتی ہین اس بی ادبی سی گذرو — کہہ دو ناصح سی کہ جا بزم محبت سے نکل

لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا — طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل

اتنے مین آ کی مضامین قصائد نے کہا — صورت وعدۂ دیروز گئی آج بدل

ناگہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا — کھل گئی نشتر مضمون سے سخن کے اکحل

لے اڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال — آ گئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل

جلوۂ تیز افکار فلک پر پہنچا — رات بھر چشم کو اکب سی ہی رد و بدل

کسقدر نالہ موزون سے کے ہوی استقبال　　ہر طرف خیل ملک آ کی ہوئی ست بغل
مدتون ور تصدق سے نیائی فرصت　　ساکنان فلکی بہول گئے حسن عمل
طول آغاز سے انجام تہا آشفتہ مزاج　　مختصر کی گئے تمہید کلام اول
ٹہیرا و خامہ کہ اب ہی م تکلیف سخن　　فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل
شور ہی چار طرف فصل بہار آپونہچی　　جوش مستی ہین ٹپکتی ہین اُمنڈ کر بادل
ناز کرتے ہوئے آتی ہین ہوائین ٹھنڈے　　کھل رہے ہین دل مشتاق کی سینون مین کنول
عکس سبز سیکا جو ہی چرخ کی آئینے مین　　سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول
گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سی　　آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل
کر چکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر　　کہتے ہین سبز قدم نحس کو ہنگام مثل
آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر　　خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل
اصل پر اپنی کسیکو ہی نہین استقلال　　ق　　آگیا عالم اسباب کے ہر شی مین خلل
بنگ ہوجاتی ہی ساغر مین انڈلتی ہی شراب　　سبز ہوجاتی ہی مینا کی طرح سی بوتل
کثرت سبزہ ادبی دیکھ کے بہکا زاہد　　آگیا جوش پہ سودا سی دماغ مختل
تنگ ظرفون سے کے ہوی حوصلۂ دل پہ فراخ　　خود پرستی پہ ہی آمادہ مزاج اسفل
گرمی حسن تمنا سے یہ بہڑکی ہی آگ　　دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہی کاجل
واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ　　کہ نہ پیرا کہین بچتے نہین فریاد اجل
ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچی　　شغل واسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل
کہدی اتنا کوی بلبل سی کہ ہان بسم اللہ　　ہم قصیدے کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسیطرح خلل　　دیکھ او طبع رسا خوب سنبہل خوب سنبہل
شرف الدولہ ہے نواب فلک قدر ایسا　　کہ نہین جس کا امکان مین کوئی آج مثل

تھے جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے | فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل
وہ شکر ریزی لب ہے دہن شیرین میں | ہو گیا قصہ سی پہلے سخن تلخ عسل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد | سیکھے اوسکو سبق حضرت استاد ازل
ادب آموز فلاطون ہیں مضامین خیال | ہر کنائی میں ارسطو کو ہے تعلیم عمل
ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہوکر | کیوں نہ ہو قوت ادراک سمجھ میں خلل
گر نہ آمیزش تجویز سے پائیں ترتیب | حشر تک دفتر اقلیم رہیں سب مہمل
راست ہر کج ہو جو آداب حضوری پائے | چین جبینو نسے نکل جای سر زلف سے بل
خواب راحت کی مری دہن شمشیر میں ہیں | مدعی سے کے لیے آغوش اجل ہے مقتل
ضرب تیغ جو ناگاہ صدا دی بیٹھے | قبر دشمن سی کہی آ مر سے آرام بغل
طول زخم تن اعدا یہ ندامت سے کھنچے | دیدۂ سوزن جراح میں پیدا ہو سبل
روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے مردود | وہ کشاکش میں رہی صورت اوتاد رمل
مختصر ہے دم ہمت جو ارادہ ہو جاسے | طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل
کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے | ریزش ہفت خزائن ہے نظر میں خردل
شاہد ہمت پیشین ہیں ابھی تک موجود | سینۂ چرخ پہ ہیں شمس و قمر کے ہیکل
بخشش چند نفس میں یہ ہوں انبار بلند | جز زر و سیم نظر آئی نہ اطراف جبل
نگہ فیض رساں کچھ جو اشارہ کر دے | سبز ہو جائیں تسلی سے ہزاروں جنگل
تیز یاں لاکہ کرے توسن مضمون لیکن | طی نہ ہو وسعت میدان کرم کا اول
رخصت ای جوش کہ ہے اور طرف اوج خیال | بچھ گیا فکر معلے کا فلک پر دنگل
سجے میں آیا کہ نئی طرح کا مطلع پڑھیے | جسمیں ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

کیا ملے رتبہ جہانتاب کے شاعر کو مثل | ایک خورشید سو وہ پیش نظر سے مستعمل

نہ وہ بالا یہ کرے دیدۂ شہرت حسن | چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اول

نظر آجائین اگر مصحف رخ کے جلوے | نہ رہے مخمصۂ دہر مین اضداد ملل

طرۂ فرق سے مشک ختنی شرمندہ | جلوۂ نور جبین قدرت صناع ازل

وہ اثر عرق نے دیا صفحۂ پیشانی مین | درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل

دی کمانسے کبھی نسبت کبھی جائین ہلال | راست کوئی ہی نپائی خم ابرو کی مثل

نظر آئے صف مژگان تو صفین ہون برہم | قصۂ نیشتر چند ہے لیکن مجمل

آنکہ اسباب تحیر ہے اوسی کیا کہیے | قدرت حق کا تماشا ہے نہ جادو نہ عمل

شمع بینی مین ہی ایسا اثر پاتا ہے | کہ دوئی لا نسکے جسمین نگاہ احول

دیکہ لے عارض تابان سے اگر کچہ جلوے | آئنہ سمجھے اوسے آینہ زیر بغل

فاقہ کش ہے ہمن گو بہت مدت سے | لب جان بخش کی کسطرح نہ شائق ہو جل

ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز | ایک کوزہ مین ہی گنجایش دریای عسل

نام کیا صاف لکہون تک ادب کا ہی لحاظ | کچہ اشارہ مین بتا دیتا ہون مین طرز بدل

ہے امر کا اور سپاہی بنائی دولت | رہیے رسم محبت ہی بہت خوب عمل

لطف ایجاب دعا سے ثانی مین | ہم سرائے ہنر آموز ہی اسباب دول

ہی مین یاری ہی تو ہی ہم مین بکمنت کا ہیچ | ہاتہ آئے جفری کے لیے ترکیب جمل

لکھنی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف | تا سحر دائرۂ شب مین رہا دور زحل

کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب | تب کہین قالب ہموار نے پائی ہیکل

وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو بھی | سر کا بوسہ لے فلک پاؤنکا بوسہ دے جبل

دیکھیے ہیئت کو جو اوسکے تو کہتے اسد جہ | بیضۂ چرخ سے ہے آبلۂ پا سے نمل

وہیان دانتونکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ | صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل

لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال | نیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزومند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے
نظر آتا نہیں وہ مثل اشارات ازل

اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہاں طائر شوق
ایک پرواز میں ہو ہمسفر قوت شل

تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال
اوّل و آخر کونین ہی اک بعد اقل

بس زیادہ نہ بڑہا و شاعر مغرور نسیم
توہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل

پڑہ کچہ اشعار دعا ہی ہو مر انجام کلام
تند ستی کا ہی مشتاق خیال مختل

اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کی جلوی
اے خدا تا کہ رہین آت سے دن سے بغل

عزت و دولت و اقبال رہین سب ہمراہ
شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل

دوستونکی لیی جنگل مین ہو منگل ہر روز
دشمنونکے لیی منگل مین ہو سو جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر
شرم کہتی ہی بچی گی مری عصمت کیونکر

آرزو دینی لگی پاس ادب کو طعنے
آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہی گہر

جوش انفاس سی کرتا ہی خلش کے زمین
شوق آمادۂ فریاد ہی کہولی ہوی سر

ٹکٹکے ہی دل مشتاق کی یون سوے بہار
جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر

غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہی
سیم و زر لینی لگے بوسۂ دست زرگر

کشش حسن نے ہر چیز کو کہینچا ایسا
کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچہ ڈر

ہوس و ید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس
سنے گلو اب نظر آتا ہی گریبان سحر

رنگتین گہو رہی ہین طرف بی ادبی
حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر

مستیان کیف سخن سی ہین تج باتمین پیدا
بات کرتی ہین سمجہتی نہین مطلب اکثر

بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے
رند واعظ سی یہ کہتے ہین اوٹہالا ساغر

بارش گریۂ مستانہ صدا دیتی ہے
ایک بارش مین و عالم کی بہگودون دفتر

کروٹین حجلۂ خاطر مین بدلتی ہین خیال
بیقراری کے اشارے ہین اوٹہاؤ بستر

منہ لعاب مین ابر سی دہوتی ہی زمین ‏— تا ہو سلجہای کسی جا نہ کجہی پای نظر
اشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین ‏— یہ سگئی پہوٹ کے چند آبلہ دیدہ تر
ہے وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ ‏— دختر رز پردہ خم سے نکل آئی باہر
پارسای سفری ہی طرف عالم قدس ‏— توبہ رندان قدح نوش سی کرتی ہی خضر
چہیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند ‏— رکہتی ہی فکر رسا سو سے تنا قصد سفر
چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی ‏— فکر کے گوش مضامین مین پہنا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر ‏— نور پرور دہ عارض ہین تری شمس و قمر
ای جناب شرف الدولہ وزیری جا ‏— جان و دل میری فدا کیون نہ ہین شام و سحر
وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش ‏— دامن و جیب ہین ہر فرد کے لبریز گہر
صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ ‏— گہڑیان شرم کی غنچون نی کسین چہپ چہپ کر
واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے مہمانی ‏— دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر
رفعت قصر کے جلوہ کی کو نہ پوچہے ہرگز ‏— بہر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر
ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک ‏— محو تمثال رہے آینہ اسکندر
گر میے حلم سے ٹہنڈی ہون جلانی واکے ‏— اوڑہ لین ہن خاکی کے ردائین اخگر
حدّ او صاف بیان ہو نسکین گو ہر دم ‏— فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکہون پیکر
خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل ‏— کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر
فہم وہ مرضی صانع کی سمجہ لی باتین ‏— مطلب اوس سی ہی جو منظور خدای اکبر
مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے ‏— رشک سی قلب ہو سیماب کی صورت مضطر
ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا ‏— روح آجاے لبون پر پے تعظیم نظر
آرزومند تصدق کو یہ ہو نیتا سے ‏— دل بغل سی نکل آئی کبہی سینے سے جگر

دیکھہ آتا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہے تصور سے ٹھہر جا دم بہر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچہ لکھین
ابر رحمت سے دہلین جرم و گنہ کی دفتر

نام آجای زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکھہ لین صورت اصلے کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جہکا دے پے تسلیم اگر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگوا تنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی پناہ
پیشتر قصد سے دشمن کی ہو تن پر سر

دیکھہ کر چشم غضب ناف عدو مین چہپ جا
کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا مین تصور سے یاد
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکہیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہی مدح سرائیکا رواج
اے خدا تا کہ رہی قدر فن و علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خوانے ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برشتگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جو بن
فروغ عارض گل سے ہے فتیلہ روشن

بہت دنو نمین قدم رنجگی بہار نے کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانہ گلخن

حجاب دیدہ ہوسے ہین منعقد سے غنچے
دکہا رہی ہے مزی نو عروس گلشن

گہرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کی کنول ہوی روشن

نہال ہجوم رہے ہین فور ستے مین
ہوای سرد کا ہر سمت گرم ہے توسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کی ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جیا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدہ سے
نصیب ہے سر بلبل کو آستان چمن

ہوا سے خندہ بیہم جو گد گداتے ہی
ہر ایک غنچۂ نو خیز کا کہلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سی کر لیا مشتاق
امید وار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلط ہے سنہ ہے قبول خاطر خلق
خراب پھرتا ہی واعظ لیے کتاب کہن

ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا
یسان چشم محبت ہی آرزو رہزن

اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بی ادبے
کہے سے ہین مری اشک بوسۂ دامن

لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار
بھری ہوی ہی لبالب کنارہ دشمن

نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسے
چمن مین نالہ بلبل ہی دلمین شور محن

اجل کشاکش امید مین پریشان ہے
کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن

مزاج دان نہین ملتا ہین تیغ کیون خاموش
کسے دکھائیے ای ہمنفس نزاکت فن

وہ آفتاب ہون جسکو کبھی زوال نہو
اوٹھاسکے ہاتھ دعائین کیا کرین دشمن

بس اب تہیۂ خاطر ہی جانئے صاف
خیال نو کو ہوئی احتیاج مشق کہن

زبان پاک ادا کر رہی ہی شرط بیان
فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن

وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن

جو دیکھے شوخی خاطر تو ہو حجاب ایسا
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن

کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
کہ وقت وصف کرون مین اوسی شریک سخن

نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکھین
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن

وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجھ سی پس جائے
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹھین احسن

فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
سخی و مہر و علو ہمت و شجاع زمن

زمان جود اگر آکے حوصلے دیکھین
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگئ دامن

وفور فیض سے بدخواہ بھی نہو محروم
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن

ہٹا ی تیغ نگاہ غضب جو ہستے خصم
سنائین روح کی آرام کو فسانۂ تن

لہو کو چاٹ کے ڈوسنے تن عدو مین جو تیغ
دکھائے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن

ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین میر
کہ آفرین کے لیے تنگ ہی شگاف دہن

سنا ہی غل جو سواری کی آمد آمد کا | رکی ہوسے ہین نگاہون کی طرف توسن
جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے | عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین وظن
لکھون خطاب کی دو تین شعر اسکے پر | دکھاؤن اور طرح سے کلام جو ہین
خدا کیواسطے اب اجتناب سی باز آ | کہ پہر رہی ہی کئی وشنی آمد و بدظن
ادب شعار ہون گستاخ ہو سکون کیونکر | ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن
رہو نہین پرورش اضطراب مین کبتک | نگاہ لطف کوئی سطرف بہی حضرت من
امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو | کہ پہر نہ پائیگا ایسا کبہی وحید زمن
نہ پایا صاحب ہمت جہا نہین کوئی | کہ مجھسے پوچھتا وہ یادہی تجھے کیا فن
بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش | سوا فغان کے نہ نکلا کبھی بانسے سخن
کہا یہ علم و ہنر سے کہ جاؤ رخصت ہے | اب اختیار کرو جا کے گوشۂ مدفن
ملے گا کوئی سخن فہم تو بلا لین گے | نہین تو خیر جو کچھ مرضیے خدای زمن
نسیم شوکت خاطر و کہا چلے کیا کیا | سلام شوق لکھو وزبان مین قفل دہن

ایضا

کہان ہی ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار | کبھی ہے شام مصیبت کبھی ہی صبح بہار
کشاکش نفس چند سے پیام اجل | ہوای بی ادبی ہے تہیۂ بیکار
خیال جام عبث اشتیاق ہی بیجا | دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
بسان دیدۂ ممسک ہے تنگ فرصت عمر | لحد کشادہ دہن ہے بشوق بوس و کنار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے | جو ہو سکے سو ابہی ہو اوٹہا نرکہ زنہار
چھلک رہی ہین خم می بہک رہی ہین مزاج | ٹپک رہی ہی صراحی بنوش لی ہے پکار
نواے مطرب خوش لہجہ ہی موثر دل | ہجوم بیخبری سے ہے مختصر آزار
ہوا ہی ہرے سے بزم چمن ہوئی ہے گرم | شگفتہ گل ہین بسان فہن دم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچو سے نکلے — برنگ مشعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز — سرور دید سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خودرو سی فرش بوقلمون — بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یونہہ دماغ برہنہ پائی سے — طواف آبلہ کرتا ہے تشنۂ سرخار

امید بادہ ہین تو یہ شکن ہین یون مصروف — کہ جسطرح پس پرہیز رغبت بیمار

خدر خدر کی صدا دی رہی ہین حباب جوش — گھڑی گھڑی ہے زیادہ ترقی پیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر ستی مین — تڑپ تڑپ کی چمکتی ہین بجلیان ہر بار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کی حاجت — چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے — تو ایسے وقت ہین لکہہ مدح خیر حمید اشعار

کمال یہ کہین اک قدردان ہو ہی نصیب — سجا ہی گوہر مضمون اگر تو او سپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان — قمر خدم شرف الدولہ فخر عز و وقار

اگر ندا اوسکے عنایت کی ہو کچہہ آمیزش — نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائیدگی زمین کو ہی — نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی جو ہا — ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم ہی سے ریزہ چین لیکن — فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سی بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے — کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکہہ سکے انتہائی بخشش کو — رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

بپا سے طول سخا ہین وہ اختصار کبھی — ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹھے یہ ورد حسد جوش نخل سی اوسکے — کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش ہی زبان خرام — تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین پہ ہی فیض — کہ نقرئے ہین تقاول مفید کنجفہ مار

وہ دل کہ جسمین ہین محبت ہی وہ ساتھی کی
نگاہ طرہ شکین فرق کو سمجھے
خمیر مردمک چشم سے بنی ہین وہ بال
جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل
بہوین ہین تیغ ہلالی مگر کشیدہ مزاج
مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے
عجیب قصہ دلچسپ ہی فسانہ چشم
ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد
صفای چہرہ ہی پہسلا کے قطرۂ نور
فروغ عارض تابان سی ہی یہ نیر نقش
دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا
لبونکا وہ بیان جو آیا تو سمجھا مین گلبرگ
دہن وہ درج گہرہای حق شناسی ہے
شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو
ٹہہر کے ذرا چل نہ دوڑا و خامہ
سوال کرتا ہے دل تجہ ضمیر حاضر سے
تو وہ ہی اگر تیغ ہاتہ مین لے لے
شکم مین نطفہ اعدا دو حصہ ہو جائے
کہچ آئے روح بدن سے برای قربانی
پڑے جو آنکہ وہ قصہ خیل دشمن پر
دسے تہ دل سے وہ قصر بلند رہنے کو

بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار
خطوط کاتب قدرت ہین دو سر شیار
تصوراو نکی ہی ہوتی ہے صیقل ابصار
خیال وصف سی جسکے چمک گئی اشعار
ہزار مرتبہ جسپر عدو کی جان نثار
کر اپنے طرز کا مطلب سمجہ لے ہشیار
کہ جسکے شنی سے سیوی صاحب آزار
بقای عمر خضر پاسے طالب دیدار
کشیدہ بیتی روشن یہ کرتی ہے اظہار
کہ محو جلوۂ ذات ہی سایہ دیوار
قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوار
مگر وہ بے اثر اعجاز انہین عیسی دار
زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار
دکھای سبزۂ خط لطف مرہم زنگار
کر اوسطرح کی لکہنے مین کچہ ہمین اشعار
فراج فکر مطلے ہوا ہے شوخے یار
قدم پہ سرکو رکھے بیل چرخ بے تکرار
سنے جو حال تجہ ذکر خنجر خونخوار
پناہ تیغ کے خصم کو پناہ فرار
ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار
کہ مرغ روح نہ اوڑکر پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا مین نہ خم رہی باقی | کجونکو راست بنا دے بلندی دیوار
نسیم فکر رسا سے نکر زیادہ سوال | جو ہل گیا سو ہلا اب بچا ہیے تکرار
جہان مین تا کہ رہی یہ بقای شمس و قمر | جہان مین تا کہ رہی رفت و خیز لیل و نہار
رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر یارب | حبیب خرم و شادان عدو ذلیل او خوار

ایضاً

دیکہ تو رفعت افسون تبان طرار | رشتۂ قوس کی پہنی ہی فلک نی زنار
زلف منہ دیکہتی ہے آینۂ عارض میز | رنگ کچہ لای گا یہ دائرۂ لیل و نہار
شوق کہتا ہی اوٹہا پاس ادب گستاخ | شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل زنہار
کوئی شے جو شش سودا سے نہین ہی خالی | کہولتا ہی رگ سبزہ سر ہر نشتر خار
آرزو مائل مستی ہے حیا پا بر کاب | اتقا گوشۂ طلب ہی کہ ندیکہون یہ بہار
شیخ اندرز فراموش ہی وعظ محجوب | یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار
مہر بر بستہ جو غنچے نہ پہوئی تہین نغمہ مین | لٹ رہا ہی زر گل وقف ہی سارا گلزار
پائی جا رو ب کشی ہی جو صبا نی فرصت | چہچہے مرغ چمن کرنی لگے نذر بہار
قطرہ می کی چمکنے لگے ہر سو تاری | گو دہرنے کو ہوی جام و صراحی تیار
بسکہ ہے ہر ہنگی غفلت میخواری سے | چادر بارش می کرتی ہی پردہ ہر بار
بیحجابی ہین جو ہر بلبل و گل ہے معروف | ہر نگون شرم سی ہین صحن چمن مین اشجار
بر ہمی کی مجہے دیتی ہی اجازت خاطر | طرۂ زلف مضامین کے نظر آے بہار
جی مین ہی شاہد مضمون سی ہم آغوش رہون | تا کجا حسرت تاخیر پڑہون چند اشعار
لے کے ہوش مین آ ہی قلم سینہ شگاف | جوش مین طبع معلے کی دکہا کچہ آثار
مین وہ یکتای زمانہ ہون کہ مسیرا | صوت حکم الٰہی ہے نہایت دشوار
ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال | ایک سا جلوہ آغاز سے ہے اور آخر کار

دوست اوس عارف دیکھا سخن فہم کا ہین	جسکا یک لفظ نہین صورت معنی بیکار
ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن	شرف الدولہ جہان کرم و عز و وقار
ادب اوج مراتب سی یہین پیہ ہر دم	گرد پہرتا ہی فلک صورت پای پرکار
مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالیجاہ	نذر کو لای زر گل چمنستان مین بہار
پرتو افگن ہوا گر تیغ زمین پر اوسکے	حشر تک صاعقہ نکلی عوض جوشش بخار
نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر	تیغ صدقی کری خورشید کو نمین سے پار
لب جان بخش کی جنبش سی اجل عیسا یوں	نہ ٹلے حشر تلک ملک عدم کا بازار
تنگ ہی وسعت میدان تصور ہمدم	کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار
اس جہان سے صفت روح فرشتہ ہم ہین	جا کے پہر آتا ہے صحرای ازل سے سو بار
رفعت قصر معلے ہی خدا کی قدرت	انتہا جسکی ہے تخییل ملک سی بیزار
دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے	گہر کری دیدہ دشمن مین سدا خواب قرار
اوسکا ہمسر ہون تو مین ہون اگر اتنا ہی فرق	وہ شہ فہم ہے مین خسرو ملک اشعار
مختصر عالم اسباب ہی اوسکی آگے	کیجیے فیض مطول کا کہانتک اظہار
حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہوا امید عطا	خشم وہ خشم کہ ہے جسکو کبھی سی انکار
تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان	ای لئیم اب نفس چند ہین تکلیف سی یار
پڑہیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر	چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار
ای خدا جلوہ فراز یر فلک ہین جبتک	روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کی آثار
شش جہت مین ہی ممدوح کو ہر دم حاصل	عشرت و نام و نشان طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان	ایک ساعت ای فلک بنجا خدا را مہربان
فکر صائب کے بدولت اصفہان ہی لکہنو	ہے مری فیض سخن سی عزت ہندوستان

جی مین لہراتی ہین میدان ثنا کی گردشین
آبرو رکھتا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہی گوہر مضمون کی لڑیان گوندہ کر
کیجیے آراستہ بازار معنی مین دکان

وہ متاع قیمتی ہون مشتری کر لے پسند
پوچھی گر قیمت کہون احسان بحال نیمجان

طعنے دیتی ہی مجھے پیری پریشان خاطری
ڈھونڈھنے نکلا ہون اطراف جہان مین قدردان

مے سے توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ مین دھولون زبان

ابر تر دکھلا رہا ہی بجلیون کی چشمکین
دل یہ کہتا ہی کہ لکھہ اشعار صنف قدردان

ہاتھ ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے امنڈی کیف مثل گوشۂ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سے تر ہوتا ہی دامان بیان

کرتی ہین اٹکھیلیان مضمون خیال ناکسی
گدگداتے ہین مجھی الفاظ و معنی ہر زبان

تا کجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہی
روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہہ دی کہان

ای فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہی تو
دیکھ میرا دل کہ اسمین کسکا جلوہ ہی نہان

حامی دین محمد عاشق نام خلیل ع
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

جسکہ ہی راحت رسان خلق نظر خوف سے
ہوگیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو گر ہیبت سے ہم
مور کو تخت سلیمانی پہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہی
جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان

آرزو کی طرح یون ہر دل مین کہتی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکھی جو ہر جانب عروج
آرزوے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع پیری سے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑھ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چہارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس ہے ہر صبح ورد قدسیان

دیکھکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلی
روشنی دی شمع سے مانند مغز استخوان

نطق ہم عالی سے وہ اطمینان سکو ہوگیا | شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان
قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل شاہ کا ہو | خون دشمن کی حنا بند ہی خیل دستان
فہم فلاطون سپند شعلہ ادراک ہی | کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا یہان
تازہ معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین | خلق والا کی زبان خلق پہ ہی داستان
کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال | کون ہی جو خوان بخشش پہ نہین ہی میہمان
یہ نہین ممکن لب سایل کو جنبش ہو سکے | قصد سی پہلے صدا آتی ہی لو آؤ یہان
لطف وہ پیدا کیا احسن سخا و جود نے | ہوگیا خالی مزی سی گوشہ چشم بتان
حرص سایل ہن کرے دون اگر پیدا کرے | سیر ہو جاتی زبان سے جنبش فقرہ ہی کہان
آرزوی مردہ جی اوٹھتی ہی فیض عام سی | کم نہین اعجاز عیسی سی سخاوت کا بیان
ٹھوکرین کھاتے ہین گوہر سا ملوکی راہ مین | نصیب ہوتی ہین جو اوجا ہر جابی سنگ آستان
خامۂ قدرت نے لکھا لوح پر روز ازل | عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب عز و شان
شادیون اہل غرض ہوتی ہین اوسکی نام سے | جسطرح ہر قالب بیجس مین آجاتی ہی جان
دست زرافشان کی جس جا نسے صد ہوتی ہی | بھول جاتے خلق تکلیف جفای آسمان
جوش الفت مین سے ہی سبہار ہا ہی یہ نسیم | ہون قصیدے مین غزل کی کچہ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان | آتی ہی جو سی زمین ہر دم نگاہ قدسیان
گر دکھا دے جلوہ رخسار کو ہٹکر نقاب | داغ سمجھے مہر کو سینے پہ اپنی آسمان
وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی | تیرہ بختو نکے لیے ہی صبح صادق کا نشان
تھی جو کچہ آئینہ دل ہاے مشتاقان مین بال | سو فرہ تنکر ہوی ہین پیرا برو وہ عیان
جلوہ خط حلقۂ آور رخ کے تابان پر ہی یون | جسطرح ہالہ رہی انوار مہ کا پاسبان
ق
اب نظر خوف ادب سے لغزشین کہنے لگی | چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہ رہی ہی حسن سے مانع پوچھیے کسطرح
تا قدم ہی شعلہ روشن گذر ممکن کہان

کچھ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایکدم
دیکھ لو تو حال ای خستہ دلونکی قدردان

اب تو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن نہ تھی
کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بھی مہربان

مفلس ایسے ہین تمہاری بھی نظر پڑتی نہین
جانتی ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان

آرزو گرم تقاضا ہی کہانتک انتظار
جی مین آتا ہی کہون لیکن ادب ہے پاسبان

صدقی جاؤن جو تبش غفلت مین نہایت چین تھا
دیکھ لو پھر اوس نظر سی بھول جاؤن دو جہان

چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پھر کیا ہوا
کہہ رہا ہون پرسی ہین اپنی دل کی داستان

مین تو آیا بھی نہین کسکو کہا چلئیے بھی
کل کے کہنی کا ہوا اک وہ پہلی امتحان

نام نامی سنکے کہتا ہون بوس پا بوس کے
ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان

کچھ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بھی دیجیے
رات دن چکر مین ہون مانند دور آسمان

بس بہت کچھ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم
لکھ مضامین دعا جو دل مین کہتا ہی نہان

فضل حق سے مسند دولت رہی تیرا قدم
تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان

خضر کے صورت بقائی عمر ہو تمکو نصیب
حشر تک یا رب رہی نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہی ہر دم
کہ فراموش ہین جو یاد تھی گردون کو ستم

آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز
کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسان کی قسم

وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم
ہر زیادہ خطر آتا ہی نگاہون مین کم

برہمی ایسی زمانے سی ہوی ہی معدوم
کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم

لفظ دشنام حسینونکی دہنمین ہی قید
لے رہی ہین لب عشاق یہ بوسے پیہم

کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک
سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو — کہا چکا دست جنون چاک گریبانکی قسم
ہوچکی چشم عفیفہ نہین ممنون اشک — اوٹہ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم
وقت تحریر جو کی غین و رمل نے تکرار — صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم
کوئی دم اے دل بیتاب ٹہہر جاتو ہی — کہ قضا مین تمنا خبر سنائین تجہہ ہم

مطلع

مجمع خلق و حیا زینت قوم آدم — ای جناب ظفر الدولہ رئیس اعظم
صدقی اس طرۂ فرقی کی دل و جان بشر — کردیا سلسلہ کن فیکون کو برہم
جلوۂ نور جبین سے وہ عطا کی حیرت — ہر طرف شمع ہی ہی نہین قابو مین ہم
شوق کہتا ہی کہ لون بوسۂ ابرو کیونکر — الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دودم
چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ — تیر مژگان کی یہ چوٹ ہی کہ جگر دیکہین ہم
للہ الحمد کہ ہین شرم سی نیچی انکہین — ورنہ ہوا ایک اشارے ہین صفائ عالم
نظر آئی کشش حسن جو بینی سیمہا — چہٹ گیا ہاتہ سی استاد ازل کے یہ قلم
ماہ و خورشید سی بہتر ہین نہین رخسارے — ہی زوال اونکو یہ تابندہ شب و روز بہم
سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک — خضر و عیسی نظر آتے ہین کنار زمزم
ہی اسطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور — گردن و سینہ سے تا آئینۂ حد قدم
زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد — کردیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم
شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر کہتا ہون — کیا نہ پوچھیگا خداوند ازل حال ستم
کہ رہا ہے دل خستہ کہ الہی فریاد — جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم
دادخواہی کے لیے بس ہی نہین تو دامن — اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم
نکل آتے ہین دم سرد جو آہونکی ساتہ — گرمی نالہ کی کہاتی ہین لب خشک قسم
کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی — کہ لین اب ہم بہی غنیمت ہی فرصت یکدم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو / علم میں حلم میں احسان میں کرم میں خرم
کامل علم سخن شاعر یکتاے زمان / روح صدقی ہو جوا وصف مضامین میں قلم
خلق ہوتی نہ اگر طبع معلی تیری / دفتر راز معانی نظر آتا برہم
جلوہ دیتا نہ اگر نور مضامین خیال / میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم
گر نہ افسانہ افکار سناتے اوسکو / چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم
خلق ایسا کہ جہاں رہیں محبت ہوکر / مخلصے چاہی نہ تا عمر قدم توڑی دم
آدمی کیا کہ ملک بھی کہیں سبحان اللہ / بیٹھیں گر خدمت عالی میں فرشتہ ہوکر باہم
وہ حیا غنچہ سربستہ بھی شرما جائے / وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم
کثرت زر کی دکھائی بھی سنئے یہ تاثیر / داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس میں درم
اثر فیض سے ہر شے میں یہ استغنا ہی / کہ نہیں زخم جگر کو بھی ہوا سے مرہم
مژدہ بیخبری لطف نے ایسا بخشا / روح رفت نہیں حالات بدلنے محرم
کسقدر غلغلہ جو دنے رفعت پائی / حوصلہ کرتا ہی تیرا سے نیے روح حاتم
نام آجائے زبان پر جو **علی اصغر** کا / کیوں نہ آسان ہو انسان کے لیے کار اہم
ہیبت ایسی کہ دلیروں کی جگر ہوں مضطر / نام سنکر تہ و بالا ہو فراز رستم
رفعت حوصلہ کا حال اگر کچھ سے لکھے / پہونچی شاعر کی تصور کا فلک پر پرچم
حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل / خون شمشیر سی ٹپکے صفت ابر کرم
چار عنصر میں بسی خصم کی یوں گردش خوف / جیسے اوزان یہ باعی پہ تصدق احزم
چاک دل دی خبر خواب لحد دشمن کو / خندۂ زخم سے پیدا ہو صدا سے ماتم
شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے / پی لے دشمن عرق شرم سمجھکر زمزم
خوف تیرا ورق دہر سی کہو دی ہر حرف / دہن اخفی گیسو میں نہ باقی رہے سم
تیغ اس دست بلوریں کی جو دشمن کہائے / خون ٹپکے دہن زخم سے ہوکر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال　　کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین　　یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ　　آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلہ چرخ و زمین　　ہر دم و ہر لحظہ ترقی پہ رہین تار و نعم

ای خدا بے خلش غیر میسر ہو اسے　　دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہو اوقات　　خوار ہون حاسد و بدخواہ و احبا خرم

ایضا

یہ رفعت کلام کسی کے لیے کہان　　ہمزادہ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہی تعلق سی فکر پاک　　مضمون مین دہن ہی نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب　　میری سخن کی فیض سے ممنون ہے جہان

مثل عروس حسن مضامین کو ہی حجاب　　کیا دخل جو ہو سکے کسی نا فہم کا گمان

بس اب خیال اور طرف سیر چاہیے　　موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکھ جلد ایک مطلع آغاز مدعا　　جس سے اوٹھائی لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان　　مدت کے بعد آج طبیعت ہے مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریزش مین ہین　　کہتی ہے مجھسے فکر مرے یار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچھ گوہر سخن　　ایسا ملے گا پھر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ اسکو خلق　　کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان

پہنچی جدھر نگاہ عنایت ہوا یہ حال　　دامن مین زر زبان پہ دعا جسم مین جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہی ہر طرف　　مسرور ہی ہوس صفت خواب پاسبان

ایسا ہی کون جسمین ہون اوصاف سب بہم　　حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سے ٹھنڈی ہوئی جو دل ــ پہلے ہوا ہی دامن الفاظ مدح خوان
ہر سر بلند پست ہے ہمت کو دیکھکر ــ حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہین دہوان
دیکھا ہے جو خلیق تو ہر دل سے کے آرزو ــ اکسیر تحسین سے صفت صبح تو نتان
شرما رہی ہین عارض خوبان روزگار ــ تابان ہین اسطرح گہر گوش بندگان
کیا دخل مثل عمر گذشتہ پہر آسکے ــ وہ آرزو جو مہر قدم جس ہو وہان
ابتک تو انتہا ہی عنایت نہین ملے ــ عاری ہین خیال و گمان اسپ بے عنان
ہر جسم و جان پہ سایہ دامان التفات ــ رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان
کہتے ہی دل کے بہید سراپا ضمیر صاف ــ رکھتے نہین بمشکل سخن گو لب وہان
پایا نہ یہ جمال کسی مین وہ مثال ــ ڈہونڈا کیے خیال و تصور کہان کہان
حیرت سے تنگ جلوہ عارض کی ہین خموش ــ غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان
نطق زبان کو بسکہ درشتی ہی عار ہے ــ رکہتا نہین ہی جسم سخن وہم استخوان
اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین ہے بس ــ بڑہتا ہی روز کچہ نکچہ اندازہ گمان
حسرت فزا ہی صحبت وقت گذشتہ شوق ــ جسکو نصیب دیر کی خدمت ہی یکزمان
جو بار یاب بزم نہین ہی تو اوسکی پاس ــ کیسے ہین کچہ نہین بگرا اوقات رائیگان
تہے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے ــ اولٹا لکہا گیا ورق بخت دشمنان
اوصاف سے ملے وہ جہتی شکل خیال ــ آغوش فلک مین نظر آتا ہے آسمان
طے ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح ــ عاجز بمشکل تو بہ واعظ ہوا گمان
یارب برآئین دلمین مرادین یون جسقدر ــ تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب محسن الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکہ نام اقدس اے قلم ــ نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

ہی وہ سخی ابن سخی عالم مین ہی جو چاہیے

چشمۂ ہمت ہی وہ ہنر قہر رحمت ہی وہ

حال عنایت کیا لکہون تشبیہ کس شے سے دون

ہی ہر کی کثرت ہر کہین آبادی وی مین

دریای بخشش ہے روان ہر وقت ہی گوہر فشان

جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ ہر کا

قسمت ہو یاری پر اگر آجای جوش لطف پر

اللہ رے خلق و وفا اللہ ری جود و سخا

خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیض نظر

قربان ہی رخ پر قمر لب پر فدا گلہای تر

دولت سے دامن کو بہرا جو مینہ سی مانگا مل گیا

لفظ ثنا تر ہو گئے آباد دفتر ہو گئے

بخشش یہ ہی وہ ستر سے سنتی نہین آواز بس

ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ پتا

کیا شان ہی اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے

جو کوئی اوس پر گیا بر آیا دل کا مدعا

فیض لب جان بخش سی حصہ کسیکو گر ملی

گر دیکہ لے لطف و وفا یار نیز شرم سے سمجھا

ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکہیی افسانہ در

غل الحذر کا ہو بپا آجای غصہ گر ذرا

بحر رجز کی دو سُن اشعار ہوتی ہین رقم

دنیا مین خلیل آدمی ہی اوسکا ممنون کرم

سرمایۂ دولت ہی وہ با عزت و جاہ و حشم

دے حوصلی سی وہ فزون ہر چند مانگی کوئی کم

دنیا مین مثل اوسکا نہین لکھا تا ہون مضمون کی قسم

آتا نہین بستہ زبان اللہ ری جوش ہمم

ہو در پہ اوسکی جبہ سا جاتی ہین درد و الم

بخشے یہانتک سیم و زر بہولے گردون کے ستم

اللہ ری لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم

گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستہ باغ ارم

خامہ نے سلک گہر گر وصف دندان ہون رقم

جسطرح قسمت کا لکہا ہوتا نہین ہی بخشش و کم

سب نقطے جوہر ہوگئے تسلیم ہی اشک قلم

رکہتا ہے جینی کی ہوس ہر راہی ملک عدم

لالہ بہی کہلانی لگا گلشن مین تصویر ارم

اکسیر سمجھی خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم

اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم

ڈہرکانہ ہر نیکا رہی پکہا کمر ہی حسن قدم

ہر فرد ہو محو دعا جبتک ہی سینی مین دم

حاتم کا عالم سی ابہی جاتا رہی سارا بہرم

ہو ہر عدو کا سر جدا کہینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خونریزیان
دی کلک شاعر گر نشان نگین ہو تحریر قلم

بس ہی نسیم بخیر ہی شوق مین اہی کہ ہر
شعر دعا لکہہ جلد تر دکھلا دی انجام رقم

مقصد ہو جو کچھ آپکا بر آئی از فضل خدا
خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین ہیچ و بہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمین
تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو ہر رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان
جبتک ہی بنیاد جہان حاصل ہی عز و درم

قصیدہ در مدح وصی علی خان بہادر

ذرا تو چین دی او دل تجھی خدا کی قسم
کہ اور فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے
برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہی کوئی بلا لائے
کہ ہی ضرورت اشعار کچھ کہین گے ہم

مزاج کو ہے تماشا گل معنی سے
کہلین گے زلف کی مانند عقدہائی اہم

نسیم اوٹھاؤ قلم وقت امتحان آیا
جمال شاہد تحریر مین ہو حسن رقم

خیال طرح رئیس زمانہ ہی دل کو
ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جھکاؤ سر پے تسلیم عرض حال کرو
کہ ای امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تھا خوشا قسمت
نصیب مجکو ہوئی آج بوسہ ہائی قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہی
گلاب و مشک سی دھوتی ہین ہم زبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکھہ وصی علیخان پر
وہ ہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اسکو کریم ابن کریم
وہ اپنی وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکھے
دُر خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوای بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر
نہ دیکھی چشم تصور ہی صورت ماتم

محبت پنجتن پاک ہی دل و جان سے
فدا ہی نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑی جو اعدا پر — ہر ایک زخم مین پیدا ہوئے سو دہان باہم
وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سی اقرار — بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم
فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام — بجا ہی کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم
وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر چاہے — ہر ایک ذرہ مین پیدا ہو نور کا عالم
خلاف اوسکا جو چاہی تو ہو خلاف ایسا — مٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم
نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح — کہ جیسے ہین حسی فہما و قدر نہین توام
وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم دعا — عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم
نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل — ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم
صفای قلب سی کشف ضمیر حاصل ہی — نہین ہے آینہ دل پہ زنگ تاز و نم
کجھون کو راست بنائی خیال شوق اوسکا — مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم
کہان نصیب جو لی بوسہ رکاب اوسکا — ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم
لکھون مین وصف اگر اوسکے جمال روشن کا — رہے زبان پری پر فسانۂ آدم
جبین وہ ہی کہ جیسے لوح نور کہتے ہین — بھوین نہین ہین وہ دشمن کچھی ہی تیغ دو دم
مژہ مین نوک وہ ہی سجھی ہر حسین نشتر — دم نظارہ صفین کی صفین ہین برہم
نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق — کہ جسکے رشک سے نرگس ہی سرنگون ہر دم
نہین ہی اپنی شفاف شمع نوری ہی — بجا ہی گر الف اللہ کا اسی کہین ہم
لبون مین ہی اثر دم سوال و جواب — کہ زندہ کرتے ہین وہ ہاں مردہ کو ہر دم
دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ — کہ جیسے ہی کلمہ حق کا برزبان ہر دم
غرض نمونہ قدرت ہی سی تا ناخن — کہان مجال قلم ہی جو وصف سب ہون رقم
اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون — مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم
کریم وقت ہی نواب امیر والا جاہ — ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤں فلک کی تمام جور و ستم

ثنا میں تیری کروں اور رہوں ذلیل و خراب
یہ شرط لطف نہیں ایسی ہیں اہل کرم

اب اور کون ہے ایسا کہ جس سے حال کہوں
سناؤں کس کو میں اپنا فسانۂ غم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہوں میں
رئیس عیش ہو تم میں اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہے مجھے
زیادہ اس سے نہیں چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند میں ہم

الٰہی تاکہ رہیں مہر و ماہ گردوں پر
الٰہی تاکہ زمیں پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کھلی ہیں غنچے ہیں مژدہ دیں چمن کا سامان
وظیفہ گل ہی اب تو نہیں تنہا عندلیب نالاں

فسردہ خاطر ہوئی ہیں کیا غضب ہجوم سودا امنگ سے ہے
بڑھی ہیں چال پیری کی کہ سحر گریباں نہیں داماں

فسانہ غم کی بحث سے تردد کہا یہ ہی غفلتوں کا
ہوئی ہیں مصروف چارہ سازی اطبا ہیں خاطر پریشاں

کھلے جو سنبل کی زلف پُر خم مزاج ازخود ہو یا پُر برہم
طواف میں ہے نگاہ ہیم نثار ہوتی ہیں تحفہ جاں

سبو و ساغر چھلک رہے ہیں بہک رہے ہیں زبان تمہیں
سرور مستی سے لغزش پا بڑھی ہیں افتادگی کی جاں

لباس سے تن کو تخلیہ ہے ہٹا دی دیوانگی نے جھگڑے
ہوئی تعلق سے پاک دامن نہیں ہے تہمت گریباں

صدا یہ دیتا ہے کوس گردوں ترانہ صبح عید سنیے
جگا رہا ہے خیال تازہ کو خواب غفلت سے مرغ بستاں

نسیم خستہ جگر بھی ہم کو سنا رہا ہے نوید مضمون
نہیں ہے مہر و سہا سے زندگی کا رہیں گے یادگار دوراں

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش برین منارہ روشن
بلند ہے سپہر فلک عالی جہاں میں ہیں آفتاب تاباں

طبع مشتاق گفتگو ہے خیال مصروف جستجو ہے
پڑھوں وہ مطلع کہ جس کی عظمت سے جھک گئی ہیں مراتب [illegible]

مطلع

سپہر جاہ و جلال شوکت فروغ خورشید جود و احسان
وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان

ترقیو پر ہی جوش ہمت شریک بخشش ہین دوست دشمن
جہان مین ایسا ہی کون باقی نہین جو ان کے مہمان

بہت سے پہر پہر بیا مین ہم نظر سی گذرا تمام عالم
بنایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکہتی ہی میر دوران

نہال بے برگ تہا جہان مین کیا ہی سرسبز کرم نے تیری
بشکل شمشاد ہو گیا ہے سر سنگ شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق شل سی ہمت کے رہ گئے ہین غنچے
حیا سے ہر گل کا سر فرو ہی بگل کی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئین نجا ہی محروم ایک ان مین
رہے ہے تیرا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعا سی طول حیات مین گر لبو نکو تکلیف مدعا ہو
وہان سائل مین کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکہی آیات مصحف رخ تو ہر ایت کفر سرنگون ہو
رہے نہ بنیاد و لات و عزی ہر ایک کافر بنے مسلمان

نہین بیانی مین تیغ تی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہین ہے
نہان ہین ہر ملک آہن دین کہ جیسی مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لی جو شرح مرگ ناگہانی
تن عدو پر جراحتین ہون بصورت غنچہای خندان

دعا مین تاثیر تہم نکیون ہو قبول خالق ہر اک سخن ہی
حیات قربان ہر لب ہے اجل ہی کون لب کشیدہ دامان

نگہ مین لاکہون کرامتین ہین بیان مین معجز نمائیان ہین
ہزارہا شپہر ما قین مین کریگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلی تو دو اثر دہ کلام بخشی
ملے احبا کو عمر و دولت عدو کو یہ ہی قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجہکو روا ہی حاجات دونو جگ کی
شفا ملی مرض کو مجرب ہے نام تیرا بجائی درمان

جو مانگی حق سے بقائی ملک و عمر مطیع فرمان ہو سارا عالم
ہوا و جن و طیور ہین سب تجہی سلیمان بس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلش تیر روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجہے طول انتشار

امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یا رب دکہا جمال تمنا پہر ایکبار

آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
چہلکون بسان ساغر لبریز بار بار

ٹہیتار ہون بصورت صف سیہ مین
گہٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دیکھا کرین حسین جہان جوشِ شوق مین
پیدا ہو مجھ مین صورتِ لہاسی دا ئمدار

لپٹون بشکل سنجہ ساقی سبو سے روز
چھوٹون بسانِ آہن جیا تان ہزار بار

گردن جہکاؤن مثل قلم التماس مین
چہرہ دکہاؤن صورتِ مضمونِ آبدار

الفاظ مین بصورتِ معنی چہپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانسی ہون آشکار

خاطر مین آکی قصد ہون منہہ مین جا کی بات
پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

ای خامہ بس تہیہ تمہید تا کجا
لکہ جلد کوئی مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب علی کی ہے پکار
بانوی شہ حضور محل صاحبِ وقار

ہمت وہ دی خدا نی کہ شاعر کی ہی زبان
قاصر ہی جسکی وصف مین با عجز و انکسار

ازبسکہ ہے سخا و مروت مزاج مین
مقبول بارگاہ الٓہی ہین جملہ کار

خورشید حسن نور خدا روی پاک ہے
یا تون یہ ہی کرامتِ صادق کا اعتبار

آنکہون مین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط
ممکن نہین خلاف شریعت ہو کوئی کار

جو جسکی آرزو ہی وہی ہی زبان پر
پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار

عصمت وہ ہے کہ خامہ نقاش کائنات
مس کرسکا نہ کہینچ سکے تصویر یار

شبنم کے بدلی برسین گہر آسمان سہی
خواہش و عالی ہو جو بدر گاہ کردگار

ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ ملین جوش
حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار

خرسند فاطمہؓ ہین علیؓ خوش رسولؐ شاد
راضی حسن حسین سمجھتی ہین دوستدار

مد نظر ہے آٹھ پہر سب کی پرورش
محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار

ملین ہے یون جبیہ سا بامید نگاہ لطف
ای بانو عفیفہ و خاتونِ با وقار

پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون
روتے ہی بیٹھی مری قسمت یہ بار بار

ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور
فضل خدا سے آج موافق ہے روزگار

صد شکر سرخرو مین ہوا اب جناب سے
جو کچہ کہا تہا دیکہ لیا بعد انتظار

واجب ہے پرورش کہ بہت بیقرار ہون
افلاس کی خراش سے دل ہے شگافدار

بخشے ہین بر ہمی سے ہزارون طرح کی پیچ
شاید کہ اپنی زلف سمجہتا ہے روزگار

مثل مزاج یار ہے مصروف اہتمام
کیا کیا گمان ہہ ہین بحال نحیف و زار

ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر
سیتا ہے بخیہ گرد ہن و لب ہزار بار

اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین
کہو بیٹہے اپنی ہاتہ سے سامان اعتبار

ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کیطرح
گر مفت ہی بکون تو نہین کوئی خواستگار

اب کون ہے حضور سے ایسا جہان مین
جسکو ہو رحم جانب لہا سے بیقرار

بس ای نسیم روک زبان قلم کو تو
دی نذر دیکہ قدرت خلاق روزگار

وقت دعا ہے عرض تمنا مین دیر کیون
قسمت و کہا رہی ہے ہم لطف کردگار

یارب ہین باغ دہر مین جبتک رونگیان
دور خزان کبہی ہے کبہے موسم بہار

دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو
احباب پہولین پہلین ہون صورت ہزار

رباعی

تن آتش غم سے نے جلائے نہ ہون
سینے کو کباب سے بنائے نہ ہون

وہ لذت عشق مین نہ چکہے ہی نسیم
سو دل ہون تو یار سے لگائے نہ ہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے
خاطر پہ ہر ایک کی غبار آتا ہے

پردہ عدہ یار کچہ عجب شی ہے نسیم
گر جہوٹ بہی ہو تو اعتبار آتا ہے

۱
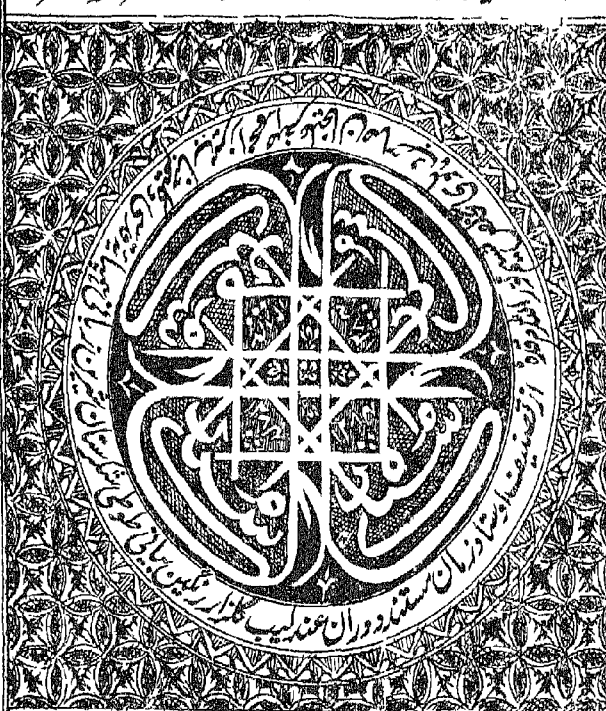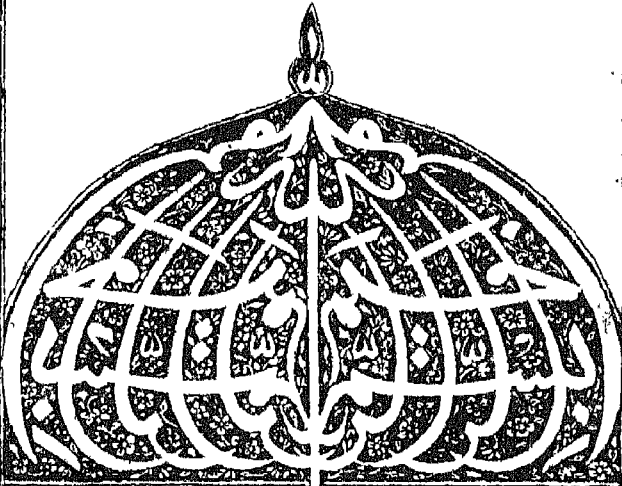
واہ کیا رتبہ ہی علم طبع حق آگاہ کا
خوب ہی آزاد رہنا مرد حق آگاہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقونکی آہ کا
گھٹ نہیں سکتا گھٹانے سی ہی کامل کا کمال
چاہتا ہوں دید تیری عالم ایجاد میں
گر نہوتا او نہیں شامل عکس نورانی ترا
سب میں او رسب سے الگ ہی کبریائی آپکی
جسطرح قالب میں جان ہی اسطرح ہر جا میں تو
کیا ملی وہ رحم ازل سے جسکو تو بخشے قرار
کیا غرض عشاق کو اعمال خیر و شر سے
تیری صحبت سے امتحان کر چکے تو او پردہ نشین
کجروی کو چھوڑ طالب راستی کر اختیار
دل کسی صورت نہ بہلے کیوں تم آئینہ سے

۲

سایہ ہی بالا سی مطلع چتر بسم اللہ کا
کھینچئے نقشہ حسین ہے یہ نام بسم اللہ کا
اوّل و آخر میں جسکے حرف ہی اللہ کا
بے الف معنی سی کب خالی ہی لفظ اللہ کا
میں نہیں خواہاں ہوں ہی پیاری کمال و جاہ کا
جلوہ خوش آتا کسے تصویر مہر و ماہ کا
بعد ملنی کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
یہ نقطہ دو کا سا ہی نام گدا و شاہ کا
ناصح کر سکتا نہیں بخیہ شگاف آہ کا
ہم نہیں کہتے خضر و عصا توشہ ہمراہ کا
حوصلہ دیکھ اپنی مشتاق جنت خواہ کا
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا
شور بیتابی نہیں ہی زمزمہ ہی آہ کا

۲	مین تو اوسکے روی روشن کا ہون دیوانہ نسیم ننگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۱۵

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
غل نالہ زنجیر مین ہی صل علےٰ کا

بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجکو
جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا

صدقے تری اوشکل سے روح وتن عاشق
وہ غیظ مین اب وقت ہی وہ عمر کی فنا کا

تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش
اب ہاتھ نہ احسان اوٹھا ئینگے دعا کا

دوزخ کو سجہا دون عرق شرم سی اپنی
ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا

مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو
احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا

جز بیخودی شوق نہ گریہ ہے نہ فریاد
لی دوست چہٹا ہمسے تعلق رفقا کا

کیا فکر عذاب لحدی مردہ دلون کو
ہی اور ہی جھگڑا تری مفتون لقا کا

خاموش زبان شرم سی آنکھین سوزان
مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا

شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ
ہر زخم جگر لفظ بنا صل علےٰ کا

عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکہکی گزرنا
بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا

قربان اوٹھا عارض پرنور سی پردہ
مرجاؤن نہ عاشق پہ ہوا احسان قضا کا

مدت سی ہی یہ ہمت تری کوچے مین بنی قبر
ہوا وج پہ اقبال مرے بخت رسا کا

مطلب ہی مرا عارض پرنور کا جلوہ
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۳	اعمال نسیم اپنی برے ہین کہ بھلی ہین لیکن ہی بہروسا ہمین محبوب خدا کا	۲۱

بزم غمکو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
شور ماتم کیا ترانہ تہا مبارکباد کا

قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا

خود فراموشی شعار ہی اوس پری کی یاد کا
دل دکہانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتہ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا ۔ دیکھتا ہی دور سے قابو نہین صیاد کا

قبر پر آیا ہی دینے کو سبارکباد مرگ ۔ یہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا

واہ کیا رعب جنون ہے اپنی صحت چاہیے ۔ ہاتہ کیسا کانپتا ہی جسم بہی فصّاد کا

پاؤن جنت مین رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح ۔ بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا

ایک کیا دو چار بوسے تو خوشی کر لین مجھے ۔ سہل سمجھے شاد کرنا وہ دلِ ناشاد کا

یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی ۔ کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین وہ کہلا دیجی ۔ وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فریاد کا

اوسکے کانو تک گئی ممنون احسان ہم ہے ۔ آج اپنی چین ہی منہ چومیے فریاد کا

جب چھٹا تیرِ نظر آیا مری دل کی طرف ۔ قہر ہوتا ہی نشان ہی خانہ آباد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگامِ استفسارِ حشر ۔ کچہ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا

روز جورِ تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان ۔ دیکھیے ایجاد کبتک اوس ستم ایجاد کا

مجکو بہی تجدیدِ عادت مین ہا کرتی ہی فکر ۔ جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا

باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال ۔ رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا

دیکہ لیتا ہی جو اوسنے آنکہ سی دیکھا نہین ۔ شوق تیر انورِ دل ہی کورِ مادر زاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائی آکی تیری ہاتہ مین ۔ حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا

حبِّ دنیا الفتِ زر دسی دم بہر کم نہین ۔ اسیر آزا ہدا ارادہ ہی خدا کی یاد کا

بعد آزادی بہی مدت تک نہ چھوٹا اپنے گھر ۔ آگئی شرمِ وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۲۲	حقِ خدمت چاہتا ہی جلکی بہی ای نسیم مدتوں سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا	۴

منظور ہے تاپنا لکمر کا ۔ پیمانہ بتایئے نظر کا

تہا شام سے وغدغہ سحر کا ۔ دھڑکا ہی لگا رہا گہر کا

سینے میں سے کچھ آئی آواز | پھوٹا کوئی آبلہ جگر کا
آنسو پونچھیں گے کب تک احباب | ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا
دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جائے | کچھ ذکر کرو ادھر ادھر کا
کیوں زلف دراز کھولتے ہو | کیا خوف تمہیں نہیں کمر کا
کچھ بے ادبی ہوئے مقدر | سینہ بنا ہا گیا گھر کا
تنہا نہیں گوشۂ قفس بھی | جھگڑا ہے ساتھ بال و پر کا
محتاج کفن نہیں ہے بلبل | پردہ کافی ہے بال و پر کا
رہتے نہیں ایکدم کسی جا | بتلائیں نشان خاک گھر کا
کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی | پایا نہ غبار تیرے در کا
ہو آپ کے کان تک رسائی | اللہ یہ مرتبہ گہر کا
اے دل کنج مزار دیکھا | پہلا یہ مقام ہے سفر کا
یاقوت کہاں مرے دہن میں | ٹکڑا ہو گا کوئی جگر کا
رخصت رخصت جو کہ رہے ہو | ابھی جان خیال ہے کدھر کا
جبتک ہے کچھ حیات باقی | رستا دیکھیں گے نامہ بر کا
آنکھوں میں خیال او رہی ہے | جلوہ کیا دیکھیے قمر کا
آرام کہاں نصیب ہمکو | کھٹکا درپیش ہے سفر کا
پہونچی مرے ہاتھ تک تو فصاد | منہ لال کرونگا نیشتر کا
دوڑے سے لیتے قدم اجل کے | دھوکا ہوا یار کی خبر کا
ٹھہرو لاشہ اوٹھے تو جانا | جھگڑا ہے اور دوپہر کا

۵	کیوں آئے نسیم نیند ہمکو سر رکہ کے زمین پہ یار سر کا	۶

صد چاک ہی مانند کتان چاک جگر کا	آنکھون مین قصور ہی جو اک شک قمر کا
دامن کے یہ قدرت ہے کہ اس جوش کو روکے	اُمڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا
شرم آتی ہی اک پردہ نشین کا ہون مین تجھے	منہ دیکھیے گا جراح مرے زخم جگر کا
رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے	مل جاؤ گلے سے کہ زمانہ ہے سفر کا
ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہین گے	بوسہ ہمین دو کہ اگل تر اس لب تر کا

۶	مجکو سبب مرگ ہی نظارۂ ابرو کشتہ ہون نسیم اوسی اسی تیغ دوسر کا	۱۱

تم تک مجھی لایا تھا جوش اس دل مضطر کا	اب جاؤن کہان سنتا معلوم نہین گھر کا
دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتی ہین	لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے تصویر کا
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین سودا ہین	کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہے	سنتے وہ اسے کبتک طومار ہئی قہر کا
البتہ شگون ہی صرصر کی سی آندہی	گھبرا ہی نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا
مشتاق رہی برسون عدو ہی ہی لطف	لیکن نملا بوسہ اسجان لب تر کا
ناحق کو جلاتی ہو کیون ہمکو بلاتی ہو	دشمن تو ابھی تک ہی پہلو سی نہین سرکا
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سی بالا ہی	حاجت نہین کچھ رکہتا محتاج ترے در کا
مفلس ہین کہان سامان تو آکہ تہ اسجان	ارمان بہت کچھ ہین توڑا نہین یان زر کا
اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو پاکر	حافظ ہی مرا اللہ ہر رات ترے در کا

۷	اوسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا تلوون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا	۱۵

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ ہر سو یار کا	رنگ رخ نے ڈہنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا اثر دہام خلق ہی	رخنۂ دل ہوگیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمونکی دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کہو دیتی ہی آنکہونسی قرار
کچہ اثر رکہتا نہین خندہ لب سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہی دامن ابر بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو پیوند سے لب سوفار کا

جذبۂ وحشت کا اثر اتنا تو دیکہا آنکہ سے
آبلونکے منہ مین آجاتا زبان خار کا

ایک نقطہ دیکے خامی نے بتا بتلا دیا
آج ثابت ہو گیا ہو نا دہان یار کا

روی روشن کے حرارت سے پہکا جاتا ہی ل
آج سمجہے نور مین ہی خاصہ سے نار کا

رہگیا ہی کچہ جو کانٹو نمین او بچہ کر جا بجا
تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

ونکو طعنونکی گذر ہین بات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا

کسطرح آگی بڑہون مانع ہی کچہ پاس ادب
آنہ جاتی زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کیسہ شفق پہولی نظر آنے لگی
عکس جا پہنچا تمہاری دامن گلنار کا

شغل افغان کیلیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتا دی دامن گلزار کا

جو آہی سنتا ہے پہر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا

۸

چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

۱۱

بندکی شب آنکہ وہیان آیا جو روی یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

وای قسمت ایکصورت پر نہین جب بیکسی
خاصہ پیدا کیا دستے لئے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتی ہین احباب جہان
حشر کو دیکہین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو بار
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوئے دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبہی خالی نہین
سایۂ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطف تلون دوستی ہر شی مین ہی
طرہ کی گہٹ جاتا ہی سایہ بہی ترے دیوار کا

اوا ہی جیندی ٹہہری صدمۂ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطر غمخوار کا

کسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا

اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئی
کسکو آتا ہے یقین ظالم تری اقرار کا

آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا

۹

دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

۱۷

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا
بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا

آرام کی ہوس دلِ بیتاب میں کیون
کیا پہلوے فگار بھی پہلو ہے یار کا

بوسے فریب سے جو لب یار کے لئے
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا

رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور
بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا

گر جانتے جگاہی کی بر خیز حشر کی
احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا

یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کہ چین ہو
کھٹکا نجائیگا مژہ آبدار کا

اے چرخ بس تھ تکلیف اب نکر
احسان اوٹھا چکے ہین بہت روزگار کا

وصلت کی راحتون سے تعب ہم نہ بولنا
ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پہ
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کجی کی سو راستی نہین
بل لے لیا مزاج سے کچھ زلف یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین
شرمندہ ہو گناہ ہی کیا ایکبار کا

تیر سے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلاے تو آؤن ہین ہر طرح
سہتے تجکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہای یہان حال غیر ہی
اقبال اوج پر ہے شب انتظار کا

پابوس آسمان سہی شرف ہوتی ہی نصیب
پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہو جاتی ہے پرسش اعمال ابھی تو خیر
وعدہ بہت دراز ہی روز شمار کا

١٦	وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم منہ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا	١٠

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا
پھول کھلتا نہین گر کر چراغ گور کا

حشر کی گنتی ہی دن منہ تک رہی ہے صور کا
حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے ہجر رنجور کا

کھل گیا تھا جسم اسدر رنجہ تری رنجور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ وہان مور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو
میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا

دیکھی کچھ دن ہوائین اسکو آہ سرد کی
جوشِ خونِ گرم سے منہ آگیا ناسور کا

صاعقی دو چار جا لپٹے جو میری آہ سے
روشنی دینے لگا دامن شبِ دیجور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تھی
دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا

ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قانع کی لیے
بند ہو کر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئی خاک
آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی ہی ہے
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا

کم حقیقت کی لیے پرسش کبھی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہی تر دمور کا

ہین نہین کچھ بادہ کش کیون کہتا ہے محتسب
آبلے ہین دل کی یہ خوشہ نہین انگور کا

ہائی کیا دیکھا کہ مجکو ہچکیان آتی ہین لگ
تھرلایا یاد آنا قامتِ مستور کا

حالِ دل چھیڑا تو بولی اور کچھ فرمایئے
ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

١٢	کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ہی نسیم اپنا ہر نالہ ہی پردہ کنارِ صور کا	١١

بسکہ ہون محو تصور شاہد مستور کا
مختصر تھا اسقدر لاشہ تری رنجور کا

دل مین عالم ہی مری فانوسِ شمع طور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نائی کا نشک
شور پنہاں ہوں سعدہ وہی خندہائے دور کا

مر گئے لیکن ہوای شوق ہی چمکی ہوئی
دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغِ گور کا

کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
ہم نشانتک ہی نہیں کہتی مہانِ گور کا

کھینچ لائی اونکو تاثیرِ دعا آغوش مین
شکر ہوئے عیش سی حق رہگیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
سر کھلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا

تلخ طینت کی لیی شیرین بانی ہی ضرور
دیکھتی ہین شہد سے لبریز منہ زنبور کا

سوز پنہاں نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا

گھر بنائے اسقدر کثرت سی رنج و یاس نے
دل مرے سینی مین چھتا ہو گیا زنبور کا

ہیبت فریادسی میری نکل سکتا نہین
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا

۱۷	مصرعِ ناسخ پسندِ طبع والا ہے نسیم ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا	۱۴

ہر گھڑی کرتی ہی تحل محرومیِ تقدیر کا
اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا دایہ سی حامل شیر کا
نوک پستان نے فرا بخشا ستانِ تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہانِ زخم مین
لے لیا کسنے مزا ظالم زبانِ تیر کا

حوصلی پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین
ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا

شوخیان وحشت سے کھاتی ہی نئے انداز
چشم آہو بنگیا حلقہ مرے زنجیر کا

رات دن اتو گزرتی ہی بڑی آرام سی
تیر احسان ہی مری فریادِ بی تاثیر کا

بعد مردن کیا سبک ساری ہی حال ہے
بوجھ بالای لحد ہی چادرِ تنویر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مر گیا مین فرج سے پہلی وہ رحمت و تہلیل
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین — خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل بیوفا تہا مین کہ بر سوزن ہوئے چھلے — قطرۂ خون بن گیا چھالہ لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بیدرنگ — حوصلہ باقی ہی پہر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتی ہین وہ پہنچی ہی سفید — رات اک رنگ حنائی ہی سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامی نہین ہے — مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تہا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے — آکے جم جاتا تہا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

١٣	دیدہ و دانستہ دل اپنا پھسا بیٹھے ہین ہم حلقۂ گیسو سے پیچان دام تہا تزویر کا	١٣

کم نہین وحشت مین بہی رتبہ مری توقیر کا — پاؤن میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہے دل مجروح نے — نطق تک باقی نہین رکہا زبان تیر کا

راستی ممکن نہین کج طینتونکی واسطے — خم نہین جاتا کسے سے ابروئے شمشیر کا

ہے پریشانی ابہی سے زلف کو دیکھا نہین — خواب سے پہلی اثر پیدا ہوا تعبیر کا

واہ قسمت حسن کی دولت کو لوٹین تیرہ رو — طرہ ہاے شمع رکہتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی مین بہی فرقت کی غذا سوجہتی تہے — خون ہو جاتا تہا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکہ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین — آفتاب ایک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

بول اوٹہا گوسالۂ زر ایک ہی آفت مین واہ — سامری نے سحر سیکہا تہا تری تقریر کا

شب کو اوٹہتی ہین جو مین سینے سے آہ سرد کے — دنکو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ مین کلک قدرت سے نہین مس ہی کیا — صاف ہی کاغذ ہماری نامۂ تقدیر کا

تہا وہ سوز استخوان چنگاریان اوٹہنے لگین — آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا

اسکو ہی تعلیم ہی شاید تمہاری شرم سے — کوئی کچھ پوچھی مگر چپ ہے دہن تصویر کا

١٤ زیب کی حاجت حسینونکو نہین ہوتی ہے

پیرہن ہے بخیہ سے خورشید کی تنویر کا ١١

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر دھڑکا
صدا بجلی کی دی نالی نے جب سینہ ہی مرکر کا

ٹھہر کچھ دن ہیں دوست انداز یونکا وقت آئیگا
نہال نو دمیدہ ہون ابھی ترسا کیا مرجھڑ کا

ہمیشہ خاک و خون مجکو بیتابی بٹھایا کی
بشکل مرغ بسمل کونسے پہلو نہین پھڑکا

خیال عارض روشن ہین صبح و شام یکسان سے
یہان آنکھون پہ ہر پیش نظر ہی نور کا تڑکا

یہ سچ ہی وقت پیری رونقی ہی کم آتی ہی
نہال خشک کو کھٹکا نہین ہوتا ہی پت جھڑ کا

نہ کیون پنہان کہوٹ اس مین اسکو کم نگاہی سے
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا

گذرتا ہی سلامت واقف انجام مطلب سے
نہین ستا کھٹکتا آنکھ مین ہی قافلے کے بیڑ کا

لیے ہین گل کے بوسے آج اس نے جیسے بلبل نی
پڑا سویا کیا گلچین کوئی پتا نہین کھڑ کا

چھپایا پردہ فانوس نے جسم عریان نے
درون استخوان ہی جس گھڑی شعلہ کوئی بھڑکا

بجز ایما کلام عشق مطلب سے عرا ہے
کسے پر راز کہل سکتا نہین مجنون کے بڑ کا

۱۶	فصاحت کے خلاف آئی نظر جب قافیہ ہم کو نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بہڑ کا	۱۵

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہی وقت مینا نوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کی بہی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دیتی لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو مرا دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کے روشنی دیتا تھا شب کو آہ ہی
ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آ کر دوست اوٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب ہان زخم بہی منہ ہوگیا بیہوش کا

ہاتھ اوٹھا کر دوستی کی ہین دعا مین رات دن
تیر آنا ہو گیا ہی مجہ مین آغوش کا

نالہ بلبل سنا کرتا ہی غنچہ آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کی گوش کا

متصل خم ابلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
غیر ممکن ہے سنبہلنا خاطر پرجوش کا

سلوڑا احسان قاتل کی کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اُترا بار میری دوش کا

پھر سبو اُبلی جھکے شیشے ہوئی لبریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب پر گواہی
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق و نوش کا

ایک جیب سینہ سے لاکھون ہاتھین موجود ہین
مٹ گئی جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

سے ارادہ بھی ہوا کرتی ہین اکثر نیتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکتا ہی کیا ساقی مجھی
خم اوٹھا پھر دیکھنا دل مجھسی دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروانکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

۱۷	بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم مدتین گذرین نہین کچھ تعلق ہوش کا	۱۶

اسد رجب تھا قلق مجھے زوال کا
دریا بہا کیا عرق انفعال کا

الله ری تردد خاطر کے کثرتین
تو دہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا

ایسے سمجھے کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیی ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سی دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی بلا تھی
ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر
دہوکا ہوا کیا او نہین میرے سوال کا

بی پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیی اونکی بید ہنی خود جواب ہی
تا حق کو حوصلہ ہی تو نسے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادھر ادھر
استاد ہی خدنگ نظر دیکھ بھال کا

جگر کیا کیا طپش دست مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بھال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلون مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہاری جمال کا

تمہارا ایک بوسے مین تمکو سچا ہے ہیے — دل توڑتے ہو عاشقِ آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسکے آنکہ کو — خورشید عکس ہی تری نورِ جمال کا

روئیے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کی بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت نکسطرح سے تصویر کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا

۱۷	سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم عاشق ہوا ہون ایک بتِ خردسال کا	۲

حرفون کے ملے جوڑ بڑا حسن قلم کا — ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہوش ہی کہ اوٹھتی نہین گردن — جب دیکھیے سر کو مری سجدہ ہی صنم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا — ہر داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھونکو سکھا دیجیے بیداری کا ل — احسان اوٹھائینگے ہم خوابِ عدم کا

سولین گے یہ خاک چہپک جائینگی آنکھین — آجائیگا جھونکا جو کوئی خوابِ عدم کا

آنکھونکے تقاضے سے خبردار رہو دامن — کچھ اور ارادہ ہی مرے ابرِ کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری — ضبطِ لبِ خاموش اشارہ ہی تبسم کا

مرنے کی بھی امید نہین تجہ بی تقدیر — پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغِ دودم کا

چہپائیکے چہپا لیتے ہی داغ دل سوزان — تارے کی طرح سے شبِ تاریک مین چمکا

۱۸	رہتے ہین نسیم اوس رخِ گلگون کے نظاری جلوہ ہی مری آنکھ مین گلزار ارم کا	۱۷

اوٹھانا بار منت شاق تہا پیراہن تن کا — ہوی خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان دامن کا

مری مستی کی بوسون مین ہی کار بخیہ کی تاہز — کہ از خود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاکِ دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی نے مجکو بخشی ہے — اوتر کر پاؤنکی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مری بیتابی فریاد کی جب زور کرتی ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کے فریاد کرتی ہین مجھے بس ہے
کہ روحِ قالبِ ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپردِ دام کرتی ہے
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا گلشن کا

وہ وحشت ساقی ہین زنجیرونکی حلقی ہین
ناری پاؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دلکی ٹوٹ جانیکی
سحر کو دستِ گلچین نی جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو ہون گرم سے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغِ زیست اپنا بعد مردن ہے
رولاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگِ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیرِ خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالا گردن بوجھ ہی دیوارِ آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا چاہی کافر مسلمانونکی گردن کا

گھبرا ای دلِ نالان بڑی مدت مین ہم سے ہی
بلا لیتے ہین یا رب انکو ارادہ ہو کی دشمن کا

جھکے جاتی تھی گردن بندکی انکونسے مجتنیز
تعلق تہا جو کچھ آنکھونمین باقی خوابِ مدفن کا

مبارکباد کا انجام ہی آغازِ ماتم سے
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرتِ پیری کی باتین کیون سناتی ہو
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ دل جوبن کا

١٣	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روحِ آتش ہے بشکلِ مہر چمکا نورِ مضمون طبعِ پرفن کا	١٩

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسمِ بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنون کی تیز دستی سے فرق آجاتی عصمت مین
عجب کیا چاک دامن تک پہونچے گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہے
گلے ملنی کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش و امان مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوشِ بیابان کا

گلون کے زخم بو دینی لگی اوٹھ باغبان چلدے
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہِ درخشان کا

کسے صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین ہوتا
اثر باقی ہی آنکھونمین ہی خوابِ پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم ہی
مزا بخشا مزارِ تنگ نے آغوشِ زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
ندیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا

کدورت سے تعلق کیا انہین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جدا ہو بھی خار سے دامن بیابان کا

جو آزاد ازل ہین قید سے اونکو تنفر ہے
جدہر سے چاہیے موج ہوا رستا بیابانکا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہے وعدہ دلدار مین خواب پریشان کا

نظر آتا ہون زندہ مرکے اک طفل پریرو سے
اثر بخشا ہی مجکو عشق نے مرگ سلیمان کا

۱۰	نکیونکر بلبلین چہکین ہو فور گریہ سے میرے نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا	۲۰

اونہین ہیہات ہے مجہے خواہش رہا جہگڑا انہین پانکا
وہان دامن نہین پاک صاف تہا مطلع گریبان کا

بتاتی ہی وہ اپنا لطف مین ممنون قہر اونکا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کی احسانکا

بہت یاد آونگا جس روز رخصت ہو گیا مجہ بن
تمہین بہی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا

نہین لگتی پلک اٹہی ہی ہوئی ہین حسن کے جلوے
نگاہون مین جہکتا ہی تصور روی جانان کا

نہ کہنا تم مبارکباد مجہسی اپنی آنیکی
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہای ہجران کا

وہ پچہلی پچہلے بوسے لیا اپنی جو عارض کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اس نو پشیمان کا

ندامت کیا بری شی ہے وہ پہلو سے ہٹ بیٹھے
نہین منہ دیکہنے کے قابل امید پشیمان کا

مین ڈرتا ہون تمہاری خوف سے جو سامنا آتا
مزا دیتی ہی حسرت سے مجہے خواب پریشان کا

ہٹا ابر گیسو جلوہ عارض مین فرق آیا
نقاب شام سی منہ چہپ گیا صبح گلستان کا

۱۵	نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچھا کہ ہر لحظہ بدلتا ہی نیا انداز الفاظ غزلخوان کا	۲۱

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
شگاف خامہ شانہ بن گیا زلف مضامین کا

بلا ٹلتی ہے بخشش سی ہما ای چشم نیم تیرا
ملے کچہ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا

کہلا قرآن تو وہ سمجہی مری شکوہ ونکا تہی
اوٹہی شرمائی بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جھکائی سر گلون نے کیف مستی سی — پڑا ہی گردنِ ہر شاخ پر بوجھ ہ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنی سی — ہوا ہی بند ہر قطرہ شگافِ کلکِ رنگین کا

بشکلِ مرغِ بسمل اور بڑھ جاتی ہی بیتابی — دلِ مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا

عجب کیفیتین دیتی ہین اپنی داغ پیراہن — گمان ہی دامنِ گلرنگ پر آغوش گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہو ونکو میرے نالون نے — ہلا یا آسمان پر جا لگی باز و مرغ زرین کا

لگا دی ہاتھ تو تختِ سلیمان کیجیو اوٹھ جاے — جنازہ ہی بہار آئی پری خوابان تمکین کا

اوبھتی ہی زبانِ کلک مثلِ شانہ لفظون سے — گمان ہر سطر پر ہی دامنِ گیسوے پرچین کا

درشتی کچھ نہین سکتی اونہین جنکی نرم طینت ہین — تہی ہی استخوان سی جسم میرے شمعِ بالین کا

وہ سرعت سے دعا کو مطلبِ بیتاب نے میرے — کہ سو ن قافلہ ڈھونڈا کیا فریادِ آمین کا

سپندِ نقطہ کرتا ہی قلم پہلے سی لفظون پر — نہین کچھ خوف مضمونِ غزل کو چشمِ بد بین کا

نہ پڑھی ہی شعر ہر گز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہی — اوٹھائی کون احسان دوستونکے شعر تحسین کا

۱۷	نسیم اب قدر دانی اشتیاقِ سامعین سے ہے دکھایا لطف ہنسنے ہر طرح سے طبعِ رنگین کا	۲۲

ماتم بہت رہا مجھی اشکِ چکیدہ کا — آخر کو پاس آہی گیا نورِ دیدہ کا

نام فراق پھر نہ لیا سینے عمر بھر — تھا ذائقہ زبان پہ عذابِ چشیدہ کا

اب وہ مزا نہین لبِ شیرین کے قند مین — چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا

ای چرخ پیر زورِ جوانی سے درگذر — اب پاس چاہیے تجھی پشتِ خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن آنکھ مین غضب — کیا مدعا ہے قاتلِ خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ مجھی جو دعا سے ہو حصول — تھا اور مدعا مرے دستِ کشیدہ کا

ای ساکنانِ چرخِ معلی بچو بچو — طوفان ہوا بلند مرے آبِ دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسمِ ضعیف پر — جامہ ہی عنکبوت کے دامِ تنیدہ کا

بے دید دید مین نہین آتے کسیطرح
گم آشیان ہی طائرِ رنگ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش تو بی بہلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشیِ از خود رمیدہ کا

ادگل خیال ہے عرقِ جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا

یادِ نگاہِ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہی خراب شرابِ چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوسِ ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسیکے گلوی بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہے
پیری مین مہیان چاہیی قدِ خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہی یہ فرشِ زمردین
سبزہ مزار پر ہی گیاہِ دمیدہ کا

چڑھتی ہی روز چادرِ گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈھیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۳

بالونکو اپنے ہم رنگوگے خضاب سے
کسکو عصا بناوگے پشتِ خمیدہ کا

۲۲

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کوی گہونٹ دریا سے
کہ ہچکی ہی رہا ہی دردِ سر آشنائی کا

نہین ہے ایکدم فرصت ہمین اسلام لینے کیونکر
کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسونِ آشنائی کا

عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن ناآشنائی کا

اذیت مست شوقی با لطافت کب اوٹھاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض پیالی سے کیا اصلِ فقیری کی بنا ہو
ہمارا ہاتھ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرونکے لیے دنیا و دین دونو مہیا ہین
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنی سے سمجھتا ہو
ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خودنمائی کا

جھکے زاہد کے سر پا ہی صنم پر سجدہ کرنی کو
خدا کی شان بت کو بھی لگی دھن خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت سے ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑہی رہائی کا

نہین خوش فرطِ وفا صیاد تنہا چھوٹ جاتے ہین
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت ہی تجکو رہائی کا

قفس میں قالب اصلی صیاد مرغ روح پابستہ
رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجکو اے محجلہ نشین کسطرح سے دیکھے
کہ دامن پاک ہے آلودہ نظر سے پارسائی کا

نہیں لکھا وصال شمع پروانے کی قسمت میں
حریصوں کو جلا دیتا ہے شعلہ پارسائی کا

ہوا ہے کل سے جزو اور جزو کل ہونا مقرر ہے
یہ چند دن کے لیے کچھ تماشا ہے خدائی کا

لباس عاریت ہے جسمیں روشن ہیں پیدا
تمہیں ہے کوئی شے جسمیں نہیں جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت میں
اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہاں کا وصل کسکا عیش کیسا لطف غافل
قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو سے سن رہی ہے
لباس ماتمی پہنا ہے شبہای جدائی کا

رکی شمشیر منہ پھیر پھیر گیا قاتل کے خنجر کا
قریب آیا زمانہ جب سے ہی مشکل کشائی کا

فروغ حسن میں خورشید تیرا ایک ذرہ ہے
قمر اک عکس ہے رخسار روشن کی صفائی کا

۲۴	کلام آتش مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہے نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی دردآشنائی کا	۵

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہوکے رہجاتا ہے ہمپر مہربانی کا

نہیں سنتا اوسے اب دل لگاکر کوئی غربت سے
غزا محفل میں تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہے امرگ آنکھیں بند کیا ہونگی
نکہ جائیگا نگاہوں سے تعلق پاسبانی کا

نگاہوں میں سبک ہے ان آنسو پی جا ہی تجھ ظالم
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

۲۵	خیال وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہے لیکن نسیم اب تک وہی عالم ہے اشکوں کی روانی کا	۱۵

سامنا ہوتی نہ پائی ابر برسات کا
بے صنم بہاتا ہے کسکو دیکھنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہیں
رہتا ہے بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوش گریہ تا فلک پہونچا مجھ رنج سے
اشک تر ایسے بڑے ہی رتبہ گھٹا برسات کا

سب صنم بہاتی ہی کب اے دل یہ فصل بجگال
قہر ہے آفت ہی ہملو دیکھنا برسات کا

وہ نہ آئی کسقدر ہم رستا دیکھا کیے
اس ہوا مین ہوگیا عالم ہوا برسات کا

کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
ہے جو اشک تر سی عالم جا بجا برسات کا

اسقدر آنسو بہاگئے ہنسے جل تہل بہر گئے
لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تہا برسات کا

وہ مہینوں کا تقاطر ان ہین برسوں جہری
رنگ اشکوں کے مقابل کب جما برسات کا

چشم گریان کو اجازت دیکی ہجر یار مین
دیکھلین گے ایکدن ہم حوصلا برسات کا

غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم
ابر تر سے کیسے ہی وہ غدغا برسات کا

مسے ملتی ہین جو چمکی دانت اوس مغرور کے
آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا

چشم ترکی و لولی ہین جا پر دونکی واسطے
ای صنم رہتا نہین ہم سدا برسات کا

ہوگیا ابر تر صحرا گرگئی لاکہو سنگے گہر
زور ابکی تو نہایت بڑہ گیا برسات کا

پہر وہی جہلیں ہی اٹہکہیلیان ہون باز
جلد آجا سے مہینا ای خدا برسات کا

۱۸	کم ہوا رونا تو ٹہنڈی سانس بہرتا ہون نسیم فصل بہر دے گی ہوئی موسم گیا برسات کا	۲۶

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون جو یار کہا نہ سکا

اسقدر ضعف تہا کہ تیرا ناز
تہے تمنا اگر اوٹہا نہ سکا

مرکے ٹہنڈا کہین نہ ہوجائے
اس لئے وہ مجہے جلا نہ سکا

بجنل دیکہو تو سیر بجا تربت پر
ایک آنسو بہے وہ گرا نہ سکا

اوٹہ نہ جائے رقیب محفل سے
مجکو پہلو مین وہ بٹہا نہ سکا

تہا جو اشک عزیز خاطر مین
دیدہ تر مجہے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہ تابان تہا
ابر گیسو جسے چہپا نہ سکا

دار فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

نالا کو سے وقت تنہائے
حال دل یار کو سنا نہ سکا

جانتا تھا پڑے رہیں گے وہیں
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا

نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا

دیکھکر بد دماغیان اونکے
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا

کسطرح عرض مدعا کرتا
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزومند رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تھا یدوست
کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے
ناز خنجر گلوا اوٹھا نہ سکا

خوف تھا غش اونہیں نہ آجائے
ہیں شگاف جگر دکھا نہ سکا

۲۷	ناتوان تھا نسیم اسدرجہ کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا	۱۷

آباد غم و درد سی ویرانہ ہے اوسکا
ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اوسکا

جس دل میں کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اوسکا
جس آنکھ میں ہے کیف وہ میخانہ ہی اوسکا

جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سناؤ
معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہی اوسکا

بیہوش اگر میں ہوں تو باہوش تھا جانسے
جو خلق سے ہے اس طرح دیوانہ ہی اوسکا

دن رات ہی مسکن انوار تصور
سینہ جسے کہتے ہیں پریخانہ ہی اوسکا

جوبن کی صفائی سے پھسلتی ہیں نگاہیں
پڑتی ہے جدہر آنکھ پریخانہ ہی اوسکا

اسے دل ہوس وصل سے مشتاق ہی محروم
جان اول دیدار میں بیعانہ ہی اوسکا

جو سینہ روشن ہی وہ ہی منزل الفت
جو دل صفت شمع ہی پروانہ ہی اوسکا

کہتے ہیں جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب
کہتے ہیں جسے عشق وہ پروانہ ہی اوسکا

جب فصل گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت
زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی ایسی ہی
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہے اوسکا

گوہر سے فزون دیدہ عاشق کی ہین آنسو
دامن مین ہی معشوق کی جو دانہ ہی اوسکا

گر گوش حقیقت شنو لے ہے تو سمجھ سے لے
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا

کچھ رتبۂ عاشق سے نہ ہے ایجان ہو خبردار
سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اوسکا

سنہ عاشق صادق کی نہ چڑہ وعظ مکا
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا

آگاہ نہین قصۂ منصور سے ایدل
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

۲۸	کیا پوچھتی ہو حال نسیم جگر افگار دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا	۵

بگڑے وہ لاکہ طرح مگر غل نہو سکا
مین اپنے صدق بیان ہی قائل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجھی میناکی یاد مین
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا

ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو
کھلا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا

اللہ رے جوش آپکی بخشش کی ہے امید
اشکو نسے میری ترک تسلسل نہو سکا

۲۹	بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم طعنون کا اونکے مجھسے تحمل نہو سکا	۱۳

ہی رخصت جان حلق مین تلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا

وہ ضعف ہے ایجان کہ کھینچ جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ
آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان
سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجھی بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ تری دل کا
ڈہونڈی بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سی ہین آزاد
دامن رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کی شعلے
پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہیں سکتا

تقصیرِ شبِ وصل ہے شکوہ بھی تمھارا
شرم آتی ہی تا نوک زبان لا نہیں سکتا

لاکھوں گرہیں ہیں دلِ عاشق کی طرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا

رکتے نہیں سیلاب عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھیرا نہیں سکتا

رکھتے نہیں گوشِ شنوا عاشقِ جانباز
دیوانے کو تیری کوئی سمجھا نہیں سکتا

١٧	مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں کھوئی ہوئے آرام شبر پا نہیں سکتا	٣٠

مختصر ہونے میں ای یار جو قابو ہوتا
خال بنکہ میں ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی سے مجھے گر افعی پہچان کرتے
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار پہ تیر
کاش اے آفتِ جان میں ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پھر تو سمجھتا میں دلِ دشمن سے
ایک ساعت ترے پہلو میں اگر تو ہوتا

اور چندے نظر آتا نہ اگر روے سحر
طول شب سلسلۂ دامنِ گیسو ہوتا

خوب پہلو میں سلاتا تجھے بی کھٹکے میں
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند اے دل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشاں کا جو ہم صحبتِ گیسو ہوتا

ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحبِ تاثیر اے دل
زیبِ آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پھر تو پی آب ہزاروں کی گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورتِ ابرو ہوتا

کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتے
دہیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مرا طرح سے ہر سرو لب جو ہوتا

بعد مردن بھی دکھائی مری وحشت نے اثر
خاک ہو کر بھی ہین گرد رم آہو ہوتا

یہ ستم کا ہی کو سہتے بت ظالم تیرے کبھی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

٣١	جا بجا شوخیٔ خاطر نظر آتی ہے نسیم کونسے شعر مین تیری نہین پہلو ہوتا	١٠

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا
حسرت ہوی ایجاب اشارا نہین ہوتا

کب جاتی ہین ہم دولت دشنام سے خالی
کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان گھرکتی ہین خفا ہوتی ہین اغیار
کس کسکا تری در پہ چارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر یہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکھلائین کیا صورت
مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا

رکھتے نہین ہم پھر بھی اوسی سینۂ مشتاق
وہ دل جو تری سر سے اوتارا نہین ہوتا

دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا

کیون کھینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتھ
مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا

پر سو نہین سکتے ہین کہان صحبت آرام
مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

٣٢	آتی ہین نسیم ایسے وہ گھر پہ ہماری گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا	٨

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کیون آپکو دھڑکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

چپ بیٹھی دو دم بھر مجھے للہ نہ چھیڑو
اب اس سے تمہین کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیے دل مین
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند
دیکھو یہی اچھا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ڈرتا نہین جو دل مین ہو دشمن کی لگائے
اندھیر یہ ہویدا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیون رکتے ہو دل سے ہون مجھی پر جو گرنہ
کچھ آپسے پروا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا مری کہانی | اس بات سے ہی ڈرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۳۳ | ہر روز نئی ڈھنگ مین خاطر سے کہے تسلیم آہ
کل سے یہی سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا | ۱۲

گو طوق پڑا بوجہ مگر تن نہین رکھتا | کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکھتا

مین سو رشتۂ سوزن نہین رکھتا | یہ اشک وہ موتی ہی کہ روزن نہین رکھتا

وہ رنج اوٹھائی ہین کہ فردای قیامت | جینے کی تمنا پس مردن نہین رکھتا

گلشن کی طرح داغ مین رکھتا ہون ہزارون | پر سینے سے سراغ ایک بھی گلشن نہین رکھتا

ہو جاتی ہین آنسو مری آغوش مین دریا | دانے کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکھتا

بنکر یار نہان ہون مین نظر سے | تکلیف کی امید بھی دشمن نہین رکھتا

اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے مجھکو | پہلو سے بھی جو رغبت شیون نہین رکھتا

صحبت کو اثر ہی یقین تجھی کیونکہ | خاصیت بت ایک برہمن نہین رکھتا

ہر لحظہ ہی اک گردش نو مثل تصور | مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا

کب سینۂ سوزان مین پڑتی نہین شعلے | اس فرز مین کیفیت گلشن نہین رکھتا

ظلمت کدۂ دہر مین کیونکہ ہو ممتاز | جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکھتا

۳۴ | کروٹ بھی بدلنی کی نہین جا ہی تسلیم آہ
مرکر بھی مین آسایش مدفن نہین رکھتا | ۷

کو ہی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا | آہ کی ٹھیس سے لگے آبلۂ دل ٹوٹا

پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم | باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گھورتا ہی نگہ قہر سے کیون پھر پھر کر | کیا مری ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہانی مین جو ٹپکا سر سے | مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل مجھکو | ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہے — دوڑ نا خیر نہیں ہای کہین دل ٹوٹا

۳۵ — ۱۴

امتحان قوتِ بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا سبب مشکل ٹوٹا

وہ شعلے ہین ہجوم آہِ آتشناک سی پیدا — صدای الحذر ہی گنبدِ افلاک سی پیدا
ہوی مضمون اعلیٰ میری طبعِ پاک سی پیدا — ہزارون آسمان ہین ایک مشتِ خاک سی پیدا
جھکے شیشے کھلے آغوش ساغر جست رز جھکی — اوٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سی پیدا
لگا نا منہ نہ اسکو قصدِ گستاخی مقرر ہی — تمنا ہی زبان رشتہ مسواک سی پیدا
سجانا آپکو دیکھو خلافِ واجبِ عصمت ہی — کہ چشمِ آرزو ہی حلقۂ فتراک سی پیدا
پسِ مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہی — وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سی پیدا
ہوای دولتِ منعم نہین ہی خاکسارونکو — کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباسِ خاک سی پیدا
تکیون ہو جلوہ ہای نوعروسی لطفِ مضمون — جو شانہ ہو ہماری بخیۂ ادراک سی پیدا
نہ پہنچی نکہتِ گل برق کو سون پیچھی رہجاتے — وہ تیزی ہی تمہاری توسنِ چالاک سی پیدا
ڈرو انکا سی دیکھو ابھی ہی تیر ہو سو تیر — نہون کچھ اور تکلفین دلِ بیباک سی پیدا
نگہ کی لوٹ سی آنکھون مین کیفیت نشی کی ہی — یہ دانہ خال کا ہی یار کس تریاک سی پیدا
محیطِ موجِ خیز حسن مین ڈوبی نہین ملتا — کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سی پیدا

۳۶ — ۱۵

نسیم اب سینہ سی چمکا فروغِ داغِ بیتابی
طلوعِ مہر ہی صبحِ گریبان چاک سی پیدا

خدا جانے ہوا کس تفتہ دل کی خاک سی پیدا — کہ خوشے آبلو نکلے ہین نہالِ تاک سی پیدا
بحد پیرا برابر ہوتی ہوا افلاک سی پیدا — بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سی پیدا
غضب کے لذتین تیرِ نگہ کی تیری بخشی ہین — کہ لاکھون جسم تن ہین بستۂ فتراک سی پیدا
وہ جلوہ پایا ہے دیکھی اگر چشمِ حقیقت سی — کہین ہے نور ہین ظاہر کہین ہی خاک سی پیدا

تعشق ہین خیال و فہم سب بیکار ہوتی ہین — تحیر سے وہ ہے جو کچھ نہوا دراک سی پیدا

تقرر دل ہوا خون آہ تھنڈے سانس گلگون ہین — خبر ہی جا بجا منزل بمنزل ڈاک سی پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرین بیانی کی — مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سی پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی — کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سی پیدا

وہ لیے دو چار کو زلفین تو سی عالم کی سائل ہین — کہان تھی سانپ ایسی شانہ ضحاک سی پیدا

نہین یہ قوس الفت سے کسی طفل برہمن کی — نشان رشتہ زنار ہی افلاک سی پیدا

ادب آموز ہوت سی طرز یکجائی ہین — مزی کیا کیا نہین ہین خار خاطر بیباک سی پیدا

اثر تھا گردش پیہم کا ایسا سیر تی ہین — ہو دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سی پیدا

سخن نا فہم سی تکلیف تحسین نا مناسب ہے — تہو یہ رتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہی سمجھ مین کچھ نہین آتا — کہ پیدا تاک دانی سی ہی دانہ تاک سی پیدا

٥	نسیم اپنی سخن کی خوف سی حاسد دہلتی ہین یہ رتبہ ہی ثنائی صاحب لولاک سی پیدا	٣٧

دل ہی قابو مین نہین زور چلی کیا میرا — آج پر خاش پہ ہی تجھسی ارادا میرا

کھینچ تو شمشیر بیان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی سٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوٹھا سنہ سی کفن لوگ سمجھ جائین گے — ہای رہنی دی پس مرگ تو پردا میرا

حسرتین دید کی جنبش نہین کرنی دیتین — رہ گئی آئی ہین دشمن مری رستا میرا

ہای مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی ہی تسنے تو نہ دیکھا میرا

١٦	ولہ	٣٨

وصل کیواسطے کل کہگیا جانان میرا — آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے دینے نہ لیے گو کہ اجازت ہی ملی — آپکا مجھپہ کرم آپ پر احسان میرا

ہای کیا قہر ہی کچھ میری طرح اب یہ بھی — منہ چھپا لیتا ہی دل مین ہی ارمان میرا

خوف تکلیف ہی سر کاٹتی اپنا کیونکر
روز شرماتا ہی آکر مجھی احسان میرا

ناتوانی سے اجازت نہ ملی گرچہ یہی
ہاتہ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا

مجکو باتین تری ہی تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اوس بت بےکیش کے ایمان میرا

آنکہ کو دہیان ہی زلفونکی کہان ہی صحبت
ساتہ رہتا ہی ہمی خواب پریشان میرا

سوتون کیا ساتہ عدو کے تجہے پہر دیکہونکا
دہڑکے دیتا ہی مجھی خواب پریشان میرا

خبر وصل ہے سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سی آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون قلادہ ہون
روح کیطرح مری ساتہ ہی احسان میرا

کب مجھی وصل پہ پیروی کی خوشی تہی ہی غم
کیون مکدر ہی مزاج شب ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکہی گا اکر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت سے گرانبار کیا
پہر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکہ نہ کسی داغ جگر پہ پہاہا
کیون بجہاتا ہی چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلہ بدعہد کے
روز منہ چومتی ہین شکوۂ جانان میرا

۱۵	کثرت گریۂ الفت سی یہ عالم ہی نسیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	۳۹

مسلسل بے سبب کب ہے اخبار تک میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ طلعت گفتگو میرا

مہیا ہی مجھی سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانی والون سے
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک امن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بی رفو میرا

ہوا ہون پاک امن اوس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھی تہی اپنا لو اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

اونہین رسوا کریگا مجکو نام غیر کو دشمن | غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشق و معشوق سی چہٹ نہین سکتا | جدا ہونیمین الجہتا ہی خنجر سے گلو میرا
ندیکہین آنکہ اوٹہا کر اس طلسم چند روزہ کو | کسیکی کیا رہی پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سی قتل کر لیکن | سنا سب سی رہی قاتل خیال آبرو میرا
کہے جو بات دل خوش کر دیا یار پری کا | انہین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
نچہوٹے گا چہڑائی سی ہزارون صورتین بدلی | بہار دامن جلاد دیکہی گا لہو میرا
تشفی کی لیی احباب کہدیتی ہین خاطر سے | نہ لیگا نام بہولے سے بہی یار خوبرو میرا

۱۰	نسیم اس سے بہی سی اب مجہی ثابت یہ ہوتا ہے بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا	۴۰

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا | لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتہ پڑ جائینگے لالا ہونکی دم حشر بہل | چاک زخمونکی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکہائینگے بشر | میرے ہاتہون مین فقط آبلہ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے سی خواب گران سے ہر گل | نالہ کرنے مین بہی احسان عنادل ہوگا
پی سے ہنسکے جو لب یار کی لیتا تہا | ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کہتے ہین قتل کرین گے وہ مجہے پر اگر | فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان | قصد قاتل کیطرح شوق بہی باطل ہوگا
ولولے ہین نفس چند کی تا فرصت عمر | کچہ دنونمین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا
آج غنچون سے صدا این جو نہین مین پشیما ید | کچہ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

۱۸	قدر رہنی کی نہین بات جو بگڑی کی نسیم قدح مہر بہی اک کاسۂ سائل ہوگا	۴۱

اس سے مرنا ہے مجہے اپنا قلق جان ہوگا | کہ نہ دیکہے گا مجہے وہ تو پشیمان ہوگا

گرہی آپکے انکار رہین سے گے تا صبح
وصل کے شب یہ گمان شبِ ہجران ہوگا

تو سلامت ہی تو عالم کو کری گا مجسا
ہای پہر کون مری حال کا پرسان ہوگا

ہای میرا یہ ہوا حال کہ سمجسا بیدرد
خاص اسواسطے آتا ہی کہ پرسان ہوگا

ہین تو عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا
شکوہ اوسکو نہ سمجہی کوی ارمان ہوگا

ایکدل اوسمین ہوس تیغ ستم سی افزون
یہ وہ آئینہ ہی تو دیکہ کے حیران ہوگا

دم تو نکلا ہی مگر دلسے نہ پیکان نکلا
یہ بہی شاید اوسی زخم کا ارمان ہوگا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بہی کوی کوچۂ جانان ہوگا

زندگی ہی نہین مشکل شبِ تنہائی مین
بی تری مجکو تو مرنا بہی نہ آسان ہوگا

کیا سبب ہاتہ نہ دی قیس کو مجپر ترجیح
آدمی مین بہی ہون نہ بہی کوی انسان ہوگا

تم بہری بیٹہی ہو بگڑوگی کہون یا نہ کہون
اب تو جو نکلے گا منہ سی مری ارمان ہوگا

قتل کر رحم کے بدلی کہین حل ہو مشکل
مجکو اس جینے سی مرنا بہت آسان ہوگا

مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینی کی لیی
کہ مری ہاتہ مین وان آپکا دامان ہوگا

دینگی کیون رخصتِ جا بر سمت تمہاری آنکہین
جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا

سخت جانون کے لیے موت کہان ای ظالم
سم بہی دیگا تو مری حق مین درمان ہوگا

بیٹہنے دیگی نہ کونی مین بہی وحشت مجکو
صحن کو زیرِ قدم صحنِ بیابان ہوگا

دیکہین کیا اوسپہ گزرتی ہی خدا رحم کرے
ہای وہ اشک جو میری تہ دامان ہوگا

۱۱	کثرتِ داغِ جدائی جو بہی ہی تو نسیم اب تو اپنا بہی جگر رشکِ گلستان ہوگا	۴۲

زمانے مین کوسے ایسا نہ ہوگا
جو تیرسے حسن پر شیدا نہ ہوگا

ازل سے ہی ہے تہمت آپہی
کسی نے آپکو دیکہا نہ ہوگا

اوٹہاتا ہے ملامت کس لیے تو
یہ دردا ہی چارہ گر اچہا نہ ہوگا

ہزاروں مر گئے لیکن نہ دیکھا ۔ کوے تمسا بھی بے پروا نہوگا
سکھے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین ۔ کہ بالاے زمین کیا کیا نہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا ۔ کہ اوس رستے مین پھر رستا نہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہی ہجر ۔ کنارِ قبر مین مردا نہوگا
اگر خادم کو سے جنت مین پونہچا ۔ وہان کیا آپکا چرچا نہوگا
سنئے دہمکی ہے یہ تو بندہ پرور ۔ نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا
بناکر حضرتِ واعظ کو نافہم ۔ نہ سمجھو یہ کہ تجھہ سمجھا نہوگا

۱۱	نسیم اب اونکی باتون پر نجاؤ بھلا کل وعدہ فردا نہوگا	۴۴

ہمپہ جو کچھ ہو سب آپ پہ کھل جائیگا ۔ بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا
سخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا ۔ کسکو رحم آئیگا پھر کون اونہین سمجھائیگا
تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان ۔ مجھکو مرنے کی لئے جلاد بھی ترسائیگا
فاتحہ پڑھی کہ کسی کا نہین تیر نگاہ ۔ اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا
کیون نہ صدقے ہون اپنی جرم کی تقصیر کے ۔ قتل کے بعد ایک مدت تک انہین یاد آئیگا
منہ پہ گلگونہ لہو کا میری ملکر شرم سے ۔ دیدہ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا
پاکدامن فیض ابرِ تیغ کر سکتا نہین ۔ رنگ خون قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا
صدقے اوس دشنام کی جو آپکے منہ مین ہے ۔ ایسے جا جی مختصر کوئی کہان سے پائیگا
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہون مین ۔ اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میری آئیگا
گو تقاضا ہی اجل بھی جان لب تک ہے مگر ۔ اور بھی کچھ دن نہین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

۱۱	تار تک کھتی نہین دامن کہان ہی ای نسیم اشک آکر آنکھ مین کیا کیا نہین شرمائیگا	۴۴

قصۂ روزِ گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا
ہمکو پچھلے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولی فلک کرتی کیا ضرور
نالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی جائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگی تو سر آغوش مین
میرا مرنا ہی تجھی قاتل فرشی کہلائیگا

تنگ ہین اطرافِ عالم حوصلے نکلینگے کیا
فلک ہی عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہی انسی مخلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اوسی کر لون پسند
ورنہ ناصح کی طرح اُسی بھی دل پھر جائیگا

یار کی انداز سہتی ہین مری پیش نظر
اشک گیسو کی طرح بڑھکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑھ چلی ہین ولولے
دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکی پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹتی ہو بلا کہدن باہم
اسقدر لذت ہی دل کوئی کہانسے لائیگا

میری فسانی مین شکوہ غیر کا بھی ہی شریک
دوست کہتی ہو کیون غصہ انہین آجائیگا

۴۵

دیکھکر تردامنی گھبرا گیا کیون ای نسیم
دیدۂ پرآب دریا سیکڑون برسائیگا

۴۰

ہاتھ مین آجکی شب مہندی لگائیگا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیگا

یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین لبر
آخر کبھی تو میری قابو مین آئیگا

پھر مین سے کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیگا

ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
طوفان اور کوئی مجھپر اٹھائیگا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہو
بڑھ جاونگا جہانتک مجکو گھٹائیگا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئی ہین
پھر بھی نقابِ گیسو منہ سے ہٹائیگا

بیوجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
پھر کل کی طرح ایسی باتین سُنائیگا

مین جان مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیگا

یہ کیون ہی نا امیدی در کا دکھا سے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیگا

مشتاق نے تو جان دی ہی گلگون لباس کر
یہ ناگ تو عروسے کسکو دکھائیگا

دیکھ رقیب آ سے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چھپائیگا

ہم خوب جانتے ہین استادیان تمہاری
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیگا

آخر کچھ انتہا ہی بیرحمیونکی صاحب
کبتک تو عاشقونکو کبتک ستائیگا

ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان
کیا پھر آج کی شب ہمپر نہ لائیگا

کچھ لحظہ اور ٹھہر و تا روح تن سے نکلے
آئینگے اور آفت گر آپ جائیگا

سمجھے ہوے ہین جو کچھ دلمین تیرے سمائے
کاہیکو آئیے گا کاہیکو آئیگا

آو تو جلد آو دم بھر کی بعد ایجان
مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیگا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیگا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی
مانند دل مجھے ہے پہلو مین پائیگا

۷	ٹھنڈی کبھی نہ ہونگی کیا گرمیان تمہاری آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا	۴۶

بڑھتی بڑھتی لاغری پنہان بدن ہو جائیگا
تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا

گر یہی ہی ناتوانی فکر عریانی ہی کیا
دامن نظارہ تن پہ پیرہن ہو جائیگا

ایک چادر خاک کی ہی اک ردائے آسمان
اس تن عریان کا بی منت کفن ہو جائیگا

لذت تکلیف تازہ سے نہ ہونگی سیر ہم
زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا

اشک و پیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی کی فکر
گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا

خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کام
اشک خونین سے مرا صحرا چمن ہو جائیگا

۱۰	بسکہ ہی مضمون نازک ہین تیرا کال اے نسیم شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا	۴۷

چار دن کی بعد فرق درمیان ہو جائیگا
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا
تیر اگر زخم کی منہ مین زبان ہو جائیگا

کسقدر شوق شہادت سے ندامت ہی مجھی
یہ نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہو جائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آتش تو آئی دیکھی
جلتے جلتے آگ پہ پانی دہوان ہو جائیگا

گر خدنگ نالہ کرونگی مشبک غم نہین
دود دل پیوند زخم آسمان ہو جائیگا

میری تلوونکا لہو چکھی تو ہر ہر خار دشت
توبہ کرنیکے لیے مثل زبان ہو جائیگا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اس واسطی
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہو جائیگا

آب ہو جاتا ہی آہن وہ اثر نالونمین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائیگا

یا کہ جائین گے تیری یاد مین جیسے ہم
جو نشان آنکھون کی آگی سی نہان ہو جائیگا

۹	شعر مضمون ترا لکھی جا رہا نہ افسردہ نسیم ایکدن کوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا	۴۸

رنگ کیا کیا نہ سپہر جفا جو بدلا
ہان مگر او دل بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین یہ تہا چین کہ جیسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذت ذبح زبانسے نہ گئی برسونتک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رہگئی کونسی منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنونکو ہی ترقی ہر روز
ڈہنگ وحشی کا تری کچھ نہ پریرو بدلا

وسمہ و آب حنا سی نہین ہوتا ہی شباب
جب ہوئے پیر تو رنگ سر مو بدلا

ایک سا حال ہی خونناب دل کا میرے
آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۱۴	کم ہوا جوش جنون کچھ اطبا سی نسیم آب نارنج سے کیسے شربت آلو بدلا	۴۹

مژدہ دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مری سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلی پر آپ تک آتی
نہ بل زلفونمین کم پایا نہ کچھ ابرو سی خم نکلا

بڑی ثابت قدم یارانِ ایذا و وحشت تجھ بن / کہ اشکِ دیدہ سی لختِ جگر ہوکر بہم نکلا

پتا ملتا نہین یہان بھی میان یار کیا شے ہے / یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوی عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتیِ افلاک جوشِ چشمِ گریان سے / بہت سمجھی تھی اوس پا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم زا تیری / جسے ہم لطف سمجھی تھی وہ آخر کو ستم نکلا

ابھی تک ہی ہی سودا تری الجھی گیسو کا / طبیعت کو نہین سیرِ عجب سے غم سے کم نکلا

پکارا مجلو وہان اوسکو ہوی منظور جب جا / جو نکلا نام بھی میرا تو مانندِ قسم نکلا

نہین سے بڑہ ہین اولی آسمان سے پہلے ہین / مگر چرخِ ستم پیشہ بھی پامالِ ستم نکلا

ہوا ہی مشغلہ یادِ خدا سی عہدِ پیری مین / گیا دل سے تو نکلا دھیان کبھی صنم نکلا

وہی زورِ جوانی ہین ابھی پشتِ خمیدہ مے / کمانِ آسمانِ پیر کا ایتا ہی خم نکلا

نچھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اونکا نشان باقی / نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردیہہ ہین ہو جسپر پیامِ مرگ آتی ہین / قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

۱۱	زمانہ ہمسکو سمجھا ہی نسیم آباد ہی ابتو بہت ڈھونڈہا مگر کوئی نہ اربابِ کرم نکلا	۵۰

ہوس یہ رہ گئی دل مین کہ مدعا نہ ملا / بہت جہان مین ڈھونڈہا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق باوفا اے دل / گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمتِ بد تھی شبِ فراق مین ہم / کہان ڈھونڈہ پھرے خانۂ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتہ سی ہون ضعف سے مین تنگ ایسا / ہوا ہی شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز بازپرس تم کیا / اوڑا اوڑا کی ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتہ نگہ قہر تہا کہ محشر مین / مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریقِ بحرِ ستم عمر کے ہوی کشتے / بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمالِ عیش و جوانی و ملک و مال طرب / یہ سب ملے ہمین پہ یارِ باوفا نہ ملا

عجیب جوش جنونمین ہوئی تھی پامالی | کہ ایک آبلہ تک دستدارِ پا نہ ملا
چبہے ہزار تمنا سے کیون نہ جی سے کھٹکے | کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

۵۱ — بہت سی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت
پر اپنے بلبل دلکو نسیم سا نہ ملا — ۹

ساغر پلا کے بیخبر دو جہان بنا | اوپیر میفروش ہمین ہی جوان بنا
اللہ ری درازی آغاز مدعا | نکلا جو حرف منہ سی سیر داستان بنا
تہا کچھ تو جب بہی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تہا | گر کچھ نہ تہا تو کاہی سے سارا جہان بنا
اوٹہا مرا غبار جو تعظیم یار کو | ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بی نشان تہا مین کہ یہانتک ہوا پنہان | سبحسے دہانِ یار بنا لامکان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین | جی چاہتا ہی بیٹہ رہین اک مکان بنا
ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہوگیا | جسجا کہین کسی کی قدم ہی نشان بنا
عشاق جان فروش کی دیکہو تو حوصلی | مقتل تمام معرکہ امتحان بنا

۵۲ — بیکار تہی نہ خاک نہ دودِ جگر نسیم
اوس سے زمین ہس ہی مرا اک آسمان بنا — ۱۰

پوشیدہ ہی یہا ہوسی ہر اک زخم تن اپنا | پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
مصروف تبسم ہین نیا دیسی اجل کے | رکہتی ہین کہلا زخم جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش پتا کچہ نہین ملتا | مسکن ہے نسیما نہ کہین ہی وطن اپنا
اللہ ری بیتابی دل بعد فنا ہی | سو جا سی مشبک ہے مزار کہت اپنا
ہم گریہ کلرنگ سی یاد گل تر مین | صیاد بنالین گی قفس مین چمن اپنا
اک دل تہا سو وہ بہی نرہا پاس صد افسوس | پایا نہ کسیکو ہے شریک محن اپنا
اے غم ہمین اسدرجہ کہلادی تیری صدقی | ہم بار اٹھا نہ خیال کفن اپنا

ساقی وہ پلا مے کہ وہ عالم ہو نہ ہوش
ہو جائی خدائی سے نرالا چلن اپنا

وہ اشک تہی جو آنکہ سی ٹپکتی ہی ہوئی خشک
دم بہر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا

۵۳	خاموش نسیم اب تہ بکو چپ ہو بس بس بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا	۱۰

کسے صورت تو دلکو شاد کرنا
ہمین دشمن سمجہکر یاد کرنا

دعائین دینگے چہٹکر قیدی زلف
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ
نہ مجہپر رحم او جلاد کرنا

مسیحا سے دکہانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچہ ارشاد کرنا

اوڑا دو خاک میری ٹہوکروں سے
اگر منظور رہی برباد کرنا

ادب سیکہے نہین ہون نو گرفتار
بتاکر قاعدے بیداد کرنا

مزا تہا بیبسی کی گالیون مین
اوسے بہولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے
خیال خاطرِ ناشاد کرنا

جنازہ اوٹہ چکے میرا تو تم سب ہے
ادا رسمِ مبارکباد کرنا

۵۴	نسیم خستہ دل کی جان تم ہی غضب لایا ترا بیداد کرنا	۹

اونکی آنکہین پہر گئی پر جو شادان دل ہوا
زندگی خوش ہی کہ اب ناجہی مشکل ہوا

راحتِ مرگ محبت اوس سی پوچہا چاہی
جو یہ سمجہی یہی جی مین مین بہی اس قابل ہوا

موت بہی قسمت نے کہوئی کیا بری شی ہی مہد
جب جہکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجہپہ کیون کی تہی کیہ تیر نی کہ ہاے
مین نہ ہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بل بی ظالم جو نپوچہی یہ بہی تیر ناز سے
کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہوا وسکو مرجائی کیا
جی ہٹا جاتا ہی جب بیمار کی قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بےمروت تندخو نا آشنا برہم مزاج
روئیے اوس بخت پر جو تجھی کچھ پیارا ہوا

۵۵ — گھیری ہتی ہین عزیز و اقربا اونکی آہین
ای نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا — ۷

چھیڑا جو مینے یار کو سب مین خجل ہوا
اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا

تدبیر نیک دیتی ہی آخر کو آبرو
شیشے مین آ کی قطرہ مے مثل دل ہوا

حاصل تہا وہ فروغ چراغ فراق کو
خورشید داغ سینہ سی میری خجل ہوا

ہر استخوان بدن مین مری خاک ہوگیا
شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا

رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم
عارض کا نقطہ صفحہ کاغذ پہ تل ہوا

اظہار آرزو سے ندامت ہوئی مجھی
سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

۵۶ — پھر سامنی مصیبت سابق ہی ای نسیم
پھر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا — ۱۷

یہانتک اوج جنون مین مجھی کمال ہوا
خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا

عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
کہ آفتاب بھی اک نقطہ جمال ہوا

ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
دعا کو ہاتھ اوٹھے آپکو خیال ہوا

نہ کھو لی مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا

فروغ زیست ہوا سر کٹا کی صورت شمع
حیات بعد ہوی پہلے انتقال ہوا

خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا

مرا فسانہ ہی مانند مژدہ دشنام
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا

مزار مین نظر آتی ہی خاک تک رنگین
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا

نہین ہی حرص سی خالی کبھی مآل بشر
اوٹھا جو دست دعا کاسہ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا مین جو موت کو تملا
شب فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا

بسان آخر روز و بشکل اول شام
وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا

برہنگی کی ندامت ہی یہ تن کی ساتہ
کہ بعد مرگ ہی مزدور انفعال ہوا

درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہی
جسے زمانی مین کہتی ہین وہ وصال ہوا

کہلا یہ عقدہ قدمبوس لعف سی ہمکو
چڑہا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا

کنار قبر سے لاشے نی میری سر نکیا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا

کہلا کہلا کے گہٹایا یہ سوز پنہان نے
گلو مین طوق گران صورت ہلال ہوا

۹	بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہی نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا	۵۷

مین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا
زخم کو ناخن سی چہیڑا درد دل جب کم ہوا

موسم پیری مین اپنا کچہ عجب عالم ہوا
جسقدر بڑہتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا

شب گہٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یاد لب شیرین نے تیری ای صنم
میری حق مین التفات انگبین ہی سم ہوا

رات بہر دیکہا تماشا ہمنے برق و ابر کا
آہ کی شعلو نسے جب دود جگر باہم ہوا

درد دل زخم جگر کو انسے ایذا تہی مگر
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اسکا غم ہوا

زخم پڑ کر کہل گئے سینون پر اہل بزم کے
تہا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا

پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف
پہر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

۱۱	عمر کاٹی آرزوی وصل جانان مین نسیم کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا	۵۸

خون ٹپک کر آنکہ سی پہر اشک تر پیدا ہوا
معدن لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا

دہر مین ہی سایہ کب ہم بشر پیدا ہوا
ہر بدن کی ساتہ اوسکا ہمسفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹہا فلک تیغ ابرو پر گئے
ماہ نو کا ہیکو سینے زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کہیچ آئی تعجب ہے مجہے
سنگ مقناطیس کا پامین اثر پیدا ہوا

جسمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوی تار نظر اپنا وہ تہا
جانتی تہی جسکو ہم موی کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتی ہین تہپڑا یکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہی جسمین ثمر پیدا ہوا

کچہ نہین ثابت کیا ان تہی کیا ہین کیا ہوجاینگے
آدمی ہستی ہی اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچہ کم نہین
بی کمر تو ہی تو مین ہی بی جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

٥٩	پیس ڈالا آسیای چرخ نی اوسکو نسیم جسزمانی مین کوی صاحب ہنر پیدا ہوا	١١

عاشق نہین کون مجہسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بہی پیری دہن ہی بی فغان پیدا ہوا

بی نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بی آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تہی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کے آہ مین دشمن کا بہی مژدہ سایہ تہا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکہنا اسکا بہی مشکل یار تا محمل رہا
شوق اپنی دلکا آنکہو نسی نہان پیدا ہوا

وای قسمت اہل دنیا ہی عجب ہین مردہ پسند
اوٹہ گئی جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہائی اوج کو پستی بہی ہوتی ہی ضرور
دیکہ لو پہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر نہی صورت نما نہ خیال
جب ہوی ہستی تہی نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تہی نظر آئی نہ صبا منہ
آنکہ جب اوٹہی نگاہ ہو نہین ہوان پیدا ہوا

٦٠	روز اول آفت ہی اسکی شبابی نسیم	خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا	١٧

ہر حرف ہی پیدا اثرِ جوشِ بلا تھا
نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا
کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا
ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا
عادت سے ہین واقف ہون مگر یون کہ گئی تم
راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانی یہ کیا تھا
کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی کی سمائے
کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا
اب آہی تو آئے وہ تمنا نہین باقی
آتے شبِ ہجران مین تمہ آسان قضا تھا
دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال
جس لفظ کو پڑہتی تہی تمہارا ہی گلا تھا
گرمی وہ دکھائی نفسِ سرد نے مجکو
اولی کیطرح آنکہ مین ہر اشک جما تھا
شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے
کہتا ہون مجھی رنج مین کیا تمنی کہا تھا
نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت
تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا
آنسو کی ٹپکنے سے نہو کیون مجھی ماتم
سینہ مین بلا ہی جو آنکہو نمین رہا تھا
بیتاب ہوا یار تو سہ بار یہ لایا +
تکلیف کا باعث مجھی احسان و عا تھا
افشای محبت کا جو تہا خوف تو ہر اشک
آنکھو نمین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا
اب درد جگر یو کی نکلتا ہی دہن ہی
وہ جوش جو برسون مری سینی مین پلا تھا
کیا قوت بازو بھی رہی ہمت قاتل
دیکھا تو کئی کوس گروہ شہدا تھا
بخشا دم قسمت مجھی قسام ازل نی
وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا
بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتی ہین لالہ
یہ بھی وہی افسون ہی جو خادم پہ ہوا تھا

۶۱	سیکھا یہ نسیم اونسی فریب ستم آمیز ہر زخم رلانیکے لیے ہیری ہنسا تھا	۷

خلش نا آشنا گو ہر عدو تھا
مگر ہمکو خیالِ گفتگو تھا
مجھے حیرت ہی یہ کیا ہو گیا آج
ابھی کل تک مری پہلو مین تو تھا
خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئی کیون
تمہین کسکا خیالِ آبرو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا
مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا
نچھوٹا آجتک دامن سے تیری
قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ ۶۲

ابھی کیا مین سبب ہے لفظ آرزو تھا
کہ وہ گل تھا مگر محتاج بو تھا
یہ کیسا داغ تھا کسکا لہو تھا
وگر نہ اوسکا جلوہ چار سو تھا ۸

کھل گئے پھر پھر کر ہی مجکو وہ فسون یاد تھا
آپ کو آزاد و کھلا کر کیا اورونکو قید
کم نہ تھی زخم جگر سے ایکدم خندیدگی
مدتون تک اپنی مجنون ہنسی بھی ڈرتا رہا
اس لیے مرتا ہون بہاتا ہے وہ مجکو انفعال
جب قریب نخل آیا ڈر سے کیے پھر پرواز
خشکی اعضا نے دونو کو برابر کر دیا

خندۂ زنجیر ساماں سیار کباد تھا
مین وہ صید خیرخواہ خاطر صیاد تھا
خاطر دشمن کیصورت بھی سبب ہے شاد تھا
طائر جان حزین مین اک مرغ نو آزاد تھا
جو ترے خاطر مین اپنی ظالم پس بیداد تھا
طائر خایف کیصورت آشیان برباد تھا
مین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تھا

خاک گلزار جہان مین جی بہلتا اے نسیم
دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا ۶۳ ۱۰

بل بے تیری کاوشین جینا مجھی دشوار تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا شفی آنی کی
دلکی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین
رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر
ہای مین نی تو بہت تڑپا مگر ایجان جان
داستان عشق میری ہو نہ چکتی عمر بھر
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے
اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر

ای مری درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا
تیری ہی سے متصل اپنے پس دیوار تھا
بے سبب آئے نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا
مجکو مرنا ہی شب غم مین ترا دیدار تھا
خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا
کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا

غیر نے تیری سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ ‌ ‌ ‌ ‌ پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا

۶۴

صدقے میں اس سرعت تیر نظر کی اے نسیم
اف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

۱۹

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا ‌ ‌ ‌ ‌ ہوا سے خاک کو برسوں پریدہ ہونا تھا

اگر تھی دامن جاناں کی آرزو اے دل ‌ ‌ ‌ ‌ تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا

کسیکے چہرہ پہ ہوتا کسیکے دامن میں ‌ ‌ ‌ ‌ مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے ہی سرفراز ہوا ‌ ‌ ‌ ‌ وہ ہاتھ ہوں کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا

کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتی ہیں ‌ ‌ ‌ ‌ ہمیں بھی اے قد جاناں کشیدہ ہونا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس اے دل ‌ ‌ ‌ ‌ بشکل سبزہ زمیں پہ دمیدہ ہونا تھا

کبھی نہ اے میری دکھاتی بہار لاکھوں کو ‌ ‌ ‌ ‌ بشکل ابروئے جاناں خمیدہ ہونا تھا

عجب نہ تھا کہ اوسے رحم کچھ نہ کچھ آتا ‌ ‌ ‌ ‌ مری امید سے تجھکے ابر دیدہ ہونا تھا

نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہوں ‌ ‌ ‌ ‌ مری نصیب میں شاخ بریدہ ہونا تھا

بہانہ موت کا تھا جسم و روح کو ورنہ ‌ ‌ ‌ ‌ ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا

امید راحت آغوش یار تھی جو مجھے ‌ ‌ ‌ ‌ بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا

کمال ربط میں ہوتی تھیں سیکڑوں باتیں ‌ ‌ ‌ ‌ نہ اسقدر تمہیں ہم سے کشیدہ ہونا تھا

زبان قطع نہ کام آئی سرکشی اے سرو ‌ ‌ ‌ ‌ نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا

خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکھ سے آنسو ‌ ‌ ‌ ‌ یہ ابر عشق ہی اسکو چکیدہ ہونا تھا

یقین تھا کہ وہ ملیں کمال خوش ہوتے ‌ ‌ ‌ ‌ کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا

وہ آبلہ ہوں نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب ‌ ‌ ‌ ‌ درون قلب میں مجھکو تپیدہ ہونا تھا

ترا جمال بتا میں کبھی کبھی احسان ‌ ‌ ‌ ‌ غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا

بہار صحبت رندانہ بھاتی اے واعظ ‌ ‌ ‌ ‌ تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

١٥	کہلے اب آنکہ تو کیا فائدہ نسیم افسوس نہ سمجہے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا	٦٥

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا
مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا

مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ
صحرا مین سبزہ تھا تو گل تر چمن مین تھا

مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی
جبتک کہ درد میری حجاب بدن مین تھا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
راحت سفر مین ہے تحمل وطن مین تھا

بیہوشیان نصیب ہین سامعین کو
کیفیت شراب ناب مری ہر سخن مین تھا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا مقام
وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن مین تھا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا اسے
دشنام بن کی یاد مین تیری دہن مین تھا

دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ
اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن مین تھا

دل اوسکو جانتا ہے زبان سے مین کیا کہون
جو کچھ مزا فراق کی رنج و محن مین تھا

جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا

گر تھی حلب مین آئنہ رو کی تیری دھوم
شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن مین تھا

بیوجہ اوسنے پانون نہین ہاتھ سے چھوے
او بت خیال اور دل برہمن مین تھا

کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان
وہ دن کو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

١٠	کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا	٦٦

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا
مین صورت نوا لحد کے گلے مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوی آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے ادھیڑ گئے
بل مثل موی زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ کوی عروس ہی ساقی کہ رات بہر   ہر مست کی نظر سے حجاب ہبوئیں تہا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو   یہ مدعا وہی ہی جو تمرسے گفتگو ہین تہا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو   آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو ہین تہا
دشمن سے بہی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد   مانند دست یار میان عدو ہین تہا
تہا گھر کہ ایک نقطہ آتہا ہزار شکر   اتنی تو آبرو تہی کہ مین آبرو ہین تہا
مطلب کی بات کہ نسکے انسے رات بہر   معنی بہی منہ چہپای ہوی گفتگو ہین تہا

٦٧

منظور تہی جو شہرت حسن سخن نسیم
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو ہین تہا

٧

کچہ خون ہین تیر تیر نظر تہا کہ نہین تہا   کیون جی مری سینی ہین جگر تہا کہ نہین تہا
دو روز ہی بیٹہا نہ گیا آپ سی گھر ہین   کیون جذب محبت ہین اثر تہا کہ نہین تہا
دو بہی تو دیتی جو نہو سکتی تہی دس پانچ   آخر تمہین کچہ مد نظر تہا کہ نہین تہا
اسدرجہ ستم عاشق بیچارہ پہ بیجان   کچہ بہی تمہین اللہ کا ڈر تہا کہ نہین تہا
کیون دیکہ لیا جا کے ہوی ابتو تسلی   بیمار ترا شمع سحر تہا کہ نہین تہا
لو دیکہ چکے ابتو تشفی ہوی سے کہیے   پیوند جگر تیر دو سر تہا کہ نہین تہا

٦٨

بہولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم اب
آخر کبہی درپیش سفر تہا کہ نہین تہا

٩

لو مسلمان مجہے وہ طفل برہمن سمجہا   دوست نے خوبی تقدیر سی دشمن سمجہا
بیشتر مینے خس و خاک سی آنسو پوچہے   اڑ کے جو چہرے پر آیا ادسی دامن سمجہا
وقت گلگشت جو سر دامن گل تر دیکہا   آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجہا
منہ چہپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا   مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجہا
دیسے آتی تہین جو بو مین ہوس مردہ کی   رخنۂ سینہ کو مین روزن مدفن سمجہا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا ہے ظالم
آئینہ پھینک دیا ہاتھ سے ناگن سمجھا

مدتوں خون نے مری پرورش خنجر کی
ہای اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

٦٩	جابجا خون کے دہبے نظر آئی جو نسیم گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا	١١

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچھ مجھکو بیہوشی سی ہی
ڈہونڈتا ہون نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتظر بیٹھی موت کی
ابتو تیرا بہی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکہین ملین مین نے ہجوم شوق مین
پاؤن سے اوس شوخ کی رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتین کرو
مرگیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہکی تم کچھ رہ گئے سمجھون وہی کیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو
ہای عرض شوق سے بہی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مین اونسے لپٹا ازدیاد شوقمین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملی ہنسنے بہی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونو ہو گئی
ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

٧٠	عالم پیری مبارک کیا وہ مدفن ہی نسیم ولولے ٹھنڈے ہوی سب حوصلہ جاتا رہا	٨

کب مین فارغ قید وحشت سے ہی لیکن مین رہا
پاؤن مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تہا تو آنسو بہی پریشان ہو گئے
ایک ٹہیرا آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا
ایکدم بہی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناصح فرق کب عصمت مین آیا آپکے
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گہٹتے گہٹتے تن ہمارا رشتۂ باریک تہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین — بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوئی — فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

۷۱	ابتدا مین راحت دامان مادر ہی نسیم انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا	۱۱

ہنسانے سے یہ مطلب ہمنے پایا — ستانے کے لیے ہمکو ہنسایا

بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر — وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا

نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام — عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا

سرشک چشم کوئے آبلہ تھا — جو نشتر نوک مژگان سے لگایا

وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح — گلے سے مجکو خنجر نے لگایا

نہ اوٹھا گر سکے آنسو کی طرح سے — عدم کا لطف ہستی مین دکھایا

ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار — جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا

مزا جوش محبت سے یہ بخشا — گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور — خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا

مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے — کہ بیٹھا آپ اور مجکو اوٹھایا

۷۲	نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	۲۰

کب یہان مین خلش غم سے بھی دلشاد آیا — ساتھ قالب کے مری سایہ ہمزاد آیا

حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا — آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صدمۂ قید تعلق جو مجھے یاد آیا — الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج مے جام و صراحی مین ٹھیری دم بھر — تیری آنکھون مین جو رہنی کا مزا یاد آیا

وہین زخم سے ہنس ہنس کی نکل جایگی جان — گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے / کوئی طعنہ تو نہ تھا یہ جو تجھے یاد آیا

ایک نئی بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس / شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی پکار اوٹھا آخر / اب وہ دہڑکا نہ رہا دل میں کہ صیاد آیا

گلۂ یار میں مصروف ہوے ہیں جو حسین / کیا فلک پر بھی کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبوں کی گلی سی کچھ کچھ / اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیریں جو دم نزع مجھے / میں نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

روح قالب میں نہ ٹھہری کہ ہوا غیر کا دخل / رشک تھا جسم میں کیوں نشتر فصاد آیا

مردہ و زندہ زمیں ہی نہیں باہر کوئی / ایک آغوش میں اوٹھا مجمع اجساد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہیں / نہ ڈرو لب پر اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اوس نگہ مست نے مجھکو غافل / آج آنکھوں میں مرے خواب خداداد آیا

جب امنڈتا ہی مری سینہ سے نالے معلن / آسمان اوسکو سمجھتا ہی کہ ہمزاد آیا

صورت جام ہوں آغوش کشادہ ہر وقت / دھیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا

بد مزاجی نگر اس درجہ دم مرگ اے روح / تجھ میں بھی کیا اثر خاطر ناشاد آیا

ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھی / اپنے مرجانے پر احسان قضا یاد آیا

۱۹	نذر کیا دیجیے اوس قاتل عالم کو تسلیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۷۳

ہوئیں جب بند آنکھیں تجھ سے پرسش کا یقیں آیا / ہوئی بیدار ہم جب وقت خواب واپسیں آیا

اوٹھی شعلی درون سینہ سے تعظیم فرقت میں / سرشک دیدہ استقبال کو تا آستیں آیا

تڑپ کر رات کاٹی ہی کہ افسوس ظالم / نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا

وہ تھا محروم راحت میں جو مقبول بتاں تھا / کہ ایذا ڈھونڈھتی کو جو کوئی آیا یہیں آیا

نہ آیا کوئی کچھ ساہی زبان شاید زبانی میں / کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا یہیں آیا

وہاں تم گھر میں بیٹھے ہو نہیں توبہ کی محبت سے — نہیں عصمت کا دھیان آیا ہمیں پیچھے یاد دین آیا

ملا اعلی سی اعلی پست پستی سے ہوا باہم — فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا

نڈالی آنکھ بھی اسقدر تیرا تصور تھا — فرشتہ موت کا سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شک ہوا و صید افگن تیر جی اسکا — کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستوں کا — بہار اپنی دکھانی کونسا خلوت نشین آیا

نہیں تن جا ہی آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل — ہوا اک روز راہی اسکا نہیں جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہاں سے جانی والونکو — وہی کچھ لیگیا دولت جسی کچھ پاس دین آیا

ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا — ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نرکھی اور کا کیا حال بتلاتا — ہدف ہوکر گیا اوس کوچی مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سی پیمانے — اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل مبتلا ہے — سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہیں آیا

پھر آئی فصل گل اٹھکھیلیاں کرتی ہیں دیوانے — ترقی پر ترا سودا ہی زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن میں ہم نہیں کہتی — گیا محروم ہو کر جب کوئی یہاں نکتہ چین آیا

٤٤	نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح میں کہئے کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت میں نہیں آیا	٢١

غرض کیا ہی بہر ساقی جو وہ بیکش نہیں آیا — پھپھولے ڈالنے کو دلمیں آب آتشین آیا

فغان بی صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ — اوٹھے دل سے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے — جسے بالای زین دیکھا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل — کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پھر نہیں آیا

ابھی سے فکر انجام میں آغاز عشق کے — کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت میں دیکھا آج تجکو یار دیرینہ — کہاں تھا کس طرف سے ای دل اندوہگین آیا

ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
مگر کاشانۂ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ رغبت ہے تری صید افگنی کی طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی ہین کر پوستین آیا

اثر جذب محبت نی بڑی مدت مین دکہلایا
کہ جاتا تہا کہین وہ اور گہبرا کر یہین آیا

زمان فتح دل ہرگز نپایا اوسکی سینی مین
ہدف تیر نظر کا ہو کی جو آہوی چین آیا

ہمین تک وہ پری دیوانگی کی یادگار ہے
ہماری بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو ہی پسند آتا ہی جہک جانا
خم شمشیر قاتل دیکہ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر ہو تو عالم ہے
تمنا مین تری ہی دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بہر ہی نہ ہم اپنی بیکسی کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجھ لینگے قیامت کو نظر سے ہو سکی حسرت ہے
لگا یا جام ہی منہ سے ہی قاتل مین مہ جبین آیا

دعا مستونکی بر آئی اوڈیلی تو نہی مے ساقی
غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی پیدا ہے وہ سینے
کہ پہر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کہی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نی
گریبان کونسا دن تہا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت تہی کہ جسپر آنکہ ڈالی روح گہبرائی
اجل مشتاق ہی قاتل کی آگی سہمگین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائی سی بگڑتی ہے
صفائی پہر کہان جب نام کی نیچی نگین آیا

۷۵ — نسیم ایسی غزل لکہی کہ اسپر سب ہی پیدا
ہوئی شرمندہ حاسد سنکر و نکو اب یقین آیا — ۱۱

مجہکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا بوسے کمر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوۂ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنی وہ روتا تیرا
مجہکو ہنگام سفر یاد آیا

کہینچ لائی کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیوں لگا دی ہی جہڑی برسن کی
کیا تجہے دیدۂ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹھیرا دم بھر ۔ اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر ۔ تھا فراموش مگر یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیرے ۔ بات تک کی نہین گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت ۔ پھر کوئے رشک قمر یاد آیا
ہمسے رخصت طلبی کا باعث ۔ کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

٧٦	بس ہمی پھر نظر آتی ہی نسیم طرۂ زلف دوسر یاد آیا	١٢

پریونکا پس و پیش جو سامان نظر آیا ۔ تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اوسے عاشق دیوانہ تمہارا ۔ جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے ۔ دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند ۔ مہمان دو و روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین در نہ کہین صورت دیوار ۔ گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سی رہا حال پہ برسون ۔ جب آنکہ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم ۔ ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری ۔ پہلو مین پریشان کی پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہی طرۂ گیسو ۔ جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکہ سی خون دل مجروح ۔ ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد ۔ کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

٧٧	افسوس نسیم جگر افگار محبت پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا	٧

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا ۔ خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ای یار جدہر آنکھ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پر آب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجھا ہین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا

قاتل ادب فرج سکھایا کیا ہر روز
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

سرمی کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا
اک ناوک پران پس آہو نظر آیا

۶۸	و له	۷

گلی مین محبت کی اونکا ہی کچھ قصہ نکل آیا
ہوی تھی صلح کس مشکل سی پھر جھگڑا نکل آیا

مین اپنی شوخی کی صدقی کہ دیکھا آج تو او
پھرا غصے مین گہر سی شوخ بی پروا نکل آیا

ندامت جو ہوی ین گالیان افسانہ گو نکچھ
وہ سنتی تھی کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

کسیکا گھر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم
گہر کتا کس لیی ہے بہولا راستا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سی آواز کیا بدلے
وہ اپنی دلمین دشمن کے صدا سمجھا نکل آیا

جو سچ پوچھو تو صدقی مین تمہارے ملک عاشق کے
کنول پھولے دلون کی رنگ غنچہ کا نکل آیا

۶۹	تسلیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اس طرف لایا گلی میں دل کی رونق حوصلہ دل کا نکل آیا	۱۲

قلق سے دم لیو جو خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا ہی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آتش دیدار ہی سنے
دل عاشق نئی صورت سی بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سی
صحیفہ سو ہم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نی
وہ ملک حسن مین ہم عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد دانانہ اترا و
وہ کافر ہی جسی شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کے
کہ ہر داناں فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لعنت دنیا سے
اوجھ کر رہ گیا جو وادی پر خار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبی کو
نکل کر اس دوراہی سے یہین کوی یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت
خبر پہنچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارونکا
خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بدمشرب
بنی گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گڑے جاتی ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

۸۰ **وله** ۱۵

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا ÷
گریبان کفن تک چاک پایا

ملا کیا اور رونے سے مگر اشک
حجاب دیدۂ نمناک پایا

مزا بخشا تری صید افگنی نے
کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا

کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا

دم خلقت جو ہستے پر نظر کے
بشر کو ایک مشت خاک پایا

لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر ÷
نہایت آپ کو چالاک پایا

زمانے مین زبان یار تھا مین
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا

کہان خونریز عالم اور ایسا
غنیمت تجھکو او سفاک پایا

نہ تھا کچھ زلف برہم ایسجون مین
جھجیون ہر تار دامن چاک پایا

دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے
کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا

دم مستی نہالان چمن کو
بہت تاکا تو نخل تاک پایا

ٹھہرا سے حسرت دل اور تجھکو
انیس خاطر غمناک پایا

اثر زا تھا وہ حال وحشت دل
قلم کے بھی جگر کو چاک پایا

وہ گرمی تھی تب سوز نہان کی
ہما نے استخوان کو خاک پایا

۱۴	محبت کین نسیم دہلوی کو غلام سرور لولاک پایا	۸۱

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بی خلل پایا — تصور حبیب ہو اصادق تجھی زیر بغل پایا
مقام ناز کیا ہی سینہ عاشق مین آنی تیر — جناب عشق نی لوٹا ہوا دل کا محل پایا
فراغت کب میسر آہی روحونکی کشاکش سے — نہین خالی مشقت سی کبھی مستاصل پایا
نہ غم ہی ہلکی رنج اوٹھانیکا نہ کھٹکا ہی جگانیکا — نہایت بی تردد آنکہ نی خواب اجل پایا
وطفلی سی جاہئین سیکڑون قربان ہوتے ہین — تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
نہین ہوتے وہ سیدھے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی — ہمیشہ طرہ ہائی زلف مین پیشانی نی بل پایا
اسیکے مہربانی سی یہ تکلیفین اوٹھاتی ہین — دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا
پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا — ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاق اجل پایا
حقیقت مین پسند طبع صانع بی لباس تہی — کہ جانے تن کو تن نی جان عریان ازل پایا
سفر صحبت ناجنس سی توقیر گھٹتی ہے — ملے جب نقرۂ مس رتبہ سیم دغل پایا
خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی — فنا ہوکر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا
نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے — کسیکو آج حاصل ہی سینے رہ کی کل پایا
الٰہی روز سو جائی یہ ہین فتنۂ عالم — مزا جو سونیکا ہمنے آج کی رد و بدل پایا

۱۶	نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو زمین شعر مین حسن روش سے ہمنی گل پایا	۸۲

جہان مین تنقص پیر سے فر ظالم نی کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتی ہین از خود غیب سے پیدا — کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا — کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نی — مرے آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دن کی تسلسل مین
کہ شکل عاشق و معشوق دونو نکو بہم پایا

کہلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے
کہ اوسے بالا ہی دیکہا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر پہ لینی کو جسے تیر ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکہتا ہی
ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دودم پایا

ہزاروں نیتین کین پر خلاف اوسکی نہین دیکہا
تمہاری ہٹ کو بہی یکسان جان ہمنی قسم پایا

جہان سینی مین دل ہی آرزو بہی ساتھ ہی اوسکے
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونو کو بہم پایا

جہکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجون کو
سدا اپنی سرونکو پابوس رستم پایا

نکل جائین گے دلمین جو صلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مری مضمون کی میدان قلم پایا

تصور میرا جیسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جیب عینی اسی دیکہا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بہی ہمنی سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام علم پایا

۶	نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلوی صنم پایا	۸۳

مقام شکر ہی جلا دسے گر زخم تن پایا
نہ دفن ہی ہستی کے لیے ہمنی دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچہ اس دل افسردہ کی باعث
نہ راحت و غربت مین دیکہی لطف فرا چمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہی
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی
نہ کچہ لطف سفر دیکہا نہ راحت اے وطن پایا

ہوئی بخشش سے قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

۷	نسیم اب تک وہی خم دم مین پیری مین جوانی کا کسی نے بہی نہ ہمنی تمہارا بانکپن پایا	۸۴

افتادگی سے اور ہی عالم دکہا دیا
نقش قدم سمجہ کے ہر اک نے مٹا دیا

پردرد اسقدر تھی مری داستان غم — دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا
احسان بڑا یہ تو نے کیا ہم پہ اے صبا — اک مشت خاک تھی سو اسے بھی اڑا دیا
سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا
ہین عندلیب نالہ کی زورون پہ چہچہے — داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھایا

۸۵	گم گشتگی نصیب کے دیکھو تو اے نسیم قاتل نے یاد کر کے مجھے پھر بھلا دیا	۱۰

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا — خوب کیا آپ نے اچھا کیا
آج سیا آنکھ کی کچہ اور ہے — چاہنے والا کوئی پیدا کیا
ہای رے پیمان شکنی کی مزے — جب مین گیا وعدہ فردا کیا
کچھ تو کہنے انہین سمجھا دیا — ہم جو گئے آج تو پردا کیا
کو کہ نہ تھا میری طرف مست مگر — تم بھی نگاہون سے وہ دیکھا کیا
آہ کے تقصیر نہین ہے مگر — بے اثری نے مجھے رسوا کیا
کہہ کے آتی ہین تمہین ہوشیار — یہ نہ کیا ہمنے تو پھر کیا کیا
سوت کے صدقی کہ یہ کہتی تھی وہ — آج نہ اوسنے کوئی پھیرا کیا
آپکی احسان کی تعریف ہے — مینے اگر شکوۂ اعدا کیا
نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا
قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین — کیا کہون کیا آپ کو سمجھا کیا
مینے تو ایجان جہان جان دی — تمنے ادا حق وفا کیا کیا
پھر وہ نہائے عرق شرم مین — کسنے مری عشق کا چرچا کیا
ہین دل صد چاک کا کہتا تھا حال — شانہ عبث زلف سے اولجھا کیا

٨٦	اوسکی نظر مین ہو اوسکا نسیم مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا	١٧

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا — نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون — نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری — اجی آفت زدونکا پوچھنا کیا
نہ مجھکو مبارک باد بے سود — بُری تقدیر والونکا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی — بھلا مینے قصور ایسا کیا کیا
کبھی اوس کوچے مین ٹھیریگی مری خاک — نہ ہوگا کوئی احسان ہوا کیا
امید اوس سے غلط سمجھا یہ دل — ستمگر سے تمنائے وفا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اونکو یہ مشکل — نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو — ارادے ہین ابکی خاطر مین کہا کیا
یہ کبتک پارسائی عاشقو نسے — محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا
جگر پانی ہے صدمو نسے لہو دل — مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم — کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے — وہ مین کیا اور میرے التجا کیا
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی — رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کہان ہی درد دل مین جو کبھی — مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی — تعجب ہی یہ مجھکو ہو گیا کیا

٨٧	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا	٩

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا — مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتی تھے کہین راضی ہوا — منہ دکھائے گی مجھے فریاد کیا
راحتین ہونگی نصیب دشمنان — مجھپر احسان مبارک یاد کیا
کس ستم سے تیرے پھیرا ہمنے منہ — کہہ رہا ہے اوستم ایجاد کیا
قتل بھی کرتا نہین اتنا تو کہہ — آرزو ہے تجکو او جلاد کیا
چاہتے تھے جنکو اونکی لو خبر — پھر رہے ہو اپنی گھر مین شاد کیا
ہاے وہ حسرت جو میری ملین بھی — اوسکی پرسش اوستم ایجاد کیا
یہ وہ لذت ہے کہ جو آئے نہ یاد — بھول جائینگے تری بیداد کیا

٨٨	لکھہ بطرز خود غزل کہی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	٧

وہ نہین تمکو نہو گے یاد کیا — ایسے ملنے کی مبارک باد کیا
کچھ اثر مجھ مین نہ میری شور مین — ہاے مین کیا اور مری فریاد کیا
بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف — تم بھلا مجکو کروگے شاد کیا
مین ابھی راضی نہین ہان اور بھی — کچھ نئی کہاتین نہین ہین یاد کیا
دل دھڑکتا ہی تامل سے تری — سوچتا ہی جی مین او جلاد کیا
چاٹتا تھا تیغ خون آلود کو — تھا حریص لذت بیداد کیا

٨٩	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہو گئے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	١٩

ای مرگ دیکھتی ہی انہین بار بار کیا — سینے کے زخم بھی ہین شگاف غزار کیا
بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار کیا — ای جان امید وعدہ بی اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نکر سکا — لپٹے ہوے ہین ہم اس لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوی ہین جھپکتی نہین پلک — تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بھری ہو تم ہے ناصح نافہم کیطرح
مانے نہ مانے مرگ سہی کیونکر کرون سوال
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پر اعتماد
تلوے کہا ہی کی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش میں خراش
معشوق آبلہ ہی کوی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسیکا دو چار کا نہین
ہین طعل مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتی نہین آغاز سے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتاب ہو سنکے نازا و ٹہائی ہین رات بھر
تہا جوش شعق جلوہ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار ہی یہ بہولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کی آنکھین نکال لین
دیکھین گی شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوے چارہ رلبو نمین نہان نہین
پوشید گی ہو میری بہلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہی نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دور آسمان ہی مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۱۷	بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون نسیم دیکھین جہانکا گلشن ناپائدار کیا	۹۰

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
مجنون کی سرگذشت نہایت ہی پر سند
ادمرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
اید وست نے اثر تہا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنا ی قدم گل خرام کی
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شور مین تری حسن ملیح کی
اید وست یہ رہی گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجھا ہی کوی دوست انہین وفا کیا

یہ بے کہے کھاتا ہی پالا کیونکے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بی ثبات
کھینچے گا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی بھی ہوس ہی محبت ہی خال کی
لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہہ سائی عاشق نہین تجھے
خالی پڑا رہیگا یونہی آستانہ کیا

مقتل مین ہی اجازت جار و بعد قتل
قاتل مگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی ہین جہاں
نظارہ سوی سینہ صد چاک شانہ کیا

رو یا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا ادھر کو تونے پڑا تیر نا ادھر
استادہ رخ بدل کے اڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل رخصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلی ہو گا ہی خود روانہ کیا

۹۱	کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے لکھی تسیم نے غزل عاشقانہ کیا	۱۵

وہ نمانینگے احبا انکو سمجھائینگے کیا
پہلی ہی قسمت کے ٹھہری ہی پھر اٹھینگے کیا

وای قسمت کہ رہی ہین وہ رستے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لے تاثیر انکی ہی فراق یار مین
نالی خود شرمندہ ہین تک مری آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کہ پا آرام ہی سونین حریص
ہاتھ تو کچھ پا نہین ہی پانو پھیلائینگے کیا

انکی ہر جیسی کہ نہ تا ہون جنکو ہو لحاظ
منہ تو کھلاتی نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رونے سی بیحال
اور سیر طرح سی عاشق نہ ہو جائینگے کیا

کب تعجب ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
ہمسے مانا جان ہی کھو لی تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے ہین سے گو داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تربت میرے بونین گل مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتی ہین بہت سی امید مرگ مین — کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دہمکائینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہانسے پائینگے — حور و غلمان و پری مجکو بہلا بہائینگے کیا
رہ گئی ہین ٹوٹ کر شانی مین گیسو کی جو بال — الجھے مردہ ہین یہی دوست الجھائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دل مین آیا شاید آج — کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کہائینگے کیا
کسطرح بہلائین گے مجکو یقین آتا نہیں — حور و غلمان بہی تمہاری شکل بن جائینگے کیا
گہورتا ہی یہ او نہین وہ میل کرتا ہی ادہر — دیدۂ و دل میری مجکو یا مین سنبہالینگے کیا

۹۲	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین اے نسیم عاشقوں کو دید سے بہی اپنی ترسائینگے کیا	۹

اضطراب دل مرا آخر فزا دکہلا گیا — اپنی بیتابی کی ہین صلتی اوسی رحم آگیا
ہای قسمت بختو نسے میری راضی تہی مگر — کچھ لحاظ پاک دامانی اونہین سمجھا گیا
دیکہا خنجر بکف مجکو امید مرگ مین — ہنسکے فرمانے لگے مرنا تجھی بہی آگیا
کیا کہون دیکھی کی دی کس کس نے بہوس شوق مین — تیری صورت بن کی جو آیا تجھی ترسا گیا
دیکی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا — ذی مروت تہا نہایت درد الفت آگیا
کی صبا نے کونی گستاخی متر زلف تو ان — سامنے آنکھونکے اک دو جگر سا چھا گیا
تو نے اتنا بہی نپوچھا کی سبب یار تیری ان — مد تو نتک ابر گریہ روز منہ پر سا گیا
ایک بوسہ بہی نہین اچھی طرح لینے دیا — بوسے جہنجلا کر اجی بس مر گھبرا گیا

۹۳	دیکہیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی لقمی مین غم سارا کلیجا کہا گیا	۷

خندہ کیون لب پر تری او مجھ سیدا آگیا — کیا تجھی کوئی ستم بہولا ہوا یاد آگیا
شوخی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے — سو ہی گل دیکھا نہ تہا ہمنے کہ صیاد آگیا
وصل کی شب تا سحر ہو ہی تبسم کی لیے — ہجر مین منہ چومنی کو جوش فریاد آگیا

دی صبا رکبا د آزادی اسیرونکو جل
پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا

رک گیا ساقی کا جی رندونکے پھری ہین اوس
دیکھ تو محفل مین تیری کون ناشاد آگیا

ہای بھیجا ہی رقیبونکو عیادت کی لیی
ہمکو تیری رحم مین بھی لطف بیداد آگیا

۹۴ — ۱۴

دید کی قابل ہی اوسکی ناامیدی اے نسیم
ہاے وہ طایر جو زیر دام صیاد آگیا

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا
پرورش پا پا گیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کھینچ لائی متصل
دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا

اشک خون آلودہ سی ہی پیرہن بلبل فزا
اور ہی رنگینیونپر آب تو دامن آگیا

کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکھو اوشہسوار
اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹا دی آج دونوں کی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا

شورش ہر خیز محشر نے جگا یا تھا مگر
سیری آنکھونکو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق
دوست کے بدلی مری پہلو مین دشمن آگیا

توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے
بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا

دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائی شوق نے
گرد تومین خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ داماں گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوی گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کی ہاتھ مین
بوسہ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

ای فلک شاید گمان خندہ آسیری ہوا
جو لب ہر زخم زیر نیش سوزن آگیا

۹۵ — ۱۰

آج راحت پا کے احسان اجل سی اے نسیم
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا
اف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ ترین کی کہان
دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اوتر گیا

اللہ رے سیاہی شام شب فراق
مجھسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا ہی پاس رضا آ گیا مجھے
منکر ہوی وہ قتل سے مین بھی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین
ای میرے لاڈلی میری پیارے کدہر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا
تا جیب طول چاک قبا ہی سحر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ ادائے یار
کوہی ذبیح کوہی طپان کوہی مر گیا

اب دست احتیاج اوٹھانی سے ہی فایدہ
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کہو دیا
افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۹۶	سمجھا نداق شعر ہمارا وہی نسیم طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا	۱۵

کس منہ سے کہتی ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
کچھ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری
پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جا ہی خون دہان جراحت مین پیپ کے
کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر شرارت مین
پیدا ہی ہوتی آنکھ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آج کل
ارمان تک ہی دل سے ہماری نکل گیا

پہونچی سنائی یار نے آ کے ہلال عید
ملنے کو بھاگ کی مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
اچھا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبہل گیا

بوسے سے غیر کی لب شیرین ہوی ہین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
کس روز تیرے طرۂ گیسو سی بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جوانی سے بل گیا

پھر کہدیا کچہ اوس بت وعدہ خلاف نے — پھر کچہ دنون مریض محبت سنبہل گیا
تہا خوف اسقدر چمن روزگار سے — جب کوئی گل ہنسا تو مرا جی دہل گیا
صیاد ساتہ ہی چمن کائنات مین + — قسمت تو کیا کرین گے اگر دل بہل گیا

۹۷	مدت کے بعد ربط سخن پہر بڑہا نسیم مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا	۱۱

ٹہیرے اوکہڑ کے سانس کا وقت ٹل گیا — منت کچہ اور مان کہ مین پہر سنبہل گیا
شانے کی راستی یہ بہی کیا مٹا ہی گی — ہم بندگی کرینگے جو زلفو نسے بل گیا
دوڑو خدا کیواسطے دیکہو تو کیا ہوا — کہتا ہی کوئی ہای کلیجا نکل گیا
کیون لای دوست اوسکو عیادت کیواسطے — دیکہا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر لگائیگا پہاہی کہان کہان — اے چارہ گر تمام کلیجا ہی پہل گیا
جہوٹے تسلیون کی توقع گذر گیی — جلدی آ ترے مریض کا منکا ہی ڈہل گیا
افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین — اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہی بلا سی جو ویسا نہین سے ہل — زاہد بشکل شیشہ سے کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے — لو وہ بہی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکہا جو اوسکو آنکہ جہپکی کچہ نکہہ سکا — واعظ کا بہی قدم نہ تہما لو پہسل گیا

۹۸	سامان سفر کی ساتہ ہین ہر وقت اپنے نسیم کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا	۱۴

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا — تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے — اک ایک استخوان مری تن سی نکل گیا
کیا تنگ گور کین دل بیتاب ہی رہے — تڑپا مین جب مزار کہن سی نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان — ایسا بڑہا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتہ ابھی تک بندہی تہے
شعلہ بھڑک کے تارِ رسن سے نکل گیا

بخشی درازدستیِ وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جاہِ حسن سبزۂ نوخیز سے ہے نمود
آبِ حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دلہن سے نکل گیا

مضمونِ آبدار نے جنبش لبونکو دی
گوہر سخن کا درجِ دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثل خیال تہا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر سیری تہی قد کے روبرو
بل راستی کا سروِ چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوی یار نے
سودا دماغ مشکِ ختن سے نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سے
مدت کی بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منہ چھپا کے اپنی وطن سے نکل گیا

۹۹	مانع ہوئی نہ کچہ سپر آسمان نسیم ہر تیرِ آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۱۳

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترکِ صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربتِ پروانہ جب کہین
ہر اشکِ شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہان وہ گواہ ہون
رد کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے فراغ دلی ملے
مردونکا کام صحبت زن سے نکل گیا

زلفین ہٹا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

ایدل ہزار حیف جو قاتل سے پا سکے
وہ سور پھر نہین ہی جو ہرن سے نکل گیا

دامن تک اشک آکی تھا ٹپکے آنکہ مین
پھرتا نہین گہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نی	گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک	توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا
افسون و فریب سے ہم آشنا نہ تہی	آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

۱۰۰	کس ہوم کی پڑہی ہی غزل اپنے نسیم تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا	۱۱

د سے لگے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا	کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا
تمنے فرصت پائی گہر بیٹہے طبیب	مر گیا بیمار اچھا ہو گیا
کر چکا تہا کام افسون رقیب	آج ہمسے اونسے پرچہا ہو گیا
اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی	مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا
ہای بیتابی نے میرے کیا کیا	حال سب اونپر ہویدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آ گئے	پہر وہی اب حال میرا ہو گیا
شکر ہی پیدا کیا خالق نے جسم	روح کا کچپر دنکو پردا ہو گیا
کہل گئے زخمونکے مُنہ اچہا ہوا	درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا
تو ہی چل ای روح جوش شوق ہی	خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا
وقت بد کچہ پوچہ کر آتا نہین	ہنستے ہنستے اونسے جہگڑا ہو گیا

۱۰۱	حال کہون ابتر ہی اسد رجب نسیم سچ کہو دل کسپہ شیدا ہو گیا	۱۰

مجکو سمجہاتا تہا یا تو آپ شیدا ہو گیا	مین تو دیوانہ تہا ای ناصح تجہی کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تہے	میری لاشی پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تہا نہ دیکہو آئنہ اچہا نہین	صدقے جاؤن حال میرا سا تمہارا ہو گیا
ابتدا افسانے کی میری ہر طرف اک دہوم ہی	مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اوٹھا آج شیدا آپکا
جان دینا اس مرض والی کو اچھا ہوگیا

دشمنی کی تجسے میرے از دیادِ شوق نی
اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پردا ہوگیا

سوگئی اونکی فریب عدہ سی شب کٹ گئی
ہائی اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہوگیا

کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تہا
کیون جی تم بہی مجکو کہتی ہو کہ سودا ہوگیا

یہ فکا یہ عقل لیسے ہوش سب جاتی رہی
مجکو حیرت ہی خدا جانی مجہے کیا ہوگیا

١٠٢ — ١٢

پہر وہی دہومین پڑین وحشت کے میری ای نسیم
پہر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہوگیا

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہوگیا
تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہوگیا

شام مرقد چاندنی تہی تیری رخ کی ہیا سے
چاند میرا سامنے آیا اوجالا ہوگیا

وہ بہی تہا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان
گوشت باقی تہا سو مرقد کا نوالا ہوگیا

حلقۂ سرخ زلف تہی تہا نو سرخ کا گر زلف
ہالۂ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہوگیا

اوس گل کو زندگی تہی زہر ہو دی کو ہے
سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چہالا ہوگیا

ساغرِ امید بن جاتی ہی انسان کی دعا
ہاتہ جب سوی فلک اوٹہا پیالا ہوگیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہی شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہوگیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری کلفی
موتیون کا گردن افعی مین مالا ہوگیا

مرگئے تیغ نگاہ یار سے جہگڑا مٹا
چین برسون کا ہوا دم بہر کسالا ہوگیا

انتظار سنگدل مین سنگ بہی آنکہ سے
تا بدامن اشک آتی آتی نالا ہوگیا

پہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجہے
زخم خشکی پر نہ آیا تہا کہ آلا ہوگیا

١٠٣ — ١١

ناسخ مغفور تہا اوستاد کہتا ای نسیم
لکہنئو والون مین وہ سب سے نرالا ہوگیا

جان بلب ہون جیسی وہ بیرحم بدظن ہوگیا
حال میرا اب مبارک بادِ دشمن ہوگیا

کچہ عجب تاثیر تہی اوس بت کی نظارے مین جو
مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہوگیا

صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تہا
چہد گیا پہلو کبہی چہلنی کبہی غربال ہوگیا

بے ہوا اوڑتا ہون جبتک بیان کرتا ہون دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

مین بہی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہوگیا

ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تہا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجہسے برآئی جو مجہکو اوس سے تہی
او عدو کے دوست تو بہی اب تو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑہ کے ٹہیرا جب یہ سمجہا مین کہ وہ آتی ہے موج
بارہا میرا تصور مجہکو رہزن ہوگیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تہی کہ ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہوگیا

٩	سر اوٹہانے کی کہان طاقت کسی بسمل مین ہم آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا	١٠٤

لو فراغت ہوگئی کیسا سبکجان ہوگیا
چاک دامن ہوگیا ٹکڑی گریبان ہوگیا

عشق مین زلف و رخ دلدار کی تمثال کی
کوئی ہندو ہوگیا کوئی مسلمان ہوگیا

گہٹتے گہٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن
ذرۂ افتادہ ریگ بیابان ہوگیا

آنکہین کہلاتی ہین مشعل پاسبان منکر نکیر
گنج مدفن بہی مجہی قسمت سے زندان ہوگیا

کی گہر ریزی ہماری آبلون نے پہوٹکے
تہا متاع عمر جو وقف بیابان ہوگیا

حسن جانان نے کیا گرما کے کامل تجلی
داغ میری داغ سے مہر درخشان ہوگیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہای آہ دل
ایک مشت استخوان پر سب کا احسان ہوگیا

ناتوانی نے یہانتک آج کی تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بہی شور پنہان ہوگیا

٩	کچہ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہوگیا	١٠٥

التماس شکر مین دل رہ گیا	سر پہ تیغ احسان قاتل رہ گیا
رحم آیا ناتوانی پر مرے	ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا
تم نے اک بوسہ دیا احسان کیا	بات میری رہ گئی دل رہ گیا
صلح کی اب پھر گلے پر سے گئے	سہل ہو کر کارِ مشکل رہ گیا
تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد	اے اجل دیدارِ قاتل رہ گیا
کاوشِ صیاد نے فرصت نہ دی	دلمین ارمانِ عنادل رہ گیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا	آئینہ ہو کر مقابل رہ گیا
غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے	رہ گیا جو امرِ مشکل رہ گیا

١٠٦	پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم امتحانِ فکر کامل رہ گیا	١٠

ہر رفیقِ بیکسی منزل بمنزل رہ گیا	گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہ گیا
صیدِ لاغر کر دیا تاخیرِ قاتل نے مجھے	ذبح کے لائق نہین مین بھی قابل رہ گیا
اے اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے	آرزو مندِ جفا احسانِ قاتل رہ گیا
وائی قسمت بخلِ قاتل سے نہ بر آئی مراد	تشنۂ آبِ دمِ شمشیر بسمل رہ گیا
جوشِ حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے	آئینہ میری طرح اونکی مقابل رہ گیا
سخت جانی نے مری کیا کیا دکھائی تیغ کج	گر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہ گیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے	آتے آتے کان تک شورِ عنادل رہ گیا
سایہ افگن کاکلِ پیچان ہی رہی رخ صاف پر	ابر مین پوشیدہ ہو کر ماہِ کامل رہ گیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطرابِ روح نے	دلمین پروانے کی سوزِ شمعِ محفل رہ گیا

١٠٧	مر چلا اتنی سی کیا آنکھون پہ پٹی باندھ کر اے نسیم افسوس ہی دیدارِ قاتل رہ گیا	١٤

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان رہگیا
کچھہ مجھی حسرت بڑہی کچھہ اونکو ارمان رہگیا

ناتوانی نے جو دہڑکے ناامیدی کی دبی
سو ہی دامن دیکھکر چاک گریبان رہگیا

موت سی مہلت نہ پائی شوق نی رخصت نہ دی
پانو پہیلا کر تری کوچی مین مہمان رہگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سی
میرے سر پر صورت احسان جانان رہگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشین ملے
ہای خالی پہلوی گور غریبان رہگیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکہہ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبہی
آرزو بنکر مری سینی مین پیکان رہگیا

اسکو بہی معشوق ہونی کی سمائی آرزو
منہ چہپا کر میری دلمین داغ پنہان رہگیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکھکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

خلق کامل کو پشیمانی نے جب برہم کیا
کہلتے کہلتے عقدہ زلف پریشان رہگیا

شعلہ داغ تن عاشق نہ تجہہ سی بجہہ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بہر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہای بے تعبیر یہ خواب پریشان رہگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تہا کہ جو محتاج درمان رہگیا

١٠٨	بعد مردن جسم سی الفت نہین ہوتی نسیم روح چہوٹی قید سی بیکار زندان رہگیا	١٥

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا
دیکھتی ہی دیکھتی خواب پریشان ہوگیا

تہا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

ناز سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنی جیتی جی گور غریبان ہوگیا

حلقہ کم ہوتی اوٹھے نہ میری اشک سے
گو کہ قطرہ تہا مگر دریا کی طوفان ہوگیا

تہا مین طفلی سے بغل پروردہ بی ربطی
صبح مایوسی کبہی شام غریبان ہوگیا

رحم سے جلاد کے چہوٹا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

دل ہم درد فرقت کیونکہ پہر مجہسی حال	اسقدر دلمین رہا میری کہ ارمان ہوگیا
جو یہان تشریف لائی پہر نیائی مخلصی	دل مرا ہر آرزو کی حق مین زندان ہوگیا
عشق مین تنگ دونگی عمر بہر دیکہا کیے	ہای ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا
شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مرے	قصد سہی دو چار دن مہلی بیابان ہوگیا
زیر دستونکو زبردستو نسی کچہ چارا نہین	درد فرقت جبر سہی سینے مین مہمان ہوگیا
ایکسی دو داغ دو سہی چار پہر تو سیکڑون	کہلتے کہلتے پہول سینے پر گلستان ہوگیا
اشکہای خونین مثل گل رہتی ہین ہمین سہ گہڑی	ابتو دامن بہی مرا جیب گلستان ہوگیا
ساغر مئی بنتی ہی دو صد تین بیچ ایانین	زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۰۹	خونکی دہبونسی کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشہ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۹

پابند زیست تہا نہ اسیر مزار تہا	تہا جوش اشتیاق قدمبوس یار تہا
کیا پوچہتے ہو ابتو اسیر قفس ہونمین	دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تہا
کیون جانتا تہا حسن پریشانیان مری	ای روزگار مین ہی مگر زلف یار تہا
دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین	پاس کفن مجہی نہ لحاظ مزار تہا
وہ ہی مٹا خیال سیاہی زلف سہی	کچہ دم کو عکس مہ جو ردای مزار تہا
اس جسم پر ذلیل کیا تونی ای ہوس	دو استخوان کیواسطے شوق مزار تہا
ہیبت ہی بخیہ گرسے مری جان نکل گئی	ہر ہر دہان زخم دہان مزار تہا
کرتے تہے مرگ بازو قاتل پر آفرین	جو زخم تہا بشکل شگاف مزار تہا
پاتے تہی اہل درد خبر سرگذشت کی	مین بعد مرگ خط جبین مزار تہا
ای جوش شوق تونی کیا پہر امیدوار	ورنہ مجہے تہیہ خواب مزار تہا
کہٹکا کیا ہون خاک کو بہی خاک ہی کی آہ	مین سینہ مزار کا اپنے غبار تہا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تہا
سنت بہی کی لگر نہ کسی نے مری سُنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا
بیٹہے وہان آبلہ مین اوسکو لے لیا
میدان مین زبان نکالی جو خار تہا
ای روزگار مجہسی وو رنگی تہی کیا مرو
مین حسرت خزان نہ امیدہ بہار تہا
مثل خیال یار رہین گردشین مجہے
آیا اوسیکے دلمین جو امیدوار تہا
پوچہی نہ مجہسے یار نے کچہ میری گذشت
مین روز بازپرس بہی ننگ شمار تہا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سی یہہ مین
تہے رنج چہند نام فقط روزگار تہا

۱۱۰	آئے لحد مین بالش و مسند سی ای نسیم انجام عیش دہر یہہ کنج مزار تہا	۱۵

نہین شکوہ جدا ہی کو کہہ پارہ مری دل کا
کیا صانع نی وہ ٹکڑہ ہی ازلسی لفظ قاتل کا
بلا کر لطف سی گردن تہہ شمشیر رکہتا ہی
فریب آمیز دیکہا وقت مردن چشم قاتل کا
اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کہو لو
کہا ہمسے کہ ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تہا کہ شرم آئی
کہا دل نی یہ کیا کرتی ہو منہ دیکہا ہی قاتل کا
نہ ٹہرا یا نو ٹہرین دو اجل کی بیقراری تہی
بشکل جذب الفت کہینچ لایا قہر قاتل کا
یہ کیسکی قتل سی بالبید گی ایسی ہوئی حاصل
کہ ٹوٹا آج ٹہرا خود بخود شمشیر قاتل کا
ہجوم شوق کی بیتابیون مین اسقدر رچ سا
کہ دم رک رک گیا زخمونکی منہ مین تیغ قاتل کا
وہ لذت تہی ہان زخم مین میری کہ خون بنکر
ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
اوٹہا تی ہین مگر ہتی نہین جو کچہ گذرتی ہی
وہان زخم مین ہی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
وہ اشک گرم تہی ٹپکی جو وقت قتل آنکہون سے
نہین جاتا ہی چہالا آجتک شمشیر قاتل کا
عجب اسکا نہین گر چشم جوہر کور ہو جائے
ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا
مجہی فریاد کرنی یا نہ کرنی دونو مشکل ہی
ندامت سی حائل لحاظ آتا ہی قاتل کا

اوٹھائی اسقدر گرمی زمان کج گردن کی
کہ چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا

حمایت کرتا ہی کیسی کیلئے خنجر دست نازک مین
الٰہی تو نگہبان ہو جیو بازو ہی قاتل کا

١١١	بدل کر قافیہ لکھو غزل اک نسیم ایسی کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	١٩

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی باہین دل کا
کہ نالہ منہ سی نکلا از مزہ بنکر عنادل کا

بنایا جوش ہمت نی ارادہ دست باذل کا
وہ دولت ہوں کہ منہ تکتا ہر نعیم و امان سائل کا

نہین دیتا ہوں فرصت ایکساعت بیقراری سے
بدلتا ہوں مین کروٹ دردِ ہجران پہلوی بسمل کا

تمنائین بہت کچھ ہین مگر جا پا نہین سکتی
ازلسکہ نیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا

تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچنے مین
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بعد منزل کا

فراق جسم سی اس روح کو تکلیفین گذرتی ہین
بہت یاد آئیگا لیلی تجھی آرام محمل کا

مناسب ہی بشر کو فکر آخر روز اول سی
پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا

مٹا دی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہی
ہوئی شکل اور ہی بی سر ہوا جب لفظ مشکل کا

وہ رہجاتا ہی اونکی پاس ہر دم پلٹتا ہی
زیادہ شوق ہی ہی اتنا گھبرانا مرے دل کا

ہجوم شوق مجنون اسقدر تہا ساتھ لیلی کی
کہ ناقہ سی نہ اوٹھا اک قدم بھی بوجہ محمل کا

تم تکلیف ہرگز پاس الفت نہین سکتا
نہین منظور قالب کو ٹھہرنا روح بسمل کا

بڑہا دی کیسی ایسی کمال ناتوانی نے
کہ نالہ بھی نہین منہ تک پہنچتی آتا عنادل کا

تمنای عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی
پس مردن ہمت آشنا ہی قہر قاتل کا

بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سی
مجھے میری مقدر نے بنایا ہاتھ سائل کا

ہوس کو آدمی کی آدمی پر پیش دیتی ہی
کہ بڑہتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتھ سائل کا

بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہی
کہ گھٹتا جاتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا

رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اوسنی آئینہ
نہ دیکھا منہ کہ تا دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگہ مین نے عجب کر دلسی گذر کر تم تک آیا ہی
مزا تیر نظر سی پوچھ لو تکلیف بسمل کا

۱۱۲ — عنان توسن خاطر نسیم اب کسی جانب ہو
کہ دلمین حوصلہ ہی بندش مضمون مشکل کا — ۱۰

مژدہ صحت سُنا دل جو کہ گیا آزار کا
آگیا گھٹنے پر اب بڑہنا شب بیمار کا

ای دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
لیگیا ساغر مزا سنہ چوم کر دلدار کا

جہانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار
گیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیوار کا

دن مین سو سو بار گھبراتی ہین جذب شوق سے
اتنا میرا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری اتنی یہ نوبت ہو گئی
تہم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
مین نہین رکہتا ہون داغ جُبّہ و دستار کا

اشک میری آنکہ سی ٹپکا جو اوسکی زلف پر
بہتے بہتے ہو گیا چہالا زبان مار کا

اتنے مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پارہ ہی قلب حزان آکی کہائی تو ہی
دیکہ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہی دل دیوانہ کا اب تک نسیم
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

۱۱۳ — ردیف بای موحدہ — ۱۲

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
ہمسے ہی کس لیی تجہی ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا
کبتک رہی گا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی سے اوٹھاتی بڑی مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر
عاشق کیواسطے نہین کچہ انجمن حجاب

بچپن میں ہی لطف جوانی مین سب ہین
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بہی نہین ہوا
اس شرم سی ہی لاش بشر کو کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردہ غیرت ہی اوبری
رکھتا ہی تیری زلف سی بمشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھئے سر سے نور جمال کو
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون
مجھسے بچا ہیے تجھے ای سیم تن حجاب

دیکھ آنکھ اوٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آہی گئے اتحاد مین
کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

114 — اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی تسنیم
رکھتا نہین کسی سے بہار سخن حجاب — 11

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہی ساقی نہین پیونگا کہ شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گل ہی ہی ہین کھلتین
آج کی شب ہو جدا منہ سی نہ شیشی کی شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہی ہین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے سسرور ہو کر اپنی گہر
پی چکے محفل مین تیری او پیی لبریز شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب

پہر سنا ہی مژدہ آمد کسی مہوش کا
ڈہونڈہتا ہی آج پہر دل ساغر لبریز شراب

وعدۂ دیروز کا کچہ پاس کرنا چاہئی
آج دی ساقی ہمین جو سب سے ہو بہتر شراب

اسطرف بہی آج بذل مہربانی چاہئی
ساتہ غیرون کی تو ایجان پی چکی اکثر شراب

بہن گیا ہر لخت دل ٹکڑی جگر کی ہین کباب
گر میان کرتی ہی ہمسی صورت دلبر شراب

115 — ہم بہی بیشک ہین غلامان علی مین ای تسنیم
ساقی کوثر سے لینگے جلکے اک ساغر شراب — 8

کیا دیکہتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
بڑہ کر ہی اس سی عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ ہی کیون منہ چہپا لیا
اب کون لی گیا مرے قاتل کا اضطراب

تھی کس کے آرزو کہ شب سے تا سحر — دیکھا کیے ہیں صاحب محفل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہے کوئی لحظہ بیٹھ کر — تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
ممکن نہیں کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو — لیکن یہاں ہے صاحب محمل کا اضطراب
اسکو قرار ہے اسے پرواز دمبدم — سیماب سے فزون ہے مرے دل کا اضطراب
قاتل کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر — لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

۱۱۶	تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہیں ہے آج مرے دل کا اضطراب	۸

گر ابرو کشیدہ ہیں شمشیر کا جواب — مژگان تیز ہیں ترے تیر کا جواب
فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہاں — دیتا ہے کون عاشق دلگیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئینے کا منہ ہوا سیاہ — لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
آمادہ ہے مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد — آتا ہے اور تیر غضب تیر کا جواب
اے انتظار یار یہ نہیں آنکھ وا رہے — دیتا ہے مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب
کیا خلل بیش و کم کو ہمارے خیال ہیں — لکھنا محال ہے خط تقدیر کا جواب
لاکھوں ستم کیے ہیں جوانان دہر پر — دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

۱۱۷	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہیں ہے آتش دلگیر کا جواب	۲۰

جتنے قصے ہیں مرے شکوۂ بیداد ہیں سب — ذکر کا ہے کو ہیں افسانۂ فریاد ہیں سب
للہ الحمد کہ ہیں رنج فراموش نہیں — جو ستم تمنے کیے ہیں وہ مجھے یاد ہیں سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتی ہیں اسیر — کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہیں سب
خواستگاران قضا ہیں خنجر بیتاب — شائق حسن اجازت تری جلاد ہیں سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم — نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہیں سب

پہوٹ جاتے جو پہپولا تو روان ہوتی اشک
اشک ایجاد جہان آبلہ بنیاد ہین سب

طوق و زنجیر کے خواہان ہین تری دیوانے
روز و شب منتظر خدمت جلاد ہین سب

کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت
حسن جتنے ہین نہ باقی ہین خداداد ہین سب

تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب

اب یہ حالت ہی کہ دشمن بہی عیادتی ہین
دست بر داشتہ میری لیی جلاد ہین سب

ناتوان ہون کہ ہر بال و بال جان ہی
ضعف سی موی بدن خنجر فولاد ہین سب

سخت جان ہون سی تسکین کو بتا دی قاتل
کسقدر گند ہین تری خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سی ایک نرالا ہی مانی چین مین
جلوہ نور الہی یہ پریزاد ہین سب

تیری آنکہونکی جو مضمون لکہی ہین مینی
حرف جتنی نظر آتی ہین مجہی صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی تا ترک
ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب

لیئے اشعار کا آتش نی دیا آپ جواب
معترض ہو کبہی تو قابل ایراد ہین سب

۱۱۸	راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا کی قسم اپنی انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب	۹

طرہ مشکبار ہی جلوہ آبدار شب
نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

مشفق من خطا معاف جہوٹ ہی آپکا گمان
چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب

آکہین جلد ہی دغا دل نہین مانتا مرا
چہرۂ روز پر جہکا گیسوتا بدار شب

حال نہ پوچھ ہمنشین ہی غم دلبر حسین
شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا داوری بخت نارسا
اول شام سی ہوا ہائی ہی اختصار شب

ہی کوی آسمان جناب حسینی کیا یہ انتخاب | حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب
نالۂ آتشین سی ڈر آب کہین نہ ہو جگر | ہوتی ہی شام صبر کر ای دل خواستگار شب
سیتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم | صبح نہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب

۱۱۹

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۵

پونچی ہین تحفہای دل دوستان قریب | آئی ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب
کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا | ہمدرد پاس ہی نہ کوی مہربان قریب
لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر | پونچا ہی تخت دل کا مری کاروان قریب
ہر روز بعد چرخ مین تھکتی ہین بال و پر | اے مرغ روح ڈھونڈ کوی آشیان قریب
اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل | جلدی پہونچ بہشت کا ہی بوستان قریب
فریاد جانگزا سے زمانہ تنگ ہی | بدلینگے کوی اور لباس فغان قریب
ای آہ ہی محل ادب بس ٹھہر یہین | اب آچکا ہی مسکن کروبیان قریب
ایمرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے | آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب
کبتک لئے انتظار کہ فرصت قلیل ہے | رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب
شاید یہان سے کوچۂ جانان ہی متصل | آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب
اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین | ہو پیر میفروش کی جس جا دکان قریب
اے عندلیب رنگ چمن بی ثبات ہی | آخر ہوی بہار اب آئی خزان قریب
جینا ہجوم آہ شرر بار سے محال | تن پھونک دیگی شعلۂ سوز نہان قریب
ایدل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے | دیکھ آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح درد آہ سی جیتا ہی تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ تھا جو سہان قریب

۱۲۰	ردیف یای ہندی	۱۹

تیوری چڑہی ہوی ہی کہ شمشیر نظر ہین آپ
کچہ اور حوصلہ ہی جو آئے ادہر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سے خاک مری بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹہائین منت فصاد ہم نفس
سو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پونہچا یہان یہ حال کہ پیغمبر ہین آپ

آگاہ ہے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہی جمال مین
خورشید ہین کبہی کبہی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یہان اپنی نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بہی نہ کم ہو جوش
اتنا رہی خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیا ہی حسن نے بخشے ہی روشنی
کہلتا یہی ہی نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای عشق ہی پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنی حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین آپ رشک محمد آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

انکہو نہین ہی لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت ہین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار رہا ہے کسے خطاب
اب شک کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل ہی کسطرح ہین ہون
رونق فزای شعلہ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانی سے حجاب نہین کچہ بہی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی شعف گر ہین آپ

واکیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہی خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱	پایا غزل نے طول نہین کم ابہی امنگ کچہ خبر ہی نسیم کہان ہین کدہر ہین آپ	۲

پھر خفا ہونے لگے عاشق ناچار سے آپ
پھر چھپانے لگے منھ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی یہی ہے تقدیر
بات بھی کرتے نہیں ہیں گنہگار سے آپ

اب تو وہ بھی نہیں مدت سے میسر ہمکو
جھانکتے تھے جو کبھی روزن دیوار سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو بلبل
لطف اوٹھاتی تھی ہی بندش اشعار سے آپ

نزع کے وقت بھی آتی نہیں دم بھر کے لیے
ایسے آزردہ ہو اپنے دل افگار سے آپ

گو غرض کوئی نہیں ہے مگر اے جان جہان
متہم ہوجیے گا صحبت اغیار سے آپ

۱۲۲ — ۱۱

پھر پھنسے دام محبت میں مبارک ہو نسیم
آشنا پھر ہوئی اک کافر عیار سے آپ

جانتے ہیں ہمسے شرمائینگے آپ
عمر بھر اسے جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوئی دم تسکین دل ہو جائے گی
میرے پہلو میں اگر آئینگے آپ

جانتا ہوں بندہ پرور عادتیں
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

بس نصیحت حضرت ناصح معاف
رند ہوں کیا مجکو سمجھائینگے آپ

دیکھیے میں بھی کہونگا کچھ ضرور
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ

کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنیں
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرائش گیسو نہیں
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد میں مہمان ہوں
پھر بھلا مجکو کہاں پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

۱۲۳ — ۲۰

خیر ہے بستر اوٹھایا کیوں نسیم
اب یہاں سے کسطرف جائینگے آپ

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
نہ لگا جی کہ تہ تہا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر بے ہم سے ہم
ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ

بڑھ گئی آہ و فغان اور وہانسے آگے
نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نپایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
ڈہونڈہتے ہیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تنہا ہی رہائی سے خطا
ہی دل او نیر بلا دہ مجھے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور
کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا دلچسپ

جا بجا مسکن یاران فنا دست بلا
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اوٹھ کہ ہی دور مے مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینی کی جو ہی عارض تر
اسطرح ہی ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اوس جفا کی ہی تصدق کہ تسلی بخشے
ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہ ہوئی صد افسوس
نہ اوٹھا داغ دردل سے کوئی شعلا دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جا ہی دل سینی مین آئینی نے رکھا اوسکو
بسکہ تھا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ

جا بجا ہین جو گلرنگ کے چھینٹین نا بہ
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجھا
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
ڈالتی آنکھ نپایا کوئے اتنا دلچسپ

۱۲۴	سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ	۱۹

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ
دل کمر رہی ہین پیش نظر کیس بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینہ سوزانسے پھپھولے ہین
اوڑنے لگے ہین جسے فلک تک بلا کے سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اوترے ہین آسمانسے زمین پر ہوا کے سانپ

اچھا نہین ہی طول بلا او ستم شعار
پاؤن تک آ پہنچی تری زلف دوتا کی سانپ

دہوکا ہی حسن گیسوی پیچان یار مین
اے دل بنی ہوئی ہین فریب و دغا کی سانپ

دشوار کیون نہو تری الفت سی جان بر
زورونپہ چڑھ گئی ہین یہ قہر خدا کی سانپ

کافر کہلیگا حال جب اسلام و کفر کا
ہنگام مرگ آئی ڈسنین کی قضا کی سانپ

تریاق کیا کرے کہ یہان ہر چڑہ چکا
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ

زلفونکو کہول بیخبر آگاہ ہو رہین *
سوتے ہوون کو یار دکہادی جگا کی سانپ

جنبش ہی بات بات مین آتی زلف کو
لائی کہانسے آپ یہ منتر پڑہا کی سانپ

دلسے خیال زلف کسیوقت کم نہین
نکلے نہین ابہی مری ماتم سرا کی سانپ

آنیکی میری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب
بہاگا کمال خوف سی گیا دم دبا کی سانپ

شانی کہیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
پالی ہین ہمنی ہاتہ پہ اپنی کہلا کی سانپ

کیا کیا نہونگی منکر عقبے کو حسرتین
دکہلائی جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ

نذر کہوے جو الفت زلف سیاہ سی
کیا کیا بلائین ہمنی اوٹہائین بلا کی سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کردیا
کیسا الگ ہوا ہی مجہی رستا بتا کی سانپ

بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہای زلف
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹہا کی سانپ

زلفین چہوہی گا یار کی منہ تو دیکہیے
سر پہ عدو کی کہیل رہی ہین قضا کی سانپ

انصاف ہی تو جلوہ حسن سیاہ دیکہہ
پیدا کیی نسیم نی کس کس بلا کی سانپ

۱۲۵ — ردیف تای فوقانی

چشم فلکی سے بہی نہان ہین تعمیر ہا رات
گویا مری عریان بدنی کی تہی قبارات

رہ دیکہو یہان مدفن اعدا پہ جو تہا رات
زندونکی مدارات ہے مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلو نکے منہ — کس کس مین مری بی سخنی کے ہین اشارات
گردش نے تھکا یا ہی تو اب ہل نہین سکتے — شاید کہ مری طرح ہوئی آبلہ پا رات
اے ہجر ملا لے شب گیسوئی سیاہی — ہوجا ہی دوتا تا صفت زلف دوتا رات
کانو مین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین — جھنکار سے نالونکی ہوئی زنگلہ پا رات
زنجیر سے جکڑا او سے ہاتھونکی خطونکے — باندہا گیا ای جان ترا دزد حنا رات

٧	ولہ	١٢٦

افزائش تو نہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات
ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کی جوش تھی — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محفوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہی قافلۂ دل تمام رات
کیا پوچھتی ہو عاشق مضطر کی سرگذشت — بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانانسے ایکدم — رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات

١٧	دامن مین آکی اشک ٹپکتی ہین ای نسیم لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	١٢٧

تھا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات — لپٹے رہی ہین دست و گریبان تمام رات
چھائی جو داغہای فروزانسے ہت اگے — شعلے تھی جلوہ گر تہ دامان تمام رات
گھیرے رہی ہین مجھکو خیالات حسن یار — پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات
جھپکی نہین ہی آنکھ اسیران عشق کی — شاہد رہی ہین روزن زندان تمام رات
پیش نظر تیرے عارض گلرنگ کی بہار — دیکھا کیی ہین لطف گلستان تمام رات
آئینہ جمال مین وہ تھین صفائیات — تکتے رہی ہین دیدۂ حیران تمام رات
اللہ رے شوق دید رخ یار ہمکو رہے — مصروف منت سک و زبان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا میں مصحف عارض کی آیتیں
پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات

ہاتھوں میں اپنے میں دل بیتاب کو لیے
پھرتا تھا گرد کوچۂ جانان تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب مرا انصاف کیجیے
انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر میں بلا کے رنج دیے آپنے ہمیں
کیا خوب کی ہے خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنوں سے ایک گھڑی بھی نہیں ملے
زیر قدم رہا ہے بیابان تمام رات

کشتوں کے زخم ہنستے تھے کنج مزار میں
روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات

تھا قید پیرہن میں مرا جسم ناتوان
طوق گلا رہا ہے گریبان تمام رات

گھیرے رہی ہے روے زمیں پشت آسمان
تارے یکے مزار غریبان تمام رات

۱۲۸	آسان نہیں ہے دشت نوردی کچھ اے نسیم دن بھر ہے دھوپ خار مغیلان تمام رات	۱۶

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کے
مر کر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمہارے منہ سے نکو سے سخن درست

گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار سے
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
کرتا ہے چرخ پیر ردائے کہن درست

دست جنوں نے قید تعلق سے دی نجات
پہنچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہیں جوش عشق میں [illegible]
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت میں جان دی
سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو تیرا سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زینتین ؀ — کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست
کس شان گل کے شہرت نظارگی ہے آج — کرتے ہین غنچہ ہای چمن پیرہن درست
زنگ دوئی سے آئینہ دل ہی پاک صاف — رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین — ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ — زخمون کے منہ تو نہین ہوی ہین پہ درست

۱۲۹	بدلو ردیف اور کہ جی بہر گیا نسیم ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست	۱۴

کعبہ نہین ہے زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈ عاشقونکا ہی ہی مکان دوست
افسانہای دوست ہین کٹتی ہین رات دن — رہتی ہی لب پہ آہ پہر داستان دوست
گر خاک ہی ہوا تو ہوا کوی یار کے — بعد فنا ہی چہٹ نسکا آستان دوست
جہگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی ؀ — رکہتے تہے ایکدل سو ہوا میہمان دوست
نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سی نہین جز بیان دوست
بینا ہی تو تو دیدۂ بینا سے دیکہ لے — پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر ادہین — رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست
جان لیکے ہی خوشی نہوئی میری یار کی — راضی نہو سکا دل نامہربان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیونکی ساتہ — رکہتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہی سرفروشیونپہ بہاے جمال یار — ارزان ہی آجکل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہی — ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہی اور رنگ پہ چمن بے خزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کہلے تمام — دیکہا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکہے جو برگ گل تو لبونکا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجہا دہان دوست

٢١	دہوکے دیے نزاکت جانان نے اسی قسم پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست	١٣٠

آشنا بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجہی دیکہا کری دیکہا کرون مین روی دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجہی دکہلا چکا
بے تامل منہ سی نکلا ہای لطف کوی دوست

بدر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دل سے کہینچتا ہون دیکہکر ہر سرو کو
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہے محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکہتا ہون روی دوست

عشق وحشی ہی کہ تہہرے مین بہی کرتا ہی تجر
جا ہی دل سینے مین ہی در نجف کے موی دوست

کچہ نہ کچہ ہر شخص کو اس سی تعلق ہی ضرور
کوی محو روی جانان کوی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جب دم چمن سی بوی دوست

ہی ترا معشوق بہی عاشق کہین اے عندلیب
سونگہ لے پہر اس گل سی آتا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی ہے اس مین کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سی
ہی زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
صید کیا صیاد فگن ہو گئی آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہی بعید از شرط الفت تجشم بازوی دوست

خاکسارونکو نشیب آرزو درکار ہی
عرش سی بہتر سمجہتا ہون زمین کوی دوست

چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تہا ہم پہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ سر بزانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہرتین
کسطرف اُس جا نہین افسانۂ جادوی دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
چلتے چلتے اک نظر پہر دیکہ لین ہم روی دوست

زینت جاوید رکہتا ہی لباس دہتی — پیرہن ہی خاکسار ونکا غبار کوی دوست

۱۳۱	سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ نسیم پہر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست	۹

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سوی دوست — ہم تو بے قابو ہوی دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہی یقین — جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوی دوست

سر پچہڑ کر بہی نچہوڑین عاجزی کی عادتین — چومتی ہین پانون اگر بار ہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مزی عاشق سی پوچہا چاہیے — اے خوشا وہ سینہ جو آئی تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بہی ہی یہی — بدلے جنت کی ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے — آج خالی دوست کے پہلو سی ہی پہلوی دوست

مجکو سمجہاتا ہی کیا پہر تجکو سمجہانا پڑی — تو بہی دیوانہ ہو ناصح دیکہ لی گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا تجہیا — دیکہیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہی دیدہ حیران کی ہر لحظہ نسیم — دیکہتے ہین راتدن آئینہ زانوی دوست

۱۳۲	ردیف تای ہندی	۲۱

ہین یون ہوا عقوبت قاتل سی دل اوچاٹ — ہو جسطرح کوی کسی مشکل سی دل اوچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی — قاتل ہوا تہیہ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت مین مجکو آتش بے دود ہی چمن — ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سی دل اوچاٹ

کیونکر کٹین گے بعد عدم کی مشقتین — ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنی ہو آئینہ حسن او پری — کیونکر ہو کوی تیری مقابل سی دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہونکی لطف مین — افسردہ مین مزاج ہوا دل سی دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین — قاتل ذرا نہوا ابہی بسمل سی دل اوچاٹ

تسبیح پارہ ہای جگر چاہیی آہین — عاشق نہ کیون ہو دورانا مل سی دل اوچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع — جاتے ہیں ہو کے تیری محفل سے دل اچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر — کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سے جز غم ہے فائدہ — ہو کیوں نہ ایسے کشت کی حاصل سے دل اچاٹ

جاؤں کہاں کہ ضعف سے اتنا یہ حال ہے — رہتا ہے ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ

نفرت ہے اسقدر مجھے گھر کے نشان سے — ہوتا ہے خانہ ہای سلاسل سے دل اچاٹ

کیا تیری روی صاف سے نسبت اوسے ہو وے — ہے داغ سینہ مہ کامل سے دل اچاٹ

نازک دماغ ہوں نہ مزار پر چڑھاؤ گل — ہونے لگا ہجوم عنادل سے دل اچاٹ

ہر بات میں ہیں بے ادبی کے ہزار ڈھنگ — ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ

کسکو دماغ ہے جو سنے شکوہ ہاے گل — کیونکر نہ ہو حدیث عنادل سے دل اچاٹ

مشتاق مرگ ہوں مجھے ہر سے بال و پش — پھرتا ہو نہیں تغافل قاتل سے دل اچاٹ

پروانہ وار اوسکو کہیں دل جلائیں گے — اے شمع رو ہوا تری محفل سے دل اچاٹ

خدمت گذار یوں نہیں کسی کو نسبی ہوی — کسواسطے ہو عاشق بیدل سے دل اچاٹ

ہے حسب حال مصرع اشرف نسیم کی — اے شمع رو ہوا تری محفل سے دل اچاٹ

۱۳۳	ردیف ثای مثلثہ	۱۳

گلرخونکی ہے ہوس اے دل ناشاد عبث — ہے ہوا ہے چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم نہ ہو نگے یہ ہوس ہے بیجا — نالہ بیفائدہ ہے شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہوں تصور سے گرانی ہے مجھے — تجھپہ بیجا ہے ستم اے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہیں دیتی کبھی فرصت مرگ — سر کو رکھتے ہیں تہ خنجر بیداد عبث

زور بازو ہی جنوں نسے کہ سمجھا مشکل — فکر ہیں طوق و سلاسل کی ہیں جلاد عبث

دوستی کرتے ہیں اوس سے جو محبت کہی — اوس ستمپیشہ کی بیدل ہے تجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا — حال سنکر مرا کہتا ہے جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
ہندمتین کہین تری ہمنے ستم ایجاد عبث

کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سر پیٹے تیرے
دیکھ ایدل ہوس یار پری زاد عبث

توتیا چشم فلک کا ہوین جو ہونگا عزیز
اے صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث

قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب
تہی سپیرِ کوہ کنی محنت فرہاد عبث

تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤن گا
زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴	خوبرویونسے تمنا ہی وفا جیف نسیم دل لگایا ہی تواب شکوہ بیداد عبث	۷

مہربانی ہی دم مرگ یہ اے یار عبث
دیکھنے آئی ہو تم صورت بیمار عبث

کم ہتے ہی داغ جگر سیر ہوا افسوس کہ ہم
دیکھنے آئی ہین کیفیت گلزار عبث

آپکی نخل طبیعت سی اب امید نہین
لوٹنی آئی ہین ہم دولت دیدار عبث

کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہمسے بل کرنے لگا کیچہ جنید اد عبث

غیر ممکن ہی کہ ممسک سی میسر ہو فیض
دہن زخم نی چوسے لب فار عبث

مین ہون افسردہ ہنسی آئی گی کیونکر لب پہ
گدگداتی ہین کف پاکو مرے خار عبث

۱۳۶	ہان اوسے جو کہتا ہی وہ عیار نسیم ہوئے نہ آزردہ کہین کرتی ہو تکرار عبث	۸

بال آئینہ مین آیا خودنمائی ہی عبث
خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث

پر تصور وہ نہین تمکو اچھوتا چھوڑ دی
بندہ پرور اجتناب پارسائی ہی عبث

عاشق جانباز سے کیا بانک پن کی گفتگو
رست بازو نسے مری جان کج ادائی ہی عبث

فصل گل مین کردیا بی بال دیر صیاد نے
ایدل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث

کاٹ کر پہلے سے سر کہدیگا قاتل ہاتھ پر
ایدل شوریدہ شوق جبہ سائی ہی عبث

کام کیا نکلے گا ایدل آہ بی تاثیر سے
یہ قدر انداز تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہی دماغ
ای صبا تو بوی گل پہر پس لائی ہی عبث

خاکساروں کے لیے ہی خاک سی نیت نسیم
آسمان پر ان غبارو نکی چڑہائی ہی عبث

۱۳۶	ردیف جیم عربی	۸

کہہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج
گہورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج

دور سے آئی تہی شہرہ سنکے یہ امیدوار
بات بہی تو نی نپوچہی او بت مغرور آج

کچہ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے
زخم کی منہہ سے ٹپکتی ہی مے انگور آج

ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو میں وہ رشک قمر
جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج

حشر کے سامانسے کم سامان فرقت نہیں
آرہی ہی ہر نالو نسے صدای صور آج

ہٹ پر آئی ہیں اگر وہ آئیں تو کچہ غم نکہا
ہم بہی ای دل کبہی کرتی ہیں تا مقدور آج

پوچہتی کیا ہو تپ فرقت کی ہیجان کا بیان
ہاتہ بہی کہتی نہیں بیتاب محرور آج

۱۳۷	برچھیاں کہائیں نظر کی اسقدر پیہم نسیم دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج	۱۳

پیا جام مے چشم بتان آج
ہوے پیرانہ سالی میں جوان آج

گریبان سایۂ دامن کریگا
کہ ہی عشق جنوں کا امتحان آج

قصور ہی نہیں جاتا وہانتک
مخل ہے خوف چشم پاسبان آج

اشاروں نے خبر دی مدعا کی
ہوے باہم کلام بے زبان آج

اوڑے اوراق گل باد خزانسے
ہوئی برہم کتاب بوستان آج

عدم ہی سیر الاشد کا ہشو نسے
کہیں ڈہونڈہے ملا ہی نشان آج

نہیں حال کمر میں اول آخر
کہونگا دو میان کی داستان آج

اثر لینے لگا مجہ سے دعا کے
کہ تہا مطلوب ایک غنچہ دہان آج

صبا سے ہیں سبک باریکی دعوے
مجہسے بل پہی تیرا ناتوان آج

چمن میں یاران ہوا مرحبا چٹکے پھول
چلو پوچھیں مزاج باغبان آج

کھنچے شمشیر ہان خالی نجا سے
یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج

نگاہوں سے جہان ہوتا ہے زخمی
لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج

۱۳۸	نسیم اپنے کلام پاک سے ہی بہار گلشن ہندوستان آج	۱۵

حکم تھا روز گذشتہ لینے ہم آتی ہین آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتی ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہٹ پڑو نہین پاتی ہین آج
سیر بی بوسون کی لب نازک قسم کہاتی ہین آج

رنگ عارض غیر کی بوسون نے پھیکا کر دیا
دیدہ بیدار اونکے منہ سے شرماتی ہین آج

مژدہ اے دل ہاتھ سوی دامن قاتل بڑھا
پاؤن آغوش اجل مین چلکی پھیلاتی ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکھنے آتی ہین آج

منزل مقصود تک جانے کی طاقت ہی نہین
جابجا آنسو مری تھک تھک کے رہ جاتی ہین آج

دم نہین لیتی جو منہ کہولین ہان کیواسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتی ہین آج

آرزومند تعلق ہی مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتی ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین شرمندگی
زخم تن اپنے ہری ہوہو کی مرجھاتی ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے تری کیا کیا ملی
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتی ہین آج

کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اسلیے منہ کہولتی ہین زخم شرماتی ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سی دل اپنا بہلاتی ہین آج

شام فرقت نے سکھائی ہین مجھے کیا کیا خیال
ای فلک ہشیار پھر نالے مری آتی ہین آج

آؤ قبل از قتل کر فیصلہ کرلین بہم
زندہ کر لینا ہمین لو تم پہ مر جاتی ہین آج

۱۳۹	ہین خیالی نامہ و پیغام اوسی ای نسیم متصل ہی ایک قاصد اپنی دوڑاتی ہین آج	۲۰

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج — خوب چکر دے رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنی دیکھ لی ہنگام نزع — ایکدم تو اور بھی پہلو سے ظالم جا نہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجھی — رشک فردوس علا ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہے — امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہو لشب فیصلہ ہاری آج — محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر ہون یا ادہر — گفتگو کرتے ہین خنجر و قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین — شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین — کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کسلیے گہبرا رہی ہو اسطرح — کسطرف جاتی ہو کیون ہی چال بیتابانہ آج

پھر بہار آئی بڑہی جوش جنون کی ولولی — لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کے خم خالی نکر دین تو سہی — دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا — کرتی ہی موج صہبا بہی لغزش مستانہ آج

ہی بجا ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتی ہین قدم — لیچلے دیکھین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی پیمانہ شوق ہی لبریز ہر طرح — آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتھ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہی سبو — کھینچئے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکھتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ تیری — دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سے کیونکر نہ جائی ہوش اپنی بادہ جام — لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا — دست شاخ گل پہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین ہی ساقی مجہی تکلیف جام — ہی بہرا اشکون سی آنکھون کا مری پیمانہ آج

۲۱	جوش مستی پای بن کسلیے نہ ڈالی گا نسیم گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	۱۴۰

جسم میں موجود ہی کیفیت میخانہ آج
روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج
دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان
می خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی پہلی ہی کیفی ہم نگاہ مست کے
لبتک آئی ہی نہین پایا لب پیمانہ آج

بک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین
دیکہ لے تو ہی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پرنور سے
مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر ہی ٹپکتا ہی دہان زخم سے
بن گیا ہون مین شگاف پہلو پیمانہ آج

چہٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ وزنی شوق نے
ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو نمازے کر دیا
جہک گئی خم گر پڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجہتی ہی تو عشق اپنا مقام
دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج

زلف مین ہنگامہ آرایش نہان ہو جائیگا
جسم ہو پیدا اگر ہیگا استخوان شانہ آج

التیام زخم کردے گی یہ آرایش تری
چاک گیسوی صنم ہو ویگا چاک شانہ آج

چہپ گئی پر و بمین خم آتی ہی مجہ مدہوش کے
چین گیسو ہو گی سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین بہی شعلہ رخسار سی
بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور بہی جمال یار کا
دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پر رحمین نہ یا ہمین شہر مشتاق ہین
نازجانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروای چراغ
بیکسی دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلوہ مدفن دکہاتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت جلاد کی قید ہی سے نجات
مژدہ یاد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکہو ایک ہی انداز مین
یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل تیر بالیقل احباب ہی لکہی نسیم
ورنہ یہ سودا کہا اپنی سر مین تہا نہ آج

۵ ۶	ردیف جیم فارسی	۱۴۱

نہیں دیکھی یہ تصویر کے بھی زنجیر کے پیچ / اس بلا کے ہیں تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہوشیار مگر ایدل زار / فہم میں آتی ہیں کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط میں اوصاف لکھی کاکل برہم کی جو آج / ہم سمجھتی ہیں ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہوں تو گلا اونکا زبان پر آئے / روز ہوتی ہیں نئی اوس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سناؤں تجھی کیا خاک نسیم / ہم سے جاتی ہی نہیں اس فلک پیر کے پیچ

۵	ردیف حای حطی	۱۴۲

بھاتی ہی جیسے دلبر عیار کی طرح / بیہوش ہوں میں مردم بیمار کی طرح

کہتے ہیں مجکو دیکھ کے خاموش نہ رہی / کیوں چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح

ای روزن دریچہ جانان قصور کیا / کیوں گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح

اللہ رے درازی گیسوی دلربا / گھٹتے نہیں کبھی شب بیمار کی طرح

۵	کچھ حال اپنا کہ تو ہوا کیا تجھی نسیم کرتا ہی آہیں سلیے بیمار کیطرح	۱۴۳

رکھتی ہے کب اعتبار ایمان روح / جسم میں ہی چار دن مہمان روح

فکر دنیا خواہش عیش بقا / کیا نہیں رکھتے بھلا ارمان روح

سیکڑوں آتی ہیں خاطر میں خیال / روز کرتے ہی نئے سامان روح

جسم کیا شی ہے کہ تا ہنگام مرگ / دوست رکھتی ہے اسے ہر آن روح

۱۵	غم سے دیکھا جو ہمنے ای نسیم تن بہت گھٹتی ہی نہایت شیان روح	۱۴۴

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار میں روح / چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار میں روح

بدل رہا ہی جنازہ سے کروٹیں لاشہ / پس فنا ہی تری یاد جسم زار میں روح

ملال تمکو ہی تم ہو دل مکدر رہیو
غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

کہین اجازت رفتار دے تراکت یا
کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح

فنا ہی عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین
کہ اپنا جسم ہوا ہی تن مزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

دکہا دی جلوۂ آخر کہ وقت ہے آخر
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین ہم تری مستی سے نکلے بیدل
یہان رہی ہی ابہی تک اوسی خمار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
اوسی سرور مین دل ہی اوسی خمار مین روح

تجہے نہین جو پکاری تہی مری آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبہی خاطر سے کم نہو بلبل
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
پہنسے ہوی ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کنار قبر مین ہی رحمت فشار مین روح

۱۵	خوش آئی عادت طفلی بس فنا ہی نسیم کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح	۱۴۵

تن ضعیف ہی کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح
لپٹی ہوی ہی جسم سمجہ کر کفن مین روح

ہے آپ اپنے دیدہ مین معشوق باطنی
محو برہنگی ہے لباس بدن مین روح

قائل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے
کب ہی اسیر دام ہی رکہا ہی تن مین روح

ہر سو نسیم مین نظارۂ باہم کے مشغلے
یان شرح تن کی دیکہیے دیدہ تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار
رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی شکل نکہت گل جوش انتشار
ہی جستجوی دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ
رکہتا ہی شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی گی ایکدن اسی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چھوڑ دیجیو
احباب سی لپٹ سکیگی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تہا
پانی ہوی جو دیکہتی ہی میری تن مین روح

ای شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیے رہی گی حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیجا ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیم تن مین روح

۱۴۶	ردیف خای معجمہ	۱۵

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہید ونکے لہو سے ہی زمین سرخ

دکہایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ پیرہن تہمت فزا ہے
کہی قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگی یہ آتش فزا سج
کہ ہے غصہ سے رد کی یہ جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہی بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب حنا تم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دلکی پوچھتے ہو
سنان تیر کیا دیکہے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہوگا
رہیگا مدتون روے زمین سرخ

مین شیدا تہا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجہی اے نازنین سرخ

ترا بسمل جو جیتا نے پر آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہی جسم رنگین
دہان زخم ہین ای ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہی رنگ یاسمین سرخ

جمار نگ شہادت سے یہ سیاہ
کراونگی اونگلیاں برسوں زمین سرخ

نکالا ہے بغل سے دلکو مین نے
براے نذر لایا ہون نگین سرخ

نسیم ایسے لکہے ہین شعر رنگین
برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷	ردیف دال مہملہ	۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائگان فریاد
یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد

فلک تو کیا ہی لب عرش تک نجائیگی
مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد

شب فراق بڑی لطف سی گذرتی ہی
انیس نالہ و فغان دوست مہربان فریاد

بہت دنونمین ہمین آج نیند آئی ہی
نکر قرار یہ ہر درد کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستی ہین
اسیر سینہ ہی کیا آسی تا دہان فریاد

کمال قاعدہ دان ستم ہی برسو نسے
اوٹہا چکے ہی بہت صحبت بتان فریاد

اثر ہوا ہی وہ درد فراق کا مجہ مین
کرینگے بعد فنا میری استخوان فریاد

بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکہی گی
ابہی نہین ہی تمہاری مزاجدان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکہا
نجائیگی ابہی میری کہان کہان فریاد

کبہی تو جذب محبت اثر دکہائیگا
کبہی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل شب رنگ سی بحال ہوا
مرے دہن سی نکل کر ہوی دہوان فریاد

یہی ہی اے فلک پیر صورت انصاف
سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یہان فریاد

۱۴۸	نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد	۹

سنا ہی کیا تمہین بیمار ناتوان فریاد
کہ دیسے آ نہین سکتی ہی تا زبان فریاد

شب فراق مین تا صبح میری ساتہ رہے
بہت دنونمین ہوی مجہ پہ مہربان فریاد

فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہی سفر
ابہی نجائیگی دیکہو کہان کہان فریاد

صدا نکلتی ہی ہر استخوان سے دلِ شکستہ
مین ایسے کہتا ہے یہ کرتا ہون بے دہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پہ آہین ہین
جفا سے پیر بھی کرتی ہین نوجوان فریاد

لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو منظور ہے
مجھے ہی ڈر نہ رہے گے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈہونڈھا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوئی ہی نشان کہان فریاد

بلند پایہ جو سمائین مزاج عاشق مین
بہت دنون سے ہی سیاح آسمان فریاد

۱۲۹	یقین ہی کہ دکھائی نسیم کچھ تاثیر نجائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد	۱۶

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر دردمند
جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ ہی آجاتی ہین اکثر پوچھنی کیواسطے
باعث راحت مجھی ہر کہتا ہی غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہی دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا تری
سٹ گیا ہی جان زیر سایہ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہی میری بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہی نہایت زخم بسمل پر درد

سنے مصیبت دوستی لطف سخن سمجھا نہین
دلمین کچھ پیدا کری ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سپر اسپر غدار
کیا کسے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقون کے حال سے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہی رکھتی ہین کیا کیا یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مری اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہے مری پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سے آتی ہین نالی تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہوئے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے اپنا کلام تلخ کے — کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

۱۵۰ — بات منہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکہتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد — ۱۳

نقاب منہ سے اوٹہا دے اگر ہمارا چاند — کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند
فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین — فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند
دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر — جو دیکہ پای ذرا آنکہ کا اشارا چاند
نہ دیکہے سوی قمر پر کبہی نظر بہر کر — دکہائی دے جو تجہی اے فلک ہمارا چاند
فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین — زمین پہ ہی تری پاپوش کا ستارا چاند
یہ نور عکس رخ یار سی ہوا حاصل — کہ اپنی سینے مین آئینے فی اوتارا چاند
اوٹہا نقاب کہ دل دیتی ترپتا ہی — دکہا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند
جو دیکہ لے کف پا یار کے قدم چومی — کری فراق کنار فلک گوارا چاند
ہمارا نور قدم سے تری منور ہون — عجب نہین جو بنی روی سنگ خارا چاند
ہلال بنکے فلک پر جو بدر ہوتا ہی — سمجہ گیا تری آبرو کا کچہ اشارا چاند
تمہارے حسن نے پروانوں مین اوسیچتا — ہزار طرح سے گہٹ بڑہ کی بازی ہارا چاند
چمک کی تیغ تبسم نے روشنی یہ دی — ہوا ہی سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

۱۵۱ — نسیم ایسی غزل پہ بلند روشن ہی
سنے جو یار کہی چرخ سے اوتارا چاند — ۱۴

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند — جز اجل کچہ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین — آج محروم نہ رکہ کچہ تو کرا ہی یار پسند
دیکہ لیتے ہین تمہین جب ادہر آجاتی ہو — کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند
رحم کچہ عیب نہین ہی کہ خفا ہوتے ہو — یہ خوشی ہی جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بہایا ہی کچہ ایسا کہ نہین کچہ بہاتا ‏— سیل صحرا ہی نہ ہی جلوۂ گلزار پسند

کام غلمانسے ہی اوسکو نہ غرض حوروں سے ‏— کچہ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلۂ پا کو ہی رغبت ایسے ‏— جسطرح حضرت منصور کو تہی دار پسند

خانۂ قید سمجہ کر نہ بسر کے اسمین ‏— اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکہ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا ‏— جی مین جو آئی کہو ہی مجہی تکرار پسند

کسلیے چین پہ چین ہو کہو کیسا ہی مزاج ‏— کونسی فکر مین ہی خاطر اغیار پسند

دام الفت سی بجز مرگ رہائی مشکل ‏— کیا کرے غیر قضا تیر اگنہ گار پسند

کیا مری ہم نفس سرد ہین پائی ہین نسیم ‏— اسلیے عشق کی ہی گرمی بازار پسند

١٥٢	ردیف ذال معجمہ	١١

ہوش باقی نہین جسدم سی کہ دیکہا تعویذ ‏— قہر لایا ہی مری دل پہ تمہارا تعویذ

دل تو کیا جائیگی پڑ جائینگے لالی سبکو ‏— آفتین لائیگا ایجان نہ کیا کیا تعویذ

جو کہون وہ نکرین عذر و تامل اوس مین ‏— دوستو لائیو میرے لیے ایسا تعویذ

تہا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگایا منتر ‏— کچہ تو سوچی کہ جو یون آپنے پہینکا تعویذ

جو ارادی ہین طبیعت کے وہ سب ہین معلوم ‏— کہتے ہین ہنس کے نہ باندہین گی تیرا تعویذ

چین کیسا کہ نہین ہوش کسی مین ایجان ‏— مل گیا ہی کسی استاد سی اچہا تعویذ

پہر کوئی صورت دلخواہ نظر مین آئے ‏— آج تو نام خدا آپنے باندہا تعویذ

یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرا ہاتہ مین ہے ‏— بدگمانی سے اسے آپنے سمجہا تعویذ

گر مری زیست ہی منظور تو جلد ای محبوب ‏— دفن کر آئیہ درا وسکے کسی جا تعویذ

عہد و سہ گردین کیا حسن سے اللہ اللہ ‏— کچہ دکہاتا ہی نئے طرحکا جلوا تعویذ

١٥٣	ہدیجی باندہی جو ذرا داغ چہپانی کو ہم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجہا تعویذ	٩

دور ابھی چاہیے ایسا جو ہوا ایسا تعویذ | بازو پہ ہنا رشتۂ جان سے مری اپنا تعویذ
چاہیے سب سے حسینوں کا ہو اچھا تعویذ | تیری بازو پہ بنا ہی شمس و قمر کا تعویذ
اثر گرمی الفت نے کیا سوز سوا | جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ
عوض ظلم کوی رحم بھی کر اے گلچین | قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ
رات دن بازو پہ ترے لگا نیہ بند ہا رہتا ہے | ہی مرا اشک مری دیدۂ تر کا تعویذ
پھر وہی حالت دل ہی کہ نہیں دم بھر چین | دوستو لاو کہیں سی تو خدارا تعویذ
کچھ ابھی سی خفقان کو مری عزا ابلیس ہے | کیا غضب لائیگا دیکھین یہ تمہارا تعویذ
کھینچ لائی اثر جذب محبت سے تجھے | اور پری ہی کیا ا کی وہ پیدا تعویذ
خود بخود وہ پس مدت ادہر آئی ہیں نسیم | کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

۲۰	ردیف رای مہملہ	۱۵۴

صدقی تری جاؤن مری پیاری دلبر | تو کیون ہی مکدر
حاضر ہون تری در پہ جھکائی ہوی مین سر | سے لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون جیتا ہون غنیمت اسی دلبر | ہٹ کر نہ ستمگر
کھلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر | کھل جائین گی دفتر
بید سب نظر آتی ہین جو دلبر ترے تیور | ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کی سامان میسر بھی کیونکر | جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہی مکدر | کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سی دہک کر | ہی سینی مین اخگر
یہ حسن خداداد کہان اسمین ہی یکتا ان | تو کیون ہی ابرو تان
کیا بات ہی یوسف مین ہی آفت دوران | ہو تجھسے جو بہتر

کیا منہ سی کہون اسکے سوا شکر خدا ہی — رحم اسکا مجھ پہ ہی بجا ہے
سب جانتی ہین چال مرا مجھکو ملا ہے — معشوق ستمگر

کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات — ای وای مقدر

ہوتا ہی نہین شیوۂ کسیو قیت ذرا کم — آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچۂ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر

ویران ہی تو ہی ستم و جور مین کامل — بدکہنی سی حاصل
کیون ہمکو گھر کتا ہی کہ تابو مین نہین دل — ہائین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم درافشان — بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرو کیا یہی ہوتا ہی اشارا — ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا — کیونکہ نہو ان سے شفقت

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن — رکہی ہی گردن
پہر عارض تابانکا دکہا جلوۂ روشن — او آفت محشر

پہر خوبی تقدیر سے آئی وہی مشکل — ہو جائے نہ بسمل
پہر آج ہین اوس قاتل خونخوار کی ایدل — بدلے ہوئے تیور

کیونکہ نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان — قربان دل و جان
وہ عارض تابندہ تری سی تابان — ہین صبح مکرر

بیٹے کہ ہوا مین غم فرقت مین گرفتار — اسند گنہگار
وارفتہ ہی ہین ابھان مری دیدۂ بیدار — ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ رشک آتی ہین ہمدم — کیا اور کہین ہم

سو رہ مری پہلو مین ہی او فتنۂ عالم — شب بہر نہین دم بہر
ایدل ہوس عشق نکرنا کبھی زنہار — ہشیار خبردار

کب پوچھتی ہین بات حسینان جفا کا — بے سلسلۂ زر
رنج سخن تلخ کی شہری ہوے ہر سو — نادم نہین کچھ تو
شمشیر زبان کی تری او دلبر خو — کہلنے لگے جوہر
تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر
دل حاجت دنیا سی پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا ۱۵۵
افلاس نے گھیرا ہی منیم آپکو ایسا — ای وای مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہی اوسی اے دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہی بی ثبات — چار دنکی واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جانان ہی جو ہم بیتاب ہیں بیہوش — دل ٹھکانی ہو تو دیکھین چل کی گلشن کی بہار
کون دیکھے تماشائی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس — برق تابان کی چمک سی ہی دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹا نسیمی ٹھوکے بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان — دیکھ اگر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
گرنہین کہتی نہو باتی ہی اسکا احتیاج — دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقی جائیے ایدل ہم اس داغ کی — کم نہین ہی جلوۂ گلزار سی تن کی بہار
ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن کو اپنے — دیکھنے آئی ہین ہم بھی تیری جوبن کی بہار
کہتے ہو تم تو بھی جوبن جیسا کہ دیکھا تھا اوسے — ہمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار
مثل ہر اہین ہے ہی زیور روشن گیسو — کم گریبان سی نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سی بھڑکا اوٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گلکدہ ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنی گلشن کی بہار

۱۷

پھر شجر سرسبز ہین کہتی ہین آئی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئی عالم یہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پتا سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتے ہی راحتین
کلفت رنج خزان دل سی مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہی کہ چھوڑے ہی لی ہنسائی صبح کی
رات بھر غنچون کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین بی سبب آتے نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اول سے نکلتی ہین شجر
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار

بلبلین ہوتی ہین خوش رنگینی گل دیکھ کر
اپنی احسان چار دن سب پر جتاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہی بہار

غالبا معشوق ہی یہ بھی کسی کے ورنہ کیون
آنکھ ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی با چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

۱۵۷

آمد فصل خزان ہی لطف صحبت سے مدام
چلیے اب بھی چمن سنتی ہین جاتی ہی بہار

۱۸

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر	گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر
ناصح نکر یہ سرزنشین بس معاف کر	کب اختیار ہے دل بے اختیار پر
افعی کا شاک ہوا کبھی زنجیر ناز کا	کیا کیا گمان نہین ہین گیسوی یار پر
تائب ہون مدتو نسے سمجھنا نہ اور کچھ	تم ستو ہو بس آج مرے اعتبار پر
جلوے دکہا رہا ہی عجب رنگ سوسنی	نام خدا لبون کی مسی ہی بہار پر
کسطرح آی چین مجھے ہجر یار مین	بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر
گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب کے	دہوکے خزان کے ہوتی ہین فصل بہار پر
کیسے یہ یاد گل تہی کہ خاموش کردیا	نالے ہی آسکے نہ زبان ہزار پر
رہتی دہی کوی یار مین عجز وضعیف ہون	احسان کرای صبا مری مشت غبار پر
کر امتحان حق وفا عاشقونکا کچہ	صیاد عندلیب کے کہول ایکبار پر
امیدوار جوش جنون چند روز ہی	بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر
جلوے دکہا رہی ہین جگر مین ہجوم داغ	جوبن ہی آج گل تو مری لالہ زار پر
ثابت نہین یہ کسکی پر ارمان کی خاک ہی	اک بیکسی برستی ہی شمع مزار پر
رہتی ہی اشکبار جو شب ہجر مری طرح	ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پہ
جو اسمین روشنی ہی وہ اوسمین چمک کہان	چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر
تارے بہری ہین دامن شب نے یہی گمان	افشان چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر
مدت کے بعد چند نفس چین آگیا	رکہا ہی کسنے پاؤن ہماری مزار پر

۱۵۸	کہائی ہین داغ ہمنی یہانتک کہ ای نسیم دہوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر	۹

ہون مین ہلاک شوق جان جاتی ہی مری اوس نور پر	وہ جو آیا تہا نظر موسی کو جلوہ طور پر
بسکہ لازم ہی حضوری عاشقونکی واسطی	دیکہ میری دلمین دیکہا تہا جو موسی طور پر

لطف دیدنی تکلف مین ہی عاشق کی لیے ‏— آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسی نے دیکھا طور پر
ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک ‏— پھر طبیعت آگئی ہے ایک رشک حور پر
یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان ‏— تجکو دیکھا ہی پڑی گی آنکھ کیونکر حور پر
ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہے ‏— آنکھ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر
وقت بیہوشی جو لب پہ نام انگور آگیا ‏— ہاتھ ڈالا مینی اپنے زخم کے انگور پر
وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکھ سے ‏— آتے آتے سوکہ جاتا ہی تن محرور پر
وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان ‏— رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

۱۵۹	ولہ	۱۷

قتل اگر آہین کرینگے خاک پہ ٭ ‏— جائینگے نالے مری افلاک پر
ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز ٭ ‏— یہ ارادے ایک مشت خاک پر
روح عاشق یا حباب آرزو ‏— ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر
چھپ سکے گا تجسے کیا میرا مزار ‏— حسرتین لوٹا کرینگے خاک پر
تیغ غم کس کس طرح روز فراق ‏— ناز کرتی ہے دل صد چاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہین ‏— پھول لالے کا اوگے گا خاک پر
صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے ‏— آج عالم ہے ترے فتراک پر
بوسہ لیہا ہے گا ون جو لیے ‏— رنگ ہے ہر ریشۂ مسواک پر
کیا عجب محجر رند کا آنسو ہے ‏— دانۂ انگور ہے شاخ تاک پر
حسرت افزا ہے مرے طبع روان ‏— رشک ہی اس توسن چالاک پر
کچھ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئے ‏— قہر کیون ہے عاشق غمناک پر
ابر کو دریا کو وقت استحان ‏— رشک آیا دیدۂ نمناک پر
نقش پا ہو اگر ہے آرزو ‏— آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہی کیونکر پہ سنکے — آپ سے کے رخسار آتشناک پر

یاد دندان پر سے رو آ گئی — برق جسکی خاطر غمناک پر

کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج — بیٹھے اب چلکے اوسکے تاک پر

۱۶۰ — جان و دل محو محبت ہین نسیم

مین فدا ہون صاحب لولاک پر — ۱۴

جما ہی قطرہ خون جگر شمشیر دشمن پر — تماشا ہی یہ گل پہولا نیا دیوار آہن پر

اذیت دی مری سو نہان نے جلنے والونکو — زبان مین پڑ گئی چہالی قدم رکہا جو مدفن پر

اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اب تک — قدم رکہی ہی نیند آتی ہی میری سنگ مدفن پر

وہ پر ارمان اٹھا مین اس جہان سے بعد مردن بہی — ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر

شگاف پیرہن سی کثرت شادی ہویدا ہے — گمان ہوتا ہی ہنسی کا ہماری چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے — طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفل برہمن پر

کبہی خنجر کبہی شمشیر وہ رکہتی ہین پاس اپنے — نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر

دکہاتی ہی قیامت جلوہ ہوا انکے چلنے مین — یقین ہی صور کا ہر نالہ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو ہی دشت آخر بخت بلبل نے — نظر آتی ہین کانٹی ہر طرف دیوار گلشن پر

سیاہی بی سبب ہی نہین خالی دیدہ ہوکی ہے — گمان ہی بخت عاشق کا ہمین گلہائی سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم تم سی ہتیار ہے — بجا ہی رشک آئی گر مجہے تقدیر دشمن پر

پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا — نقاہت سی گمان ہی رشتہ باریک کا تن پر

گلو سی کر دیا آزاد اوسکو میری ہاتہون نی — جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

۱۶۱ — وله — ۱۵

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر — زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکہا کاتب قدرت نی فلک پر خورشید — نقطہ دینا تہا یہ تیری خط پیشانی پر

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
موج جوہر رہی تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہے پئے استقبال
کھولی ہین شقوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہے
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
صبر کھو دیتے ہین زلفونکی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہے تل مصحف رخ پر تیری
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
دیکھی نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہے
نالے رہتے ہین ہمارے بھی فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر

مرگئے ایک ہی جلوے مین پریرو دیکھی
پانون رکھا ہے تھا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہے مجھے غول بیابانی پر

مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
مختصر جھگڑے ہوئے قصۂ طولانی پر

۱۶۳	قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہے نسیم ہم تہ خاک بھی رہتے ہین سدا پانی پر	۱۶۲

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین اے یار سحر
دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سے ہم دیکھتے ہین
ہوگئی اب تو بشکل کمر یار سحر

پوچھتا کیا ہے گذرتی ہے شب غم کیونکر
رو کے کرتی ہین تری عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتے ہی کچھ اور ہے اونکی صورت
دیکھتے ہین جو تری طالب دیدار سحر

آنکھین وعدہ فراموش کہ عالم ہے تنگ
اب نہ دیکھین گی تری تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اونکو ہے اذیت سر پر
کسطرح کرتی ہین دیکھون مری غمخوار سحر

منہ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین لا
رکھتی ہی عاشق جانباز سی کیا عار سحر

کچہ حیات نفس چند ہی باقی اے دل
ہم پڑین ہونگے کسی کی پس دیوار سحر

رات اور دن کی نمودی ہین یہان تجہہ مین
زلف ہی شام اگر ہین تری رخسار سحر

ہر نفس مین دم آخر کی مزی آتے ہین
یہ یقین کب ہی کہ دیکہین تری بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکہینہ
آج کس طور سے ہوای دل بیمار سحر

۱۳ — روز دو چار نئی گل نظر آتی ہین نسیم
جاتی ہین ہم جو کبہی جانب گلزار سحر — ۱۶۳

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر
شکر کو کیونکر نہو ہر مو زبان بالای سر

نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر
اک زبان نیچے گلو ہی اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو صحبت حرمت بادہ حرام
کہینچکر رکہہ دیتی واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکہی اس خراب آباد کی پست و بلند
خاک زیر پا ہی دو دو آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہون کہ ہنگام فراق صبح صبح
لیگی لاشے کو میری حور جنان بالای سر

راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل ہی
بل کری کیونکر نہ زلف پیچان جان بالای سر

پیچ و خم پہر افعی گیسو کے دکہلانی لگا
پہر بلا لایا دل نامہربان بالای سر

اے فلک تیری ستم کو کیا سمجہتی ہین بہلا
لیتے ہین ہر روز ہم جور بتان بالای سر

کسکے پابوسی کے خاطر بلندی ہی تجہی
اے فلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہسوار اے عشق یار ہین مجکو عزیز
سنگ طفلان کی ہین کہتا ہون نشان بالای سر

صحبت یکدم سی بلبل کو نہ گلچین منع کر
لے نہ جائیگی اوٹہا کر بوستان بالای سر

سایہ پرور دنیا ہی دل نادان مرا
لا نیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

۱۱ — قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم
دیکہیے کبتک رہی یہ آسمان بالای سر — ۱۶۴

ہی بلند ہین بھی پستی کا نشان بالاے سر
آسمان کہتا ہی اور اک آسمان بالاے سر

صحبت اعلی سے ادنی کو بہی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالاے سر

کب بہلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کر رہا ہی آسمان بالاے سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس سر مین
چل رہی ہین آسمان کی چکیان بالاے سر

دیدۂ پیہم سے بہری ہین دلمین کیا کیا جھولی
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالاے سر

دیکہ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک باد
جاتی ہی اوڑ اوڑ کی گرد کاروان بالاے سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک
دشت سے لایا ہی قیس ناتوان بالاے سر

کس ادب سے پیش آتی ہی پس مردن صبا
رکہتی ہی مشت غبار بیکسان بالاے سر

ابر مین اٹہکہیلیان غنچو نسے کرتی ہی صبا
شوخیان کہلاتی ہی کج طلبیان بالاے سر

نالہ جانفسوز ہی افسوس کر سکتے نہین
پھر بلا لائے نہ کوئی ہمزبان بالاے سر

۱۶۵
تنگ ہین ہم اس دل نالان کیسے اے نسیم
روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالاے سر
۹

مرگئی افسوس ہی بلبل نہ کیون سر توڑ کر
کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر

کیون مکدر ہو کہو کیا شئی تمہین ملتی نہین
حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تہا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہیی صیاد کچہ الطاف ہے
قبر پر بلبل کے رکہدینا گل تر توڑ کر

خستہ جانو نپر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیی
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑ کر

دیکہتا رو ہی صفا کی جو تیری روشنی
پہینک دیتا یار آئینۂ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے ہو
باندہ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر رشتہ توڑ کر

۱۶۶
اوسکی کوچے تک رسائی کس طرح ہووے نسیم
کوئی ٹہر سکتا نہین جا سقف در توڑ کر
۱۸

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر ۔ جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر

غیر ممکن ہے کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو ۔ جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چند پاسبان ۔ مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑکر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے محال ۔ کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر

رہتے رہتے بیکسے کو بھی محبت ہو گئے ۔ کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑکر

مرتبہ بہتر ہے کچھ آغاز سے انجام کا ۔ ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر

طعنے اب سہتی ہین عریانی کی اید ست جنون ۔ کیون مست توڑی لی تار گریبان چھوڑکر

دیکھنے کو کچھ نشان ہی دی ای جوش جنون ۔ چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر

کچھ دنون مین خاک ہو کر خاک مین ملجاؤنگا ۔ کب بھلا جاتا ہون اب مین کوی جانان چھوڑکر

اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال ۔ جائینگے حسرت کہان کو غریبان چھوڑکر

داغ تن کی لطف یاد آئینگے ایجان جیتے ہے ۔ کیسے بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر

نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ ۔ منفعل کیسی ہوی ہی جسم کو جان چھوڑکر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکیگے ۔ صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر

میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیری واسطے ۔ ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑکر

وصل کامل کی جدائی فلک ناخن سے محال ۔ بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر

دو نون تیری جستجو مین پھرتی ہین در دربا ۔ دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر

بعد مردن بھی ہی عہد وفا کا پاس ہے ۔ بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑکر

۱۶۷	بی رخ اوس کی کس لیی ہتی ہو عاشق نسیم وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑکر	۱۵

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر ۔ توڑ لے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکی کہ مشتاق قضا کی ظالم ۔ دیکھ کرتی ہین نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل / کھوتا ہی مجھی ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دلمین ارادہ کچھ ہی / دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کی بعد / ناتوان جاینگے تیری لب کوثر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کی لیے / منھ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنی کا نہین / مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھا و ظالم / دوستی کرتا ہی دم سی دم خنجر کیونکر
دہوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیری / چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن مین ہی میرے اثر استسقا ہیں / مخلصی پائیگا فصّاد کا نشتر کیونکر
دیکھ ہر سر مژگان کا تماشا ظالم / ڈوبتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر
ساتھ مدت سی ہین سرمایۂ سودا میری / پھینکدون دامن لبریز سی گوہر کیونکر
سنگدل کو مری نالون پہ نہ رحم آئیگا / سرد ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
آتش گرمی مضمون سے پہونکا جاتا ہی / نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر

۱۶۸	صدمہ اس قوت بازو کی ٹلجانی تسلیم دیکھا اوکھاڑا ہی علی نی در خیبر کیونکر	۲۳

عضو تن میری سلگتی رہی اخگر ہوکر / پرورش روح نے پائی ہی سمندر ہوکر
اب تو بدخواہ بھی پیش آتی ہین کمتر ہوکر / تیغ ملتی ہی گلے سے مری خنجر ہوکر
مختصر ہوگی دکھا لطف درازی اے زلف / میرے آغوش مین آ جا شب محشر ہوکر
کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ / طائر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑی پر نہ بڑھی قاتل / رہ گئی زخم جگر حد مقدر ہوکر
روح بھی کوئی دلہن تھی کہ مری قالب سی / منھ چھپائی ہوے نکلے تہ خنجر ہوکر
یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون / جیتی ہی خلق کو لون دامن محشر ہوکر

غیرت آتی ہی شب ہجر مین مرنے سے مجھی
رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
مے رہیگی تری آغوش مین دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنی کی قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

صوت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہد سے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدہ لبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل
سوکھی جاتی ہین لب زخم مری تر ہو کر

منتین کرتے ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بھی یار ہوئی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہی مین مین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اوٹھی تھی مری آہونکی
مدتون چرخ سے لپٹی رہی اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نی بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مری دامن سی سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو تری چوسی تھی
زہر گھلتا ہی دہن مین مری شکر ہو کر

مر کے ہمت کرتے ہین یہ تو عدم کی سفر کی
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تہا دم تجویز سفر رصانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورتی رہی قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسی گر ہمنی لیے ہین تو دیے ہے تمکو
چھٹ گئے آپکی احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوے قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

١٦٩	کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی نسیم ؂ شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	١٨

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن صنم ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
کبھی کثرت سے گر جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست پاسی مین آب وضو ہو کر

سکونت سی بہت بڑھ کی ہی میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہیں ہے احتیاج خیر وقت جو تن نے لیا
چھلک جاتا ہوں کف ساقی میں شیشہ ہوکر

سکھائی ہے نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہوکر

نہیں چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتی ہین
یہین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہوکر

تقاضای تمنا سے نہ اک جا دو گھڑی بیٹھی
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہوکر

نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہوکر

نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میری آبجو ہوکر

نشان کیا پوچھتی ہو بی نشانونکی ٹھکانونکا
دماغونمین رہا کرتا ہون مین گیسو کے بو ہوکر

کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
نہین رہتا تری شہرت کی صورت ایک سو ہوکر

خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون جیب شانی سے الف مشکبو ہوکر

کبھی مین ہی سے ہستی کی ہستی اوپیدا ہے
کبھی ابر بہی بن جاتا ہون قصر آبرو ہوکر

اوٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہوکر

بھلے کو بھی سمجھتا ہون بھی ہر دوست و دشمن سے
نہین ہے بیچ مین رہتا مزاج جنگجو ہوکر

مری زردی نہین سمٹی طرحکی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہوکر

۱۷	لہو سے بیرہن تر دیکھکر یارون نے فرمایا نسیم آیا ہے کوئی یار سے کیا سرخرو ہوکر	۱۷۰

مین جو بیخود ہون کسیکا روئے زیبا دیکھکر
کہتے ہین احباب میری مجھکو کیا کیا دیکھکر

سچ ہے کہتے تھے وہ بیرحم ہے بیدرد ہے
دل دیا اوس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر

ای اجل قربان تیری مجہہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میری مرنیکا تماشا دیکھکر

دوستدار تھے جو ہین عزیز و اقربا ہین بے نیاز
تمکو بھی آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہے میری جان پر
اودیکا فر تری زلف چلیپا دیکھکر

تیری آنکھونکی ہین مستیان یا خدا آنکھین
وقت پیدا ہے [illegible] تاثیر صہبا دیکھکر

لو میں پھر بیمار ہوتا ہوں کہیں راضی رہو
میں نے سمجھا تم خفا ہو مجھکو اچھا دیکھکر

ساتھ تھا اک قافلہ طفلان ابجد دوست کا
وہ بھی کچھ گھبرا گیا میرا جوش سودا دیکھکر

ضبط خواہش کر نکتا ہوں غم رہتی پارسا
کیا کہوں کیا دل میں آیا تمکو تنہا دیکھکر

میں نے اک دریا بہایا آنکھ سی پی تری گل
اور لہر آئی مجھی بھی موج دریا دیکھکر

ایک کا ہی ایک شاکی ایک سی آزردہ ہے
حال اپنا ہی دگرگوں حال دنیا دیکھکر

وہ بھی آئے تو نہیں مرلی خدا کیواسطے
ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر

غیر ممکن ہے کہ خوش آئیں ہمیں حور جنان
آنکھ اب کس پر پڑی گی حسن تیرا دیکھکر

کیسی یہ بیدردیاں ہیں یا رب کہ بدلی رحم کے
لوگ ہنستے ہیں کسیکا مجکو شیدا دیکھکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ پہ تھا ان
رحم آتا ہی ہمیں اب حال اپنا دیکھکر

شب جو تھی ہم وہ ہم جوش حسرتی فلک
قہر لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

۱۷۱	دوستوں نے رو دیا جب شکل دیکھی آی نسیم کیا کہوں کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر	۱۷

میں مر گیا ہوں تیرے خریدار دیکھکر
ڈھونڈھتا ہوا ہوں گرمی بازار دیکھکر

افتادگان خاک کو پابوس کا شوق تھا
رکھتا قدم زمیں پہ ذرا یار دیکھکر

آئیں جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتیں
رونے لگا میں جانب گلزار دیکھکر

اب دیکھیں ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھائے
پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
روتے ہیں وہ بھی صورت بیمار دیکھکر

آنکھی نے سکھائیں انہیں کج مرجیاں
ٹیڑھے ہوئے وہ ابروئے خمدار دیکھکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ میں
محشر بپا ہے جلوہ رخسار دیکھکر

پردہ کیا انہوں نے طلبگار جانکر
چھپتے ہیں اب وہ خواہش دیدار دیکھکر

ثابت نہیں کہ آج ہوئی کونسی خطا
کیوں گھورتی ہیں مجکو وہ سو بار دیکھکر

مجھکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر

تیغ نگاہ یار کی دلبر جو زخم ہین
مین کانپتا ہون ابروے خمدار دیکھکر

جھکتی ہی خود بخود مری گردن اوسطرف
اے یار تیری ہاتھ مین تلوار دیکھکر

آخر کو رنج عشق سی حالت یہ ہوگئی
روتے ہین مجھکو اب مری غمخوار دیکھکر

درد جگر فراق کی تپ شوق کی غشی
حیران ہی چارہ گر مری آزار دیکھکر

برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
گھبرا گئی وہ آہ شرر بار دیکھکر

ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنا دیا
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

١٣	مژگان کی صف مین تیغ لکھی شعر اے نسیم رکھا قدم نہ منزل پرخار دیکھکر	١٧٢

اشک اٹھی تہ دامن سی ٹپک کر باہر
قعر دریا سے نکل آئی شناور باہر

اسقدر جوش محبت سی گلو نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر

چشم در دیدہ ہی واہی سی نظارے کو
سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین بھی تنگ ہی اتنی قاتل
پانوٴ ڈھانکی ہی کفن نی تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
او نکل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر

ہنسنے فقط اتنی لیے وہ نہین کہلاتی ہین
رہتی ہے آغوش تصور سی بھی باہر باہر

خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہی صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

کاٹتا ہی مری اس غصے باز و صیاد
کہ نہو چاک قفس سی بھی کوئی پر باہر

تملا حسرت دل کا تو پتا وقت شگاف
نکل آئی مری پہلو سے کچھ اخگر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہین ایک گھڑی سی مشغلہ بیتابی
وحشت دل سے برابر ہی ہین گھر باہر

١٧٣	خوف آوارہ مزاجی ہین آتا ہی نسیم	طفل اشک آنکہ سی ہنی لگی اکثر باہر	١٧

قربان ہو رہی ہی مری جان ادہر اودہر — وان رخنہ ہی جو زلف پریشان ادہر اودہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کی لیی — ہوتی ہین ساتھ عاشق نالان ادہر اودہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارہ جگر — رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر اودہر

ہنگامہ جنون ہی جو دونو ہی ہین چاک — دامن ادہر اودہر ہی گریبان ادہر اودہر

زلفین چھٹی ہوی ہین جو چہرہ پہ دو طرف — لہرا رہی ہین افعی پیچان ادہر اودہر

دیکھا انہون نے مردہ مجھی پہنچی اشکبار — آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر اودہر

یا دشمنو نسی قطع ہو یا مجھسے ترک ربط — کیون لٹکو کر رہی ہو مری جان ادہر اودہر

مطرب وہان ہین جمع نوا ساز ہر طرف — ہوتے ہین کل ہی عیش کی سامان ادہر اودہر

کیونکر کرون مین بات چپ و راست یار کے — رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادہر اودہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھی اپنی کہی کی ضد — سمجھا رہی ہین دونو کو انسان ادہر اودہر

آنکھونمیہ سمائیان ہین مری دید کی ہون کیا — پھیلی ہوی ہین دامن مژگان ادہر اودہر

وہ بت ہی ہین ہون صاحب ایمان بیچ مین فیصلے — ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر اودہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آ جاؤ — کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر اودہر

نالان ہو ادہر یا سی ہین ہون مخبر و نستی تنگ — کس کسطرح کی دلمین ہین ارمان ادہر اودہر

ہرجائی اونکو کہتے ہین کی شرم مجکو لگ — اوٹھتی ہین رات دن ہی طوفان ادہر اودہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ — ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر اودہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم — جلوی ہم کہا رہی ہین گلستان ادہر اودہر

۱۷۴	ردیف زای معجمہ	۱۲

کیونکر اوٹھا ہی طرہ زلف دوتا کی ناز — کافر سے نجائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد سیری برآئی ہین چاہتین — کیا کیا نہ آرزو پہ ہوی ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتونسی ہوئی ہی نصیب مرگ — کیا کیا اوٹھا ہی ہین تنگ غم مین قضا کی ناز

کہلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کی ساتہ
کہلوتے ہین کیا عروس چمن سی صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچہ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئی ہین تمہاری اوٹہا کے ناز

اہل ستمگرونکی جفا سے نہ پہیر منہ
سہنے ہی ہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار ہین نہین
کبتک اوٹہائین ظالم نا آشنا کی ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سی
لائین ہین آفتین سی شرم و حیا کی ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اوٹہا سکی مدعا کی ناز

نوبت کرے سے تا بہ قدم یار آچکی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کی ناز

دیکہو ضرور بار نزاکت سی ہوگا رنگ
ایجان نہ اوٹہ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

١٤	تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم دیکہین سگے استخوان ہماری ہما کی ناز	١٧٥

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
ٹپکا رہی ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہی عزت بی پردگی ہمین
کرتی ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک ہی ہین ہمیں تری کج ادائیان
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کم مری دیرانہ دوستی
بہاتا نہین ہی سر سی خیال وطن ہنوز

قاتل سی تیغ کرنہ لعاب زبان تیغ
کہلے ہوی ہین زخم ہماری دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوی
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد ہی ہوے نفس سرد کہینچکر
گرمی دکہا رہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منتظر ہی تری شوق دید مین
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکہا رہی ہین مگر داغہای دل
ای رشک گل ہی ہوا ہی چمن ہنوز

پہلے ہی سی چال تری ہین بدگمانیان
نکلا نہین وہن سے ہماری سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آتی ہی غالب کے کہنگی
پہنے ہوی ہی شوخ وہی پیرہن ہنوز

اے جان اضطراب تکدرات سے ابھی | باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اٹھین سے گے کیا سوال نکیرین کی لیے | باقی ہی قبر مین بہی وہی ضعف تن ہنوز
ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم | بہولا نہین ہی یار کا وہ قور تن ہنوز

۱۷۶ | ردیف سین مہملہ | ۲۰

گل چہرے پائینگے جتنے ہین اسیران قفس | دنکو مہمان تضارات کو مہمان قفس
دی کہین رخصت فریاد انہین اے صیاد | تنگ آئین ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر | میہمان چمنستان ہوی مہمان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد | سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
لوریان گو دین لیکر جو قضا نے دی ہین | پانو پہیلای ہوے سوتی ہین مرغان قفس
مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرونکی لیے | آنکہ کہولی ہوی بیٹھی ہین نگہبان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد | جی کو بہلائین یہین کاش اسیران قفس
خوابگاہ ستم افزا سے گرفتارونکی | یارب آباد رہی گوشۂ دامان قفس
فصل گل آئی ہی مرغان چمن ہین دلشاد | کہدو صیاد سے طیار رہے سامان قفس
مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہی | چہوٹ سکتے نہین ناخن مری امان قفس
مخلصی نے ہمین پہر شوق اسیری بخشا | یاد آنی لگی وہ صحبت یاران قفس
نیند آجای اجل سے کہ مری غسانی سے | تا قیامت نہ کہلی چشم نگہبان قفس
چہوڑ دی توڑ کے بازو کہین باہر صیاد | تنگ آتا ہی اوٹہانا ہمین احسان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجکو آہ | یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس
چہٹ کے ہم سے سکن ہا سے بہی رنجیدہ رہے | مدتون قلب مین رہی حسرت ہجران قفس
نہ پڑی آنکہ تری اودر طرف ای صیاد | کیا نہ بلبل کے سوا تہا کو شیدایان قفس
اشک خونین کی ہین قطرے مری ہم صورت گل | دیکہ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئے ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہے نہ برآیا کوئی ارمان قفس

ہیبت نالۂ پرغم سے زمین کانپ اوٹھی
چرخ چکر مین ہو دیکھی جو پریشان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہوا حباب تنسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۹	ردیف شین معجمہ	۱۷۷

صاف طینت کو کدورت ہے بدنکی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو معدوم ہین انکی ہے طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کے خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے فزون
تازگی پر ہے مری داغ کہن کی خواہش

پڑگئی دید گلستان کے ابھی سے لالی
رنگ کھلانی لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملی غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزو دی سخن چند ہے تجسے قاتل
اسلیے ہے مری زخمونکو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہماری آنسو
ایدل زار نکر در عدن کی خواہش

داغ ہین دلمین نہین سیر گلستانکی ہوس
باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پہر آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہے اپنا
نو اسیرین ہے ہی دام کہن کی خواہش

ہیچ ہین ہوس دید مین تیرے ہردم
روح سے کام نرکھتی ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکسترپوش
خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاج صحل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش غش آتی ہین نہ بچہ پاسے ہے فروح
کیون نہ ایجان ہو تجھی سیف و کفن کی خواہش

نہ تجکو دشت کے بجاے مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوی صبح وطن کی خواہش

یاد آتی ہی مجھے ایذا طلبی کی راحت
پہر طبیعت کو ہوی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سی نسیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

۱۷۸	ردیف صاد مہملہ	۱۷

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہیں یہیں فوج بہی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو ادا تری ہی کر سے
سیکھے گی قدم سی تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہیں جب لطف طواف در ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اوٹہاتی ہیں مرگ تمہاری
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص

پردہ نرہا کچہ تری بے پردگیوں سے
کرنی لگی بیساختہ پابند حیا رقص

ٹہوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چپ چھپ کے کری دزد حنا رقص

خود رفتگی کیفیت محبت سے خبر کیا
مزدور کی نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہیں عیش سے مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی انزل بیتابی دل ضبط سی خالی
بسمل تری کرتی ہیں ہم فیج نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہیں زندہ
ہی اسلیے بالای مزار شہدا رقص

آنکہوں کی اشارہ سی آتشفشی لکو غضب ہیں
ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چاہ و مہتاب بچہاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہاں پیش لحد آکی صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
کس ہو مہی محفل میں تری یار ہوا رقص

نالونکی مری دہوم زمین پر رہی شب بہر
ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص

لے لیتی ہو جان عاشق جانبازکی کیوں
دکہلاؤ ہمیں جان جہان خنجر کا رقص

سنو جو تو نسیم آپکی کس لطف سی گذرے
برسوں ہی سر شام سی تا صبح رہا رقص

۱۷۹	ردیف ضاد معجمہ	۲۴

اے دل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کیواسطے نہیں سہم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے
کر تو ابھی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سن چکے
کرتے نہیں کسی کو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب
وہ دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رک جاؤ گفتگو میں نہ ہنگام باز پرس
عاشق کی قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض

زینت سی کیا غرض ہی ایسے کہ ہم نفس
چادر کی بھی ضرور نہ ہی شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زر تار گر نہیں
محتاج پر نہیں ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہیں ہم وہی کہ جو آتا ہی ذہن میں
کب جانتے ہیں طاعت شبانہ فرض

مفلس ہوں اسقدر کہ میسر کچھ نہیں
کرتا ہوں اپنی سیالی کو دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس ہوتا ہی ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہی مرا آب و دانہ فرض

ایجان جان خدنگ نگہ میں کمی نہ ہو
کرلو ہماری دلکو ہی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خداداد پاک ہی
زلفوں کیواسطے نہیں تزئین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اسلیے
کرتا ہی ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمے اٹھا رہا ہوں جو نازک دماغ ہوں
کرتا ہوں موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیری در پہ رہیں جبہ سائیاں
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوڑینگی خاک ہو کی بھی تیرا نہ آستان
ایجان کر وفا میں ہمیں تیغ یگانہ فرض

آتا ہی تا بچشم تمنا ہی رزق میں
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیاں نہ گئیں بعد مرگ بھی
کرتے ہیں ہم ردائی فلک شامیانہ فرض

پاداش قتل سے بھی ڈرتے ہو کس لیے
لاکھوں فریب ہیں کوئی کرلو بہانہ فرض

مضموں کے بھی شعر اگر ہوں تو خوب ہیں
کچھ ہو نہیں گئی غزل عاشقانہ فرض

ہردم جلا رہی ہین دم گرم ہڈیان   کرتے ہین سوز دل کو ہم اپنی زبانہ فرض
جو قابل شنید نہو داستان غم   کہتے ہین کیجیے وسی تیر افسانہ فرض
دیتا الوہم ہی خمس سخن جلد ای نسیم   ہر مالدار پر ہی زکوٰۃ خزانہ فرض

١٨٠ — ردیف طای مہملہ — ٢١

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرای خط   کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفای خط
گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو   وہ ڈھیتی پڑھتی بھول گیا ماجرای خط
افسانہا ہی ہجر کی طولانیان تہین   برسون پڑھا کیی نہ ہوئی انتہای خط
فرصت کہان ہی ضعف سی جو حال لکھ سکین   قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی لجای خط
خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا   کہنا کہ ہمنی جان لیا مدعای خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو   جلدی نہ کیجیو مری قاصد برای خط
گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر   کہدینا مدعای مصیبت فزای خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان   اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہوای خط
غفلت یہ تہی تصور رخسار یار سی   لکھا ہزار بار وہی مدعای خط
تہا دہیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین   نکلا ہزار بار یہی منہ سی ہای خط
سمجہین نہ بلکہ صاف کہین حال واقعی   کیونکر لکھون کہ وہ ہین سی آشنای خط
آجای نامہ بر جو بس مرگ ہمنشین   دینا مری مزار پہ لاکر ہوای خط
آجای نامہ بر نہ کہیں کی فریب مین   ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلی مدعای خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نی مجھی   تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط
مضمون خون دل کو ہی شنجرف سی لکھا   کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنای خط
پڑھ کر وہ خط شوق مرا اٹھ کھڑی ہوی   تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتی   مضمون پاک ڈھونڈھ رہی ہین برای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
معلوم کچھ نہین سبب التوای خط

رخسار مدعا کی نظارونکا شوق ہی
قاصد وکہا دی ناصیۂ خوش نمای خط

قاصد زیادہ اس سی ہوس کیا ضرور ہے
دیتا ہون نقد جان مین تجہکو بہای خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا +
بہتر یہی ہی کہ آپ چلو تم بجای خط

۵	ردیف ظای معجمہ	۱۸۱

پاک ہی لذت عشرت سی زبان واعظ
جو بلا آتی الٰہی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہگارونکا
ڈہونڈہ دوزخ مین کہین جا کی مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی
جسمین ہی کاٹتی دانتونسے زبان واعظ

خود فراموش ہی کیا اورکو سمجھائیگا
راست بازونسے کجی پر ہی گمان واعظ

کیون نہ ہو تیر اشارات سی عالم مجروح
قد خم گشتہ ہی گویا کہ کمان واعظ

۱۳	ردیف عین مہملہ	۱۸۲

ہجر مین میری ہنسا نیکی رکہ پروانہ شمع
ہی بکھون آجکی شب ایک جا پروانہ شمع

جب پڑی تجہ پر گرہ پھر کہان آزادگی
دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع

دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے
کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع

بات کچھ پوچھا نہو آنسو بہا دیتا سے
رکھتے ہی میری مین حسن گریۂ طفلانہ شمع

رو سیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئے
بیگنا ہی کے لیے پیدا ہوئی پروانہ شمع

زندگی تک آتش الفت کے تھین سب بیان
جان پروانے کی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وائی قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین
بوئی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دنکو پنہان رات کو فانوس کی رخ پر نقاب
کسقدر رکھتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چھپا دیتا ہی عریانی کا عیب
تن پہ رکھتی ہی ردای اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہے ہوگئی گل معشوق بلبل بنگئی
کچھ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہیں محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکہتی ہے فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیوں ہے پروانوں کی شکل
مانگ لی پرواز کر لی کو بہر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقوں کی پاسبان معشوق ہیں
رات بہر کرتے ہے حفظ لاشۂ پروانہ شمع

١٨٣ — وله — ١٤

حسن معشوقی میں ہے رکہتی ہے نیاز سوز شمع
سوز باطن تو نکم ہوتا جو ہوتی جور شمع

کیا فروغ مرگ ہے اے حسرت عاشق کا ترے
گل چڑہاتی ہے لحد پر سبکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہے او دست تیغ نظر کو
جانتی ہے آنسوؤں کو دانۂ انگور شمع

اشک کے دامن میں کہلی اپنی پروانیکی لاش
مفلسی سے کچہ نہیں کہتی اگر مقدور شمع

گریبان کو کہلا رہی ہے اپنی جسم سرد کی
صرف سوزش کر رہی ہے روغن کافور شمع

سر کٹاتی گر فروغ زندگی منظور ہے
دیکہ وقت روشنی کہتی ہے کیا دستور شمع

دغدغہ ہی تہا دیار ایذا دوست سے
جانتی ہے ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہے شعلہ رشتہ پیچیدہ زلف
سامنے پروانیکے آتی ہے بنکر حور شمع

بیحجابی کے فریں اوٹہتی پروانیکے ساتہ
جل رہی ہے پردۂ فانوس میں مجبور شمع

رکہتی ہے سینہ مشبک کثرت ناسور سے
سر سے پا تک ہے بشکل خانۂ زنبور شمع

خود نمائی ہے حسینوں کی لیے بے پردگی
عیب عریانی سے ہے اسواسطے مستور شمع

بیحجابی گر ہے رخسار آتشناک سے
بزم جانان میں تہ فانوس کہہ دو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوؤں کا ڈہیر ہے
ہے بہلا کس حسن بی ثبات پر مغرور شمع

١٨٤ — ٢٦

زیر بار روشنی اعمال کی ہے اے نسیم
آرزو خورشید کی ہمکو ہے منظور شمع

بر سر محفل کبہی رکہتی ہے جو دستور شمع
ایک ہی پاسے کہڑی رہتی ہے شب بہر دور شمع

دیر سے تکتی ہے تیرا عارض پر نور شمع
دیکہ تو کیا دیکہتی ہے ادب سے مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
دود شعلہ سے رکہتی ہی نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بہاگی دور شمع
سامنی خورشید کی رکہتی نہین ہے نور شمع

آبلے اشکون کے رخ سے کر رہی ہی دور شمع
یا لگن مین بہر رہی ہی دانہ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بہلا رکہتی ہی ٹہنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاہی کو ہی سر پہ یہ چہوٹی نور کی
جب یہ جلوی ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہی جب ناسور کو پہر کچہ بہی
جانتی ہی تنگ اپنی زخم پر انگور شمع

عکس سی عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر یہ چمکی ہی گویا ہو گئی بلور شمع

جم گیا ہی جا بجا دود جگر پروانی کا
سرمگین رکہتی ہی ہر سر دیدۂ ناسور شمع

کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تہا
کیون ہوئی تہی پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکہہ ہی پائی ہے قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکہلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو جہ گرد ہی عیب ہے
دو سرا پاسی ہوئی ہی اس لیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکہلا رہی ہی کچہ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سی دوپٹا روشنی عارض کی
آفتاب حسن چمکا ہو گئی بے نور شمع

قصہ میرا دیکہ کر کہتی ہین سو سو ناز سی
کچہ حیا کر دیکہہ تو وہ دیکہتی ہی دور شمع

صدقی ہین اوس تیرگی کی جسمین تم ہو بے حجاب
جلد او ٹہول گل کر وا ایجان نہین منظور شمع

دیکہ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہی عبث اے یار رشک حور شمع

یاد آئی ہی جدا اوسکو صحبت پروانہ کی
رو رہی ہی ہمکو تمکو دیکہکر مسرور شمع

منہ سی اتنا ہی نہ نکلا کیون جلاتی ہو مجہے
ہو گئی ایسے تمہاری سامنی مجبور شمع

سر پہ یار شعلہ اس مین کچہ اشک نکلا ہی جو
آگی محفل مین تمہاری بن گئی مغرور شمع

سوز میرا سا تمہاری حسن کی سی روشنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے پردۂ فانوس میں رہنے لگی مستور شمع
زخم ملتا ہی حسینوں کو بھی جور چرخ سے رکھتی ہی سینے میں اپنی جا بجا ناسور شمع

۱۸۵	اس میں ہیں اک غزل لکھو مضامین النسیم جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع	۲۳۱

اس فروغ چند ساعت پر نہ ہو مغرور شمع صبح کو ہو جائیگی رزق فنا ہان معذور شمع
آپ بھر لیتی ہی اپنی اشک سی ناسور شمع رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع
آجکی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع تجھسے تم کچھ دور رہو اور تمسی ہی کچھ دور شمع
شعلہ رو ہونیکے محبت نے اثر اتنا کیا بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع
بی نیازی ہی بمشکل دیدۂ اعمی مجھے کچھ غرض کہتا نہیں گو پاس ہی یا دور شمع
عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کی سینۂ ساطور میں ہی جوہر ساطور شمع
واہ ری قسمت حصول دید غیروں کی لیے آنکہ تو رکھتی نہیں کیا دیکھی اپنا نور شمع
تیرگی ہی باعث آرام ہو ذی کی لیے ہوتی ہی اے دل وبال خانۂ زنبور شمع
اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن کب بھلا رکھتی ہی ہیرا سا تن محرور شمع
آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنی آب اشک سے احتیاج خدمتی رکھتی نہیں منظور شمع
صورت موسی عشقی ہی صاحبان بزم کو مانگ لائی ہی کہاں سے جلوۂ کوہ طور شمع
وائی قسمت بی بضاعت سے حذر کرتی ہین سب بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسوں دور شمع
پاکبازان محبت پر تعلق ہی ہین پاک بعد مردن بی کفن پروانہ ہی بی گور شمع
جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع
ہاں اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے رکھتی ہی سینے میں اپنی جا بجا ناسور شمع
ناز معشوقی نہ انداز حیا زا اسمین ہے مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع
جسم بخون زردی چہرہ دلیل کس ہی بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسیکی جو ہو تیرا ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تینی بات
آپکی محفل سی دلمین لیچلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری ہجر سے
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

اسمین ہی عزت عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سی سینہ محرور شمع

کہتے ہین اوٹہ آگی صدقے ہوکھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہوگئی بی نور شمع

بسکہ آنکہونمین تصور آپکی عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو سرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کر اسکو ہو چلی بی نور شمع

وای غفلت شب رخصت پر جو بھی سکو نظر
دیکہہ تم ہمنفس سی ہین وہی ہی ہو شمع

بے زبانی سی ہی جب سر کاٹا تہ بچپا وہ گئے
بدگمان ہو تیکیون پہچان نہین مغرور شمع

آپکے رخسار روشن کی مثالی آپکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمہاری سامنے
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گر دوپٹا اسے ہم
پہلے نور صبح سی ہو جایگی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیا ہی غیر عاشق لئیم
داغ تن تابندہ ہین کہلائیگی کیا نور شمع

۱۸۶	ردیف غین معجمہ	۱۷

دلمین رہتا ہی ضیا ہی داغ سینے روشن چراغ
گہر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بہی نہ آؤگی لب مدفن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میری پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلہ افسوس سی ہی سینہ دشمن چراغ

مخلصی مطلب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکہتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک ہی سنت برآئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتی رہی روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ کرمک شب تاب سی
باغ میں ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ

روشنی دیتی ہیں داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہیں لوگ جلتی ہیں تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہی
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

پر جلاتا ہی نہیں آتی ہیں پروانے جو پاس
واقعی ہمدرد و ستونکا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کے تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالای مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یوں ہی مرجاونگا میں بھی زغم سے ای صنم
جلکے بجھ جاتا ہی شب کو جیسے بے روغن چراغ

عکس عارض سی تمہاری بڑھ گئی ہی ضو کی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہوں جو میں
تابش رخسار سی تم کرتی ہو روشن چراغ

انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمہیں دشمن کے گھر روشن چراغ

بیکسونکو بھی تمہاری حسن سی ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر ویرانہ میں روشن چراغ

٩	ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل جوش مضموں کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ	١٨٧

باعث بے رونقی ہی جا بجا بزمیں چراغ
اس لیے روشن نہیں کرتی پیا یانمیں چراغ

تیرہ بختونسے فروغ ظاہری رہتا ہی دور
کسنے دیکھا دامن شام غریباں میں چراغ

اوٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
پاسبان روشن کریں اب کوچۂ جانانمیں چراغ

کچھ نہیں مطلب نہیں گر پاسبان بے رحم ہی
آہ کی شعلوں سی جلجائینگے زندانمیں چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہیں جو آغوش میں
ای فلک رکھتا ہوں میں بھی آج دامان میں چراغ

ہر شگاف سے ضو دیتا ہی جسم پاک
جلوہ گر ہی کوچۂ گیسوئے جانانمیں چراغ

سوجھتا ہی جھکی جھمکی کچھ ہوا کا ہی جو خوف
رات بھر رہتا ہی اپنی فکر و دامانمیں چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہیں خیال یار میں
کیا تماشا ہی کہ میں آغوش دامانمیں چراغ

١٠	صبح ہو جاتی ہی یاتک پھر بھی ہو یانمیں چراغ	ای نسیم اب کی خلاف بحر تو لکھ سہا غزل	١٨٨

ہان کیون نہ بیٹھین ہم ہی بنی سخن چراغ / رکھتا نہین نشان زبان دہن چراغ

محتاج روشنی نہین عشاق آپکی / جلوے سے داغکی ہین تہ پیرہن چراغ

مرنی کے بعد بہی وہی شعلی ہین مشتعل / جلتے ہین ساتہ تن مری زیر کفن چراغ

نیند اونکی لطف خلق کو بیداریان اوسے / ہی پاسبان خانۂ ہر مرد و زن چراغ

درپیش ہونگے عذر گذشتہ اوسی طرح / روشن کرو نہ آجکی شب جان من چراغ

عاشق ہی کاوشون پہ ہمیشہ ہی تنگ گا / جلتا نہین ہی مرقد کوہکن چراغ

جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بہی ساتہ / دکہلائیگا نشیب و فراز چمن چراغ

ہی رفیقی دلیل مصیبت ہی ای منعم / رکہتا نہین مزار غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھتے تو تہی / خیاط کو بہی چاہیی ہر کفن چراغ

مضمون نور زا جو ہوی ضبط ای نسیم / ہی بزم سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۶	ردیف فا	۱۶۹

لائی نصیب کہینچ کے بیداد کیطرف / دن پہر پہرا پہر آیا تو صیاد کیطرف

پاس وفا سے سنہ نہ پہرا وقت نزع بہی / دی جان دیکہ دیکہ کی صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین / سوے چمن کبہی کبہی صیاد کیطرف

مین اجنبی قفس سی قفس مجہسی اجنبی / وہ مجکو دیکہتا ہی مین صیاد کیطرف

ای دام روزگار نہین بخت عندلیب / کیون کہینچتا ہی تو مجہے صیاد کیطرف

کہتا ہی دل کچہ اور ہی یہ طرفہ لطف ہی / ہر یکطرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکہی جو ہنسی روز جزا اوسکی بیکسی / شرماکی ہو گیا اوسے جلاد کیطرف

رو کو خدا کیواسطے یارو کہ جوش شوق / پہر مجکو لی چلا اوسے جلاد کیطرف

ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کی سات / گردن جہکائی جاتا ہون جلاد کیطرف

شوق نیاز ہون کبہی قہر نگاہ ہون / اپنی طرف ہون مین کبہی جلاد کیطرف

ایسے مسافران عدم تنگدل سے گئے
سنہ ہی کیا نہ عالم ایجاد کیطرف

عاشق کا دل ہی آہ مین خوشی کا گذر کہان
آتا ہی کون خانہ برباد کیطرف

مژدہ کسی طرح کا سنتا ہی گر کوئی
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کیطرف

اونکو شگون آمد فصل بہار ہے
تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف

مشق خیال یار ہی یون دل کو جسطرح
سرعت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

۱۰	غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم جاتے ہین دام بلبل ناشاد کیطرف	۱۹۰

بہلا وہ کیا ہو میری حال زار سے واقف
نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکے طفلی قفس مین آنکہ
نہین ہین لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اوٹھائی ہی جسنی تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میری دل داغدار سے واقف

فروغ حسن و شہد لف آسنی دیکھی ہی
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف

خیال گریہ پس مرگ اوسکو کیا ہو گا
جو آج تک نہین میری مزار سے واقف

نہ جانتی تہی کہ تکلیف عشق مین ہو گی
نہین تہی ہم ستم انتظار سے واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف

خلش اوٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
یہ آبلی نہین تکلیف خار سے واقف

ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
نہین ہی جذب دل بیقرار سے واقف

۱۳	مین وہ ہون غنچہ پژمردہ اس چمن مین نسیم کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف	۱۹۱

مین دیکھ کر یہ طول کیون نہ کہون آہ زلف
جز ابتدا انتظار مین نہین انتہای زلف

حسرت یہی کہ گئی دل عاشق مین ہای ہای
شانی نے کچھ بیان کیا ماجرای زلف

یارب دراز ہو شب ہجر اسسے بھی زیاد
رہتی ہی یہ عماری لب بیہرای زلف

عاشق کے دلکو فکر دوئی سی نہین فراغ
شانہ بہی سر لگائی ہوئی تہی قفائی زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ وتاب
ثابت نہین کسیکو بہی کیا مدعائی زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بہول گئی ماجرائی زلف

میری بہی داستان کو اسطرح طول آج
جسطرح ہی دراز ترا ماجرائی زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
رکہتا ہون اور کیا جو تمہین دون بہائی زلف

پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ ری نصیب
کیا اندنون ہی اوج پہ بخت رسائی زلف

اللہ ری ضبط عاشق بیچارہ مرگیا
اتنا بہی اوسکے منہ سے نکلا کہ ہائی زلف

صدقی کیو اسطے سی تمہین فکر کیا ضرور
عاشق کی جان جائیگی لیکر بلائی زلف

قربان اس نصیب کے کیونکہ نہ جائیی
قسمت یہ ہے کہ سر پہ تمہاری ہی چہائی زلف

سچ ہی کہ جب ہم شوق ہی ہی ٹہرائی تسلیم
کیا کیا بلائین سہتی ہین مبتلائی زلف

۱۹۲ ردیف قاف ۱۵

ہم غریبون کو بہی ملجاتی ہین پیمانۂ عشق
یارب آباد رہی صحبت میخانۂ عشق

یاد کیا آتا ہی فرزدہ کہ جو رونا بہولا
قہقہی کرتا ہی کچہ آج تو دیوانۂ عشق

رات کو آتی ہی آرام سی کچہ سو رہنا
سن لو کچہ عاشق بیتاب کا افسانۂ عشق

آہ ہی بنتا ہی یہان کبہی نہ کوئی مشتاق
کب بہلا رہتا ہی خالی کبہی کاشانۂ عشق

اور خاک السی ہین جیسی شہر کی ہی خاک
یہی کرتی ہی سدا پرورش دانۂ عشق

نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پہل اسکا
ظاہرا نخل ثمر سے ہی بری دانۂ عشق

روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر
نہ رکا قید بہی ہو کر ترا دیوانۂ عشق

حال کہتی نہین مرجاتی ہین عاشق خاموش
دیکہ لے شمع کی جلجاتی ہین پروانۂ عشق

سچ کہتی ہین ہزارون کے دم مشتاق
اتنی کیون ہی نہین کم در میخانۂ عشق

بند ہو جائیگا واعظ در توبہ لیکن
وا رہیگا یہین اے ہمدم در میخانۂ عشق

بیخودی عین خودی ہی جو سمجھ رکھتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہی وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو کھل جای کہ کیا عالم ہی
صورتین اور ہی کہتا ہی پریخانۂ عشق

کب تصور سی ہی خالی دل خستہ اید وست
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق

کسکی تہی اسکی سوا منزل ویران مرغوب
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا
ورنہ پھر لوگ کہین گی تمہین دیوانۂ عشق

۱۹۳	ردیف کاف	۱۸

پہنچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

ای روح نہ اتنا قفس جسم سی تو تنگ
آپہنچی ہین تیر نظر یار جگر تک

مرجائینگی پہلی دم رخصت طلبی سی
ہم خود سفری ہونگی تری وقت سفر تک

کچھ دور نہین تیری نزاکت سی جو بل کھای
موزلف کی آئینگی اگر موی کمر تک

یا بوسی کاکل کو جو آسیب پہنچ جای
شانہ بہی نہ آجای کہین موی کمر تک

گو تجکو خبر ہو کہ نہو ہین نہین غافل
آہین مری ہو آئی ہین ہر شب تری در تک

کیا دخل جو کم ہو مری گلگونی دامن
وا رہتی ہین ہر زخم کی سینی سی جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ
ہون آجکی شب اور بہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادی تہی مری جوش جنون کی
پہنچا نہ مگر ہاتہ گریبان سحر تک

ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہی
رہ جای کوئی حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا
جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک

جسکی لیے مین نخچیر ہر دو جہان ہون
افسوس کہ اوسکو نہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکہ لو تم بہی
لی آئینگی اونکو بہی کہتی ہوی گہر تک

ہر چند [illegible] دیوانہ تگ ہی ادب اتنا
آتی ہی قدم لینی کو وحشت مری گہر تک

تنہا تری کوچی سی کبہی ہلنی نہین [illegible]
مجروحی قسمت مری ساتہ آتی ہی گہر تک

وہ حسن کی گرمی ہے جب آتا ہوں تری پاس
شعلہ سا لپٹتا ہے مری پانو سے سر تک

اے ضعف اجازت دے کہ ہیں سینہ سے آشو
آتا نہیں دامن ہی کبھی دیدۂ تر تک

۱۹۴	وہ حال نسیم اب ہے کہ دشمن ہے مرے محبوب منہ اپنا چھپاتا ہے مرا زخم جگر تک	۱۴

خدارا لیچلو یارو مجھے اوس شوخ بدظن تک
یہ حالت اب تو پہونچی ہے کہ رو دیتے ہیں دشمن تک

وہ مطلب ہوں کہ جسکو تم زباں تک لا نہیں سکتے
وہ خواہش ہوں کہ پوشیدہ پہنچ جاتا ہوں دشمن تک

خم پیری کی احسانسے جھکی ہے اسقدر گردن
کہ آ جاتا ہے اب سر گریباں سے مری دامن تک

وہ ہوں دیوانہ مفلس سلاسل جسکی ٹوٹی ہے
میسر مجکو ہو سکتا نہیں پیوند آہن تک

پھر آئی ہے مری نالی بدماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مر کر بھی نہیں جانیکی گلشن تک

میری آنسو بھی لطف بی نیازی سے نہیں کھاتے
وہ گوہر ہیں دامن میں نہیں آتی جو گردن تک

نہیں ہے یاد کچھ طول گرفتاری سے بھولے
ہزاروں بار پھر آتا ہوں جا کر میں نشیمن تک

بنا ہوں بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہے
کبھی ساغر کی قالب میں کبھی شیشی کی گردن تک

دوئی آئی نہیں جیتی مری تاثیر تنہا سے
بگولی خاک ہو جاتی ہیں آ آ کی مدفن تک

بشکل ابر مسکن مجکو آب تیری ہے
بھرے ہیں آنکھ میں آنسو ہیں آتی ہیں دامن تک

نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بھی ہمت سے
گل پژمردہ ہوں کیا جاؤنگا گلچین کے دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت کو
ڈھلا آتا ہے مثل اشک رخسار سے جبین تک

درختوں کو کیا بی برگ سنج مرگ بلبل نے
گلستاں میں لباس ماتمی ہے سبزہ سوسن تک

۱۹۵	نسیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہے بڑھا آتا ہے جوش مضمون فکر روشن تک	۲۶

حجاب بیکسی ہے گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہوں پہنچ سکتا نہیں پھولوں کے دامن تک

بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتی بار بدظن تک
گلا گھٹتا گریباں کی نہ جو اشک آتے ہیں دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا کے آنسو میرے کہتے ہین
مدد اے اضطراب شوق پہنچا ہمکو دامن تک

وہ کہتے ہین یہ ہم کسکے دل بیتابکا شعلہ
کہ چھو جاتی ہے اک بجلی سی آکر میرے دامن تک

ہجوم جوش وحشت سے ہوے ہین بے ادب ایسے
گریبان سے الجھکر ہاتھ آجاتے ہین دامن تک

ہوای بوسہ مین خاک ہو کر بھی پشیمان ہون
ہوا آنے نہین دیتی کسی کی مجھکو دامن تک

قدم جمنے نہین دیتی صفای عارض جانان
پھسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک

ترے چلنے سے چھوٹا آنسوؤن نے ساتھ آنکھون کا
گلے مل مل کے آپسمین چلے آتے ہین دامن تک

ندامت ہوگی اے وحشت جنون گر کچھ رہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتہ دامن تک

نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہے دیدہ ظالم
قسم لے جو بڑھا ہاتہ بھی پہنچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم قفس سیکھے اڑن پر کے
نظر بھی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک

خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا
کہ مجھکو کھینچ لائی تھی ہوای بوی گلشن تک

کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھیرا
نہ ٹھیرا ایکدم گلشن مین جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہے مین کنج قفس مین ہون
صبا کیا مجکو ڈھونڈھ جاتی ہے نشیمن تک

نہ کر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا
نظر سے دیکھ لون یکپل مجھے اجڑے نشیمن تک

گلون کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہین
لگی ہے آگ کوسون کسطرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چھٹکر دام اجل کی نو اسیری ہے
نہین ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑے دام جسم کو
وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائے نشیمن تک

اداے ہم ہاتم ہم صفیر آپسمین کرینگے
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک

قفس کہتا ہے آنکھی وہ صیاد ستمگر کی
کہ میری آرزو بھی جا نہین سکتی نشیمن تک

تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سب کو
نہین آتا کوئی وہ ہمرہی سراغ مدفن تک

ہمیشہ سر نگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہے
صبا بھی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہے جب مجھ مین
ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجھکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اب تو ہی ساقی
چلی آتی ہی جی اُبلی ہوئی شیشی کی گردن تک

برستا ہی جو ابر تر تمنا مین ٹپکتی ہین
ڈبو دی آب مے مین آج ساقی مجکو گردن تک

غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو
ملین گے ہم صفیر و نسے پونہچکر صحن گلشن تک

۱۹۶	ردیف کاف فارسی	۱۵

پونہچی برون سینہ سُلگ کر جگر مین آگ
ای اشکِ دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
کب کی دبی ہوئی تہی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے پائی نظر مین آگ

گر سوزِ عشق اشک کو اخگر بنا ہی گا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرر بار کی مری
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

تھوڑی سی خلاف حلم سی ہوتا ہی خشمگین
کیسی بھری ہوئی ہی مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلی جو چھوتی کوئی اشک گرم
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ

ہی نار سوز ہجر کو پہونکا ہی سینہ و دل
کہتی ہی آہ سینہ لگائی جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہی
جو سنگ ہی ضرور ہی اوسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپشِ التماس سے
بخشے مری دعا نے خود اپنی اثر مین آگ

بلبل کے گریہ نے سے تعجب ہوا مجھے
بھڑکی کہان کی عشق کی اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جسجا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی
ٹھیرے کہان بشر جو لگی اپنی گھر مین آگ

کیا منہ ہی کیا مجال کسی کی ہی اب نسیم
پیدا ہو لطف سی جو ہر ایک شعر مین آگ

۱۹۷	ردیف لام	۱۳

کس منہ سی کہتی ہی کہ مین ہون آشنای گل
بلبل نے بانسے پہ بھی نہ نکالا کہ ہای گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا — بلبل سے بدلی زاغ ہین کانٹی بجای گل
آنکہون سے دیکھو ستم روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتی ہین یہ تھا مدعای گل
ای عندلیب کیا نفس چند کے بہار — دو دن کی بعد پہر وہی ہای ہای گل

ٹہیر اگر قدم ہی تو آغوش دام مین — افسوس دیکھنے بھی نپائی لقای گل
فصل بہار وقت خزان و نوساہ ہین — وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتے تہی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین — راحت کہان اوٹہا نہ سکی ہم جفای گل
ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال — اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لی مکان — رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیی — آئے زبان پہ نہ کبھی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندیدگے نے آہ — کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل
شاید نسیم آمد فصل بہار سے — پیدا ہی چند روز سی سر مین ہوای گل

۱۹۸	ردیف میم	۱۱

دیکھو قاتل بسر کرتی ہین کیس مشکل سی ہم — چارہ گر سی درد نالان ورد دل سی ہم
ہای کیا بیخود کیا ہی غفلت امید نے — حال دل کہتی ہین اپنا پہر وہی قاتل سی ہم

رشک اعدا کی کہی وشن بد نمین استخوان — شمع محفل ہوکی اوٹہی آئی محفل سی ہم
اسکو کہتی ہین وفاداری کہ بعد از قتل بھی — داغ خون ہوکر نچہوٹی دامن قاتل سی ہم

طول تہی راہ عدم گہبرا کی سوتی قبر مین — پاؤن پہیلائی تہکی جب دوری منزل سی ہم
جسم و شن ہی نظر آتی ہین جلوہی روح کی — حسن لیلی دیکھتی ہین پردہ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بھی کہ وقت اضطرار — خوش تو ہو جاتی ہین تیری وعدہ باطل سی ہم
آدہ آبسمین سمجہ لین غیر کا ہی کو سنے — تم کہو ویسے ہماری کچہ تمہاری دل سی ہم

سنکے رو دیتی ہین اکثر صورت زخم جگر	آپ پتہ رماتی ہین اپنی خندۂ باطل سے ہم
رشک ہی حسرت پہ وہ بسمل کو ملتا ہی یہی	اپنی قالب بدل لین قالب بسمل سی ہم
۱۹۹	سینہ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتی ہین اپنی گلشن حاصل سی ہم	۹
زرگر و حداد خوش ہون جو کرین تدبیر ہم	طوق زر ہم پہنین پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانو نسے رکھتی ہین نرالی توقیر ہم	ڈالتی ہین آپ اپنی پاؤنمین زنجیر ہم
کفر و دین کی حد ہی دو نوادا سے جائین گے	ذبح وہ کافر کری منہ سی کہین تکبیر ہم
یہ نہین خوش کرتی ہین دل اپنا امید وصل مین	کہینچتے ہین اپنا جیسا اپنی تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش سودائی	چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بہلا یہ بہی کوئی انصاف ہی	لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم
وصل سہری اونکے ہوگا کچہ اب اسمین شک نہین	کہدو آئین سمجہی اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جہگڑا او ٹہائی کیون نہ لیتی ہین آج	امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم
۲۰۰	کیون نہ مستغنی رہین فصل خدا سے اتنی ہم رکہتی ہین ملک سخن کی شاعری جاگیر ہم	۵
بیہا کرین وہ افعی رہزن تو نہین ہم	چہٹی کی طرح جسے لپس گردن تو نہین ہم
زخمونکو اگر خلق کے انکہونسی چھپایا	سی دینگے بہلا دیدۂ سوزن تو نہین ہم
ظالم صفت شمع مرا حال بنایا	مقراض کی کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم
تہی خاک پریشان بسمن ہی ہین اڑا دو	مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم
دیوار سی کیون رابطۂ دو دلجگر ہی	کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم
۲۰۱	ردیف نون	۸
بدلی نہ گالیو نسے کبہی یار کی زبان	آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی غرض حال ہے صیاد ستم گر
آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف سے
غفلت شعار گر تجھے آنا ہی جلد آ
منہ چڑہتا آجکل نہ کہین شایقان گ
سو دیکھا ہی کمال ہی انجام کو گزند
تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار

گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان
سوکھی ہوی ہی دشت مین پرخار کی زبان
لے بند ہو چکی ترے بیمار کی زبان
بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان
ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان
ہین زخم چپ سے انہین فجار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سی عدو سمجھےگا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوندا اٹھے جو کہلین سیم تن کے پاؤن
جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر ہی نہین
ہون پائے ہم ہی ہی جو وحشی سبک خرام
مدفن کو چشم سوزنی تجہہ حقیر کے
پاس ادب سے گر وہ نہین ہی مقام پا
مشتاطہ دیکھہ تو نہ لگا بیٹھنا کہین

خورشید کی چوم لے اوس گلبدن کی پاؤن
قاتل نے کاٹی پہلی ہی تجھہ خستہ تن کے پاؤن
پہونچے نہین جو تجھہ تک ایسی کہان ہین ہرن کی پاؤن
کنج مزار مین بھی نہ پھیلا سکی تن کے پاؤن
جائیگا کوی یار مین سیر چمن کے پاؤن
منہدی کہان کہان ہی غنچہ دہن کے پاؤن

۲۰۳	باغ جہان مین ہر نہ پہتا ہے پار کو تہکتی نہین نسیم خجستہ سخن کی پاؤن	۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکہون
عیسے سی تیری عہد مین کچھہ ہو نہ سکیگا
وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہوگا
پیر اک یہان بحر فنا کی بہی بہتے ہین

دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکہون
اک بات کی کہتی ہین تو مر جائینگے لاکہون
گو جا نسے جائینگے مگر جائینگے لاکہون
صیاد کی گہر تک مری پر جائینگے لاکہون
تلوار کی ہی گہاٹ اوتر جائینگے لاکہون

٢٠٤	ولہ	٤

بھولوں نہیں وہ کہ بشر نہیں ہون — اتنا بھی بےخبر نہیں ہون

اللہ رے عالم کاہش تن — ہر چند کہ ہون مگر نہیں ہون

دکھلائے نہ دون یہ غیر ممکن — کچھ آپکی میں کمر نہیں ہون

بیجا سے کہے مجھے نہ دونگا — عاشق ہون نامہ بر نہیں ہون

٢٠٥	ولہ	١١

یہانتک طول تھا اپنے نفس کا ہجر کی شب میں — دعائیں جاگ کر سو رہیں آغوش مطلب مین

بھرا ہون کچھ نکل جائے نہ منہ سے ضبط مطلب مین — کہ ہو جاتی ہے ریزش شیشہ جام لبالب مین

ہمیں حسرت سلامت کہکی صلواتین سناتی ہین — غضب کے تلخیان ہین اوسکی دشنام سود لب مین

مری آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہے لال اشک جہین کر دامن شب مین

یہانتک راہ دیکھی زلف شب پر نور میری سے — کہین آنکھ جھپک آئین نہ ہین چشم کوکب مین

کہ وقت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے — تو آرے گ لتا ہے اب نیش عقرب مین

لیے انکا ساقی نے ہزارون جام گردن — نگاہین جمع سب کر رہ گئین جام لبالب مین

بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارونکا — شرار آہ خوابیدہ ہے کوہیلو ہی کوکب مین

لب رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے سب تو ہی — کہ تجھے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین

یہا ہے نورکا دریا تری چاہ زنخدان سے — بلندی حسن نے پائی الشیب سطح غبغب مین

یہانتک جذب کھلایا مری بیتابی دل نے — کہ تاثیرین کھچ آئین حرم سے آغوش یارب مین

٢٠٦	ولہ	٣

لطف کہان اب وہ ملاقات مین — بات نکلنے لگی ہر بات مین

تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ — تیرہ نصیبی جو ملی رات مین

٢٠٧	فضل خداوند اگر ہے نسیم	دیر نہین حل مہمات مین	١١

تمکو بہی مشکل پڑیگی عاشقونکی داد مین
دونو عالم مین ہماری حلقۂ فریاد مین

پوچہ لو ہم جانتی ہین جو جب گذری ہی راتکی
چشم وا ایسا نہ شب ہی تمہاری یاد مین

بار ایجاب دعا ہی سر اوٹہاؤن کسطرح
حلقۂ احسان پڑی ہین گردن فریاد مین

کس تماشا دوست نی مجہو تماشا کر دیا
کون لی آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سی نکلی بہی نہین تہی صفا اسم ابتداء عشق
پہلی ہی رونی لگی ہم خدمت استاد مین

جانب میخانہ جو ہمنی قدم رنجہ کیا
جام چہلکی خم لنڈہی رسم مبارکباد مین

لطف تکلیف قفس کچہ ہمسی پوچہا چاہیے
ہاتہین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین

اور ہی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہون
زخم منہ کہولے ہوئی ہین لذت بیداد مین

برق نی اک طرز بیتابی مرا سیکہا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے
ننگ آتا ہی کہ جائین صحبت جلاد مین

۲۰۸	بلبل بستان حدیث ہیہاتِ چل نسیم	عمر کو ضایع نکر اس گلشن بیجاد مین	۱۲

دل جگر یا ہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دو زیادہ ین چاہین قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تہا عقدۂ پرپیچ کا تقدیر مین
دی گرہ جلاد نی ہر حلقۂ زنجیر مین

درد سے نا آشنا ہوتی ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو ندیکہا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میری قت کی جو کہینچی دست مانی نی شبیہ
حیز ہجوم اشک خامہ کچہ نہ تہا تصویر مین

اسقدر ٹکرائی سر حبس سی آہن شگاف
جی مین ہی پیدا کرین خانۂ زنجیر مین

پیرہن کچہ کہہ رہا ہی میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہی تحریر دامنگیر مین

کم نہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سی
صورت گرداب ہی سر گشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نی دی نہ رخصت دشت کی
عمر بہر ہمنی بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکہو تمنا ہی وصال یار سی
آج تک ہم ہین فریب آہ کی تاثیر مین

چھوڑ کر خط قفا جلاد نے کاٹا گلا — دو خط معکوس توام ہو گئی تحریر مین

۲۰۹ — گر کوئی جاہل نہ سمجھی شعر تیری ای نسیم / کونسا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین — ۲

ہی عجب تاثیر ہو یہی ہماری حال مین — ہوش ابر ہو تسے نہین ہین کاتب اعمال مین
طوق نی آغوش پہیلائی ہماری واسطے — بڑہ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

۲۱۰ — ولہ — ۲

وہ کسئی ہب سی اگر آئی کہین قابو مین — دل کے مانند ہو بیچین سی پہلو مین
اشک ہاتہو نسے جو پونچہے تو کہا جہنجلا کر — آگ لگ جاتی ہی یہ گرمی ہی تری آنسو مین

۲۱۱ — ولہ — ۳

مر چکے جیسے کہ مرنا تہا ہمین — کر چکے جو کچہ کہ کرنا تہا ہمین
اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تہی — عمر کا پیمانہ بہرنا تہا ہمین
بوسہ گر لیتے تو کہاتی ہان قسم — راستی سے کیا مکرنا تہا ہمین

۲۱۲ — ولہ — ۳

سمجہ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین — بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین
لحاظ بے ادبی ہی اوٹہاتین سر کیونکہ — بہت وفور نسے نہین التفات ہوش ہمین
اوٹہا سکین گے یہ تکلیف پیرہن کیونکہ — لباس برہنگی ہی وبال دوش ہمین

۲۱۳ — ولہ — ۹

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت اسکی ہمین — چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین
رہنمائی تیرگی ہی منزل مقصود مین — شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور — چاہیی ہی اور بہی گردن تہ گردن ہمین
دیکہ کر چہکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال — لیجیے ہمسی گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون کم کچھ بھی | چاک ہر جا سی بلا ہی پہلوی مدفن ہمین

فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ برسون ہوچکی | خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسی سی فرصت منت کشی ہی باغبان | داغ دل سی کھلا ہی ہر جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز | موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست | کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

ولہ

۲۱۴ — ۱

موت کا ہیکہ قیامت تک اب آئیگی ہمین | سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

ولہ

۵۱۶ — ۱۴

بسکہ ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین | ہم ابھی کنج قفس سی مرغ نو آزاد ہین

جوش خون ایسا یہا تن خشک ہی تا بید | اور دیوانی ہین جو جنگلی لیے فصاد ہین

تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر | مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعان پر ہوس خیل مگس سی کم نہین | وہ نہ دو کچھ پاسبان خانۂ قناد ہین

حلم سی مرنی نہ پائین بسمل تیغ جفا | اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین

ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان | مدتونسی مبتلای رحمت صیاد ہین

ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار | ساتھ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین

آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین | ہر جگہ دو چار اپنی مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دلسے نہین ہمکو قرار | صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین

کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتی نہین | عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین

کب یقین ہی کہ کبھی آغوش آئی ہوگی نیند | رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین

کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہوجیی | چند دن کو وارد دنیای بی بنیاد ہین

ہاتھ کھینچا جب جہانسے بی نیازی لگ گئی | کیا کسیکی ہم بھلا منت کش امداد ہین

۲۱۷	خاکسار و نکو غرور طبع بیجا ہی نسیم اپنی منہ سی کب کہا ہمنی کہ ہم استاد ہین	۴
یہ لب جو سے ہوے کیونکر نہین ہین		کہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچھ تو گذرے		کہ رخسار تری انور نہین ہین
مبارکباد آزادی ہمین کیا		یہان مدت سے بال و پر نہین ہین
نہ پوچھو شمع سے تکلیف ہستی		کہ شب بھر مین ہزارون سر نہین ہین

۲۱۸	ولہ	۴
رہی دو چار دن کی سیر اب بستر اوٹھاتی ہین		عدم مین بھی نہ بہلا جی کہین ہم اور جاتی ہین
ہماری بعد قاتل انتظار چند دم کرنا		کہ مشتاق قضا ہین اور وہ بھی چار آتی ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے		نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتی ہین
ابھی دیکھی نہین تمنی اثر جذب محبت کے		کہ وہ انکار دیکھو کسطرح سی کہینچ لاتی ہین

۲۱۹	ولہ	۴
الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین		پہلو مری مطلب کے پہلو سی نکلتی ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتی ہین		ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتی ہین
کچھ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا		وہ گل کی طرح میری قابو سی نکلتی ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی		بو دیتی ہین گل میکی ہم عطر جو ملتی ہین

۲۲۰	ولہ	۸
کرشمی غمزی سب اوس فتنۂ عالم سمجھتی ہین		تری اس چشم دزدیدہ کے تیور ہم سمجھتی ہین
نظر مین بی ثباتی ہی یہانتک دار فانی کی		صدائی خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتی ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سی		قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتی ہین
سوال مخلصی ہمکو اسی صیاد کیا حاصل		بہار گلشن ایجاد کو ہی ہم سمجھتی ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنی دل محروم راحت مین — انیس وقت تنہائی تجھی اے غم سمجھتے ہین
گمان نطق سے کشتوں پہ چشم سرمہ سا کی ہی — دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتے ہین
دل صد چاک بھر آتا ہی بی تکلیف ہر بارہ — سرشک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتے ہین

۲۲۱	نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین کوئی اردو کو کیا سمجھی گا جیسا ہم سمجھتے ہین	۱۰

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین — کیا تیری دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین
بیرحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا — اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
اوس بت کو دیکھ آئی وہ جیتے سی کہتی ہین — کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین
حد سے فزون غش آئین کب کہ بہلا دو مزاج — کیا آپکا خیال بھی دھیان رہا نہین ہو
ڈرتا ہون بد مزاج کہون کس طرح کہ مین — دو روز گھر مین آپ کی مہمان رہا نہین
بس بس معاف حوصلی اپنی تھکا نہ تو — ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
امید وصل مین ہی وہ خود رفتگی مجھے — تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین
مدت ہوئی فراغ تعلق ہی جنون — اب ہاتھ کیا بڑہین وہ گریبان رہا نہین
کسکو فروغ حسن سی تیری امان ملی — کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین

۲۲۲	پیری مین التفات محبت سی کیون نسیم گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین	۳

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین — چھپ جائین سینہ دکھا کی وہ زخم جگر نہین
گو فرض ہی قبول دعا ہی مگر مجھے — احسان بخت بد سی امید اثر نہین
کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر — ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

۲۲۳	ولہ	۱

میری مرگ کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین — ہای اب کیا کیجی یہ بھی اوسکی زبان نہین

اشک میری پاؤن دہوتی ہین جون ملتی حنا		تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے		لطف بہی اوسنی کیا جسمین کچھ احسان نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو کر تو کیا		دل عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون اسی ہجوم انفعال		یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین
دیکہ ظالم کیا سکہایا جلد اشک گرم نے		تر ہوا لیکن کہین تر دامن مژگان نہین
اس سرودنی سی ابی احسان ہے رہنا خوب تہا		گو لیے ہے سے مگر کچھ ہی مرا ارمان نہین
کسکی زرد دیدہ نگاہین سیتی ہین کُتی ہین گہر		پہر یہ کیون کہتی ہو میری ملین کچھ ایمان نہین
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہوجاؤن رکہی بکنی غیر		آدمی ہون کچھ تمہارا خندۂ پنہان نہین

٢٢٤	ہی جو اس پر رحم کی مرضی تو پر بسم ہیم کش مکش سی ہم کو حاصل فراق جان نہین	٣

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین		مضمون صاف ایک بہی تحریر مین نہین
تکلیف کشمکش سے خدا را معاف کر		حالت ابی حیوۃ کی زنجیر مین نہین
ظالم عزیز رکہتے ہین اکثر فروتنی		تم کس گہڑی عیان دم شمشیر مین نہین

٢٢٥	ولہ	١
شوق شراب خواہش جام و سبو نہین		ہی سب حرام جیسی کہ میل تجہ نہین

٢٢٦	ولہ	١٧
تمسے کیا تشبیہ دون فکر دوبی یکسو نہین		ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین
استقدر مفلس ہوا ہون وجہ گوہر شال		مدتین گذرین کہ میری آنکہین آنسو نہین
آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بہی تیرا طرح		ای پری کس کی تیرا سایہ جادو نہین
ربط باہم کے خوبی با ہم سکین تجہ بتا ہین		یاد رکہنا جان جان گر مین نہین تجہ تو نہین
آنکہ کی تل کی سیاہی مشک سی ہی کچھ بہر پا		کسطرح اسکو کہین ہم نافہ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آئے اسے جو زبانتک جان تک
نوش کی قابل لعاب افعی گیسو نہیں

طوق ہو کر رہ گئی ہی ہان کسیکے نگاہ
حلقہ نظارہ ہی یہ حلقہ گیسو نہیں

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمین
سینہ اپنا آشنائی زحمت ابرو نہیں

نوجوانونکے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دلکو صحبت پہلو نہیں

ہین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی سیر غبار
کونسے دن طوطیا ہی دیدۂ آہو نہیں

حادثات دہر کی کس شیشے نے پایا ہی فراغ
حبابہ آئی خطوط موج سے آنو نہیں

ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہیں

کینہ صیادی کیسی سبکدستی ہوی
تیر ہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہیں

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچھ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہیں

ہر کدورت سے صفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہیں

کیا کرین بے اختیار ایسی نہین کچھ اختیار
آب پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہیں

٥	کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہیں ❖	٢٢٧

جو کہ ممسک ہین کسیکو دل مین جا دیتی نہین
زخم باطن ناسا باطنکی ہو دیتی نہین

ساتھ اپنا مدتونکی آشنا دیتی نہین
کیا کہا تمنی کہ نالی ہی صدا دیتی نہین

یہ وہی لب ہین جنھی شبکو نصیب دشمنان
آپکی بوسی بھی ہمکو اب مزا دیتی نہین

واہ رہی مطلب شناسی انکی جسکی ہو رہے
عرض مطلب مین جو آپ عا دیتی نہین

آپکے اشفاق بھی عزت مین معلوم ہین
ہمکو پہلو مین بٹھا کر اب وہ اٹھا دیتی نہین

١٦	ردیف واو	٢٢٨

دوستی کہتی ہین کسدر جیبرا آنسو
ساتھ آتا ہی ہر آنسو کی برابر آنسو

نوک مژگان سے شبکی ال تو نظر
پاتی ہین بال بھی بھی صدرنہ لشتر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل / دیکھ کے بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو

صبح کو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہی / شب کو یہ ہو ڈالتی ہین حرف مقدر آنسو

اے فلک یہ پنہان ہی کیسکی غم مین / دامن ابر سے چھنتے ہین برابر آنسو

گریہ یاد آگئی نہ سمجھنا بیکار / ایک دن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو

اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا / نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو

سرد مہری بتان نے جو رلایا ہمکو / بنگئی جھلکے مرے آنکہ مین تہر آنسو

گریہ گرم نے خنجر کو بنایا آتش / تھے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو

آبشار اشک کے کام آتی ہین عریانی مین / کہ اوڑھا دیتی ہین اکثر مجھے چادر آنسو

غم سے معشوق بھی خالی نہین شبنم سے گواہ / رکھتا ہی دامن ہر برگ گل تر آنسو

بادہ بے یار پیون شرط وفا سے بعید ہی / جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو

شوق نظارۂ جانان مین فلک روتی ہین / دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو

ڈھونڈھتی پہرتی ہین کیا کیا مری آنکھین اوسکو / ایک بھی ہوتا ہی دامن سے جو باہر آنسو

گریۂ چشم بھی ہوتا ہی عجب کیا اسکا / کہا کرتے ہین زخم بنسی ہی اکثر آنسو

۲۲۹ یاد دندان پہ پرے جو سفتی ہین ہم / گوشۂ چشم مین بنجاتی ہین گوہر آنسو ۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجکو / آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۲۳۰ ولہ ۹

کس سے تمثال دون بدن لالہ مثال کو / پوچھا کبھی خیال نہ میری خیال کو

ظالم دل اسیر سے ہوگا خاک پر / جنبش اگر ہوئی تری کاکل کی بال کو

قاتل سے لطف سے ہی یہانتک ہی بی دماغ / دست دعا نہین جو اوٹھا یئن سوال کو

وحشی وہ ہون کہ جان کو ہی تن سے ننگ / مجھسے بھلا مثال کہان ہی غزال کو

نے پائین آبلے ہین نہ صحرا مین نقش خار / حیرت نہ کسطرح ہو مری پائمال کو

آنیکے انتظار مین تیر سے لب پر کیا — انفاس وقت نزع بشب ماہ وسال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پونہچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکے نہ سنان خنجر ناز — پونہچا نہ تیر زخم جگر اندمال کو

۲۳۱	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہے کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	۱۱

غور کرنا دوستو سمجھنا تو انکی حال کو — آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا یا کسی پردہ نشین کی چال کو — خاک کی پتلے ہین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی اپنے استقلال کو
بڑہتی بڑہتی اشک دامن تک رگڑنے لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا — لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج کو ہر سر پہ پہنا آبلو نسے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہمنے جنونکی مال کو
بے تکلف جلوہ حسن صنم تھا استعارت — مہر کو رخ مہ کو عارض قد سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو بیرنگ شعر نی — اپنی عجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اپنے دہن حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ شفا — جنبش لب یار کی کافی ہے دونو حال کو
روشن و تاریک مین یکسان فرا جکا ملا — مصحف روکا تری نقطہ مین سمجھا خال کو

۲۳۲	مصطفے سی ہے تجھی چشم شفاعت اے نسیم بخش دیگا ایزد برحق تری افعال کو	۳

او رچندے صبر کر دل ہے فنا ہر کام کو — ایکدن ہوتی ہے گردش گردش ایام کو
بعد مرگ بھی آنکھیں ہین وقف انتظار — لطف بیداری میسر ہے نہ آرام کو
کس کی یاد ہی سی ہے اس بات کا طور — ہمسر عرش معلے دیکھتے ہین بام کو

۲۳۳	وله	۴

دی ہی عجب تاثیر خدا نے کچہ میری افسانی کو — رو کے اوٹہا وہ پاس سے میرے جو آیا سمجہانے کو
نعش تری ہی مقتول کی جب تجویز ہوی لیجانی کو — ابر ہوا آمادۂ گریہ رعد اوٹہا چلانی کو
مستو نکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانی کو — توڑا ہر سبو مینا چور کیا پیمانی کو
ناز اجل کیون اوٹہائی آج نہ آئی کل آئے — ابروی قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی جانی کو

۲۳۴	ولہ	۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہ ہو — فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر — یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہ ہو
اے دل ستمگرون کی صحبت سے گذر — وہ یار ڈہونڈ لے جو اذیت طلب نہ ہو
ہو کچہ کہا وہ پہر کبہی آئی نہ تا دہن — جو کچہ ہوا ہوا یہ رہی پاس اب نہ ہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجہی پسند — میرا وہ نام ہو جو کسیکا لقب نہ ہو
ممکن نہین کہ ساتہ چہٹی رخ کا زلف سی — ایسا بہی کوی دن ہی کہ جسکے [illegible] شب نہ ہو

۲۳۵	اچہی نہین ہی یار سی بیہودہ چہیڑ چہاڑ کچہ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہ ہو	۱

ایجان کیون نہ عاشق مضطر و بیدل ہین — اوس دلسے پوچہیے کہ جہان تو بغل ہین

۲۳۶	ولہ	۲

عجب سے کیا احبا دیکہتے ہو — او نہین دیکہو مجہے کیا دیکہتے ہو
خبر بہی ہی یہ ہوتا قتل ہی کون — یہ کسکا تم تماشا دیکہتے ہو

۲۳۷	ولہ	۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو — ہین چہی برابر بیت ابرو ہو تو ایسی ہو
نظر آتی گہٹا کیفیت مو ہو تو ایسی ہو — جگر ہو جاتی پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو
مری ایذا کے بخشی دلکو ہر کروٹ [illegible] — کہٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا سوہان سے پہچون نے قیدی یار چوٹی کو
بجا ہی گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کانکی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفا ہی سی نکی جب پڑا عکس اونکی چہرہ کا
پکاری دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوشی رہی ہمکو قیامت ہین
نہ پہچانا اداسی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان فیج نکلے روح لفظ مرحبا لیکر
مری قاتل توان ست وبازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک سید ہی نو آنکہو نسے
ستارع درد دلنی کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۲۸	ردیف ہای ہوز	۲۰

کسکو غرض ہی جو اسیر بلا کے ساتہ
بیکس وہ ہون اثر ہی نہین ہے دعا کی ساتہ

ہین دور غیر پاس نکہ بے نیاز ہون
او بت نگاہ کر کہ نہین کچہ خدا کی ساتہ

کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
پستا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کی ساتہ

ممکن نہین نصیب ہو بی رحم کو رفیق
دیکھی نہ ایک روح بہی ہمنی قضا کی ساتہ

لیجائیے اسی ہی سبکدوش ہون کہین
رکہیے سی سید بہی اپنی حیا کی ساتہ

باتین سُنی عتاب اوٹہائی غضب سہے
کس کسطرح ذلیل ہوئی لکولا کی ساتہ

جب لیچلے اوٹہا کی جنازی کو اقربا
محشر و میان مری ہوئین آنسو بہا کی ساتہ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ٹہیرا نہ ایکدم کہ اوڑا مین ہوا کی ساتہ

کہتے تہی وقت نزع بہی اسروح بار بار
اسی جسم دیکہہ جاتی ہین تنہا ہم آکی ساتہ

یہ بی سبب نہین کہ جو ٹہتنی ہین سیکڑون
مٹتا یہ کچہ او ربہی ہی ترے نقش پا کی ساتہ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہی
تو بہی یک نرم ہو ساغر اٹہا کی ساتہ

حرف نکلے بوسے لفظ کا منہ چوم شانہ کون
الفت ہی مجکو سلسلہ مدعا کے ساتہ

رکتا ہی بال بال مین قدرت خدا کی ہی
شانہ بہی ناز کرتا ہی زلف دوتا کی ساتہ

دامن مین اشک دل مین بلا است لجہ تیرہ
کیا کیا دیا نہ آپنی بیجان لا کے ساتہ

فریاد کی تبسم نے وقت فراق روح — افسوس آشنا ہی نا آشنا کی ساتھ
روشن ہین خود بخود مری سینی مین استخوان — اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کی ساتھ
گر دل دیا بتونکو تو کیا اس سی فائدہ — الفت بشر کو چاہیی اپنی خدا کی ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج — سو حسرتین ہین اور مری التجا کی ساتھ
ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہی دلربا — کچھ لطف بھی شریک ہی طرز جفا کی ساتھ

۲۳۹	کیا التماس حال کرون اپنے تبسم پھر سابقہ پڑا ہی اوسی بیوفا کی ساتھ	۲

ہستی چھپی ہوئی ہی عدم کی خبر کی ساتھ — پوشیدہ ہی نشان دہن بھی کمر کی ساتھ
صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا — اسیر مخلصی بھی گئی بال و پر کی ساتھ

۲۴۰	ولہ	۱۴

ہو اہل کرم کیا مین کہون تم سی زیادہ — وہ می ہو جسے بذل ہو حاتم سی زیادہ
مرنیکو ہیں عیش سے بہتر ہو سمجھتے — ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ
اشکون کی جو بارش سی نکلتی ہین صبا مین — غل ہوتا ہی دریا کی طلاطم سی زیادہ
کیا سہتی ہو آو گاہ سے مری ملجا — گھبراتا ہی انسان تجسم سے زیادہ
وہ رات کی ہجران نگران ہین تپ و تب روز — آنکھین مری داہی ہین انجم سی زیادہ
تکلیف سخن اوسمین جلاتا ہی یہ رنج — ہی آپکا اعجاز تکلم سے زیادہ
مرکتے نہین برسون سے مری جوشش گریہ — ہی قصد کہ بڑھ جائی قلزم سی زیادہ
شاکر رہی اللہ پر انسان تو بہتر — ملتا نہین کچھ رنج و تالم سی زیادہ
یہ زیر قدم آپکے رہتا ہی شب و روز — عزت مری بستر کی ہی قاقم سے زیادہ
افزائش بیجا سے بہا تم بھی نہین خوبین — رکھتی نہین وقعت جو ہو کم سی زیادہ
فیض لب جان بخش سی جیتی ہین ہمیشہ — مرجاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہیں وہ منہ پھیر کے کیونکر کہیں بیدرد — دکھتا ہی جو دل میری ظالم سی زیادہ
کہتے ہیں جو کہنا ہو وہ دو باتوں میں کہیے — گھبراتا ہوں میں طول تکلم سے زیادہ
لاریب تسنیم آج ہوے مثل جہاں میں — اس فن میں نہیں اور کوئی تم سے زیادہ

۲۴۱	ردیف یای تحتانی	۴

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جائے — غالب ہی جگر میں خلش تیر بدل جائے
چاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جائے — سرخی سے سواد جگر تیر بدل جائے
ایجان کوئی مہر کوئی ہو مہ کامل — دو عارضوں میں صورت تنویر بدل جائے
گر مجکو رولایا تو ہنساؤ بھی کوئی دم — اب اور طرح پہلوے تقریر بدل جائے

۲۴۲	وله	۷

بیتابی فراق سے عالم بدل نجائے — نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجائے
وہ مجھسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن — بی اختیار نالہ دہن سے نکل نجائے
روتے ہیں ضد یار سے ناراض ہیں کہ ہم — جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجائے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے — ٹھنڈی ہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے
ابرو چڑھی رہی صف مژگاں پھری رہے — خم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجائے
شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی — پیغام بر جناب قضا کا دہل نجائے

۲۴۳	کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی تسنیم پائی نظر ہزار جگہ کیوں پھسل نجائے	۱۰

کیا دل میں ارادہ ہی جو بانہیں کمر آئے — بیطور رہے طور تمہارے نظر آئے
کم مرگ سے فرصت ہے یہاں نامہ بر آئے — کچھ اور خبر جائینگے جبتک خبر آئے
نکلے سلامت تری کوچے سے کبھی ہم — کچھ لے ہی گئی سر پہ بلا جب ادھر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئے غیر بلا سے — ہم خوش ہیں کہ خالی پھری کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کہو لو کہ سحر ہونے نہ پاے
جبتک کہ شب وصل کی شام دگر آئے

اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین
آنکھ ہمین لہو کیون نہ ہماری اوتر آئے

قاتل نہ ہی حاجت تکلیف دوبارہ
سر پر جو پڑی ہاتہ کمر تک اوتر آئے

کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تہی برابر
دنیا سے مری ساتھ بہت ہم سفر آئے

۲۲۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	۹

جواب دیکہیے کب لیکے نامہ بر آئے
دہڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر آئے

دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات
کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آ ئے

شب فراق تہی نالان شب اجل خاموش
کہین تہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے

نشان بجا ہوے ہین یہ کیسے بوسو نکے
کہ دونون صفحۂ رخسار پر ابہر آئے

ہوا ہی سیر چمن تہی قفس نصیب ہوا
کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے

تمہارا عقدۂ کاکل کسے سی کیا سلجہے
کہ پیچ کہا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تہی تمہاری کہنے سے
فراز عرش سے نالے مری اوتر آئے

وہان مجہی لیے جاتا ہی اودل بیتاب
کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

۲۲۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۹

لو دلکی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی
ساغر نہ بہرا تہا کہ اجل کی خبر آ ئی

بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو
نظارے سے اپنی تو اجل پیشتر آئے

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
وان جام لبالب ہی یہان چشم بہر آئی

کیا چیز ہی نظارۂ حسن رخ جانان
جس سمت گئی پہر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین چرخ و زمین کی نظر آئے — پھر جوشش زاری پہ مری چشم تر آئی

تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم — معلوم نہی کچھ کہ کدہر تھی کدہر آئی

بلبل کے تو قسمت مین بچا کام قفس ہی — کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئے

کیا پوچھتی ہو ہماری بسر ہوتی ہی کیونکر — نالو نسے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

۲۴۶	ہر شعر نسیم جگر افگار ہی خورشید عالم مین مری فکر رسا نام کر آئے	۱۰

آیا ہے خیال بیوفائے — کیونکر وہی گفتگو پھر آئے

اوبت نہ سنے گا کوئی میرے — کیا تیری ہی ہو گئی خدائے

روکو روکو زبان روکو — دینے نہ لگو کہین دوہائے

صحرا مین ہوے گھر فشانے — کام آئی مری برہنہ پائے

چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم — آخر تیغ نگاہ کہائے

تھوڑا کانٹون نے آبلون کو — برباد ہوے مری کمائے

بوسہ ہم آج مانگتے ہین ہا ہا — کہتے ہین قسمت آزمائے

توبہ شکنے شباب مین کر — کب تک ایسجان پارسائے

کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر — آفت کی رات سر پر آئے

۲۴۷	رخصت ہے نسیم جلد دیکھو کر لو گر ہو سکے بھلائے	۷

اب وہ گلی جائے خطر ہو گئے — حال سے لوگون کو خبر ہو گئے

وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے — بات نہ کی تھی کہ سحر ہو گئے

دیکھین اے ضبط یہ دعوی تری — رات جدائی کی اگر ہو گئے

حضرت ناصح نے کہی بات جو — ہم اثر درد جگر ہو گئے

مین نہوا غیب ہوی مستفیض ؎ تیری نظر تہی وہ جلد ہر ہو گئے
یاد کسی سے کے سمجھے پہر اندنون جوشش زن دیدہ تر ہو گئے
کس سے کے ہم آغوش کا تہا عزم جو زلف تری طوق کمر ہو گئے

۲۴۸ ولہ ۴

ہمنفس پہر آہ و زاری سے ہو گئے پہر وہی حالت ہماری ہو گئے
بے سبب ہر بات مین آزردہ گئے کیا بُری عادت تمہاری ہو گئے
ہمنفس سب کچہ سمجھتے ہین مگر کیا کرین بے اختیاری ہو گئے
آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف اب تو آخر رات ساری ہو گئے

۲۴۹ ولہ ۶

الطاف جو وہ آپکے پائی نہین جاتے تکلیف تو کیا ناز اوٹہائی نہین جاتے
اللہ رے بیدردی سر مدفن عاشق دو اشک بہی آنکہون سی بہائی نہین جاتے
جو ہمپہ گذرتی ہی کہین جلد گذر جائے ہر روز کی صدمی تو اوٹہائی نہین جاتے
دشنام تمہاری لب شیرین سی سُنین کیا وہ تلخ نوالی ہین جو کہائی نہین جاتے
مے دیتے ہین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی پانی کے بہی دو گہونٹ پلائی نہین جاتے
کوئی نہ پہرا قافلہ ملک عدم سے کیا پانون گڑی ہین کہ اوٹہائی نہین جاتے

۲۵۰ ولہ ۳

ایسچان لڑکپن کی تری سنے نہین جاتے ہان سچ ہی کہ بگڑی ہوئی عادت نہین جاتے
نشتر ہوئے بیکار تہکے بازوی فصاد اسپر بہی کسیدم مری وحشت نہین جاتے
سر کاٹ لیا اب بہی گئی نذر کو قاتل مُردونکی بسی مرگ بہی ہمت نہین جاتے

۲۵۱ ولہ

کب اُلکی مری پاس وہ بے سہم نہین ہوتے کس عید مین سامان محرم نہین ہوتے

دیوانونکو دنیامین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے

تصویر کو کیا خوف ہی شانیکی خلش سے
وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہوی نرمی
شیشونکے نظاہر ہی کبھی نم نہین ہوتے

یہ سچ ہی کہ بیوجہ بدلتی نہین خلقت
مردی جو ہین وہ نالۂ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیی آتے ہین کہانسے مری شکوی
کم ہوتے ہین ہرچند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھونمین ٹھہرتی نہین دم بھر
یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے

آویزۂ گل آتی ہین خالق کیطرف سے
کم موتیو نسے دانۂ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی تری چہوٹنے والی نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بی سم نہین ہوتے

بیفائدہ ہی فکر مری چارہ گرون کو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دل جانی کہ سمجہے اس بات کی تہ کو
محرم سی تری بات جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہی طبیعت مین خدایا
جلادو کی تیغونمین کبھی دم نہین ہوتے

۲۵۲	کسوقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسوی برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھڑاؤن خفگی سہی کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کو بھی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہی کہ جفائین نہ اوٹھین گی
دل رکھتے ہین پر آپکے قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیون ناز اوٹھائینگے نسیم اہل دل کے حاجت نہین رکھتی کوئی مشکل نہین رکھتے	۱۰

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجھ کے اے دل
ایسے بیدرد بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس سے فریاد
نکلے گا کام کیا دعا سے

رولین آؤ گلے لپٹ کر
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے

ہم تک ہی کوئے شمیم گیسو
اتنا کہدیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے بیان دیدے
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

۲۵۹	دیکھا اسے بکو تبسم دیکھا خاموش بیان مدعا سے	۲۲

خالی نہین فلک ہی جنون کی غذا سے
پینے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چھپا ہین شراب نور کی آنکھون مین ستیان
بیتی ہین باندھ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیر آہ ہمار خصت آشنا
سینہ چھپا رہی سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسیکی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیکھو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہی بوی خون قدح آفتاب سے

مجھ چال ہون تب دیرینہ ہی مجھے
مانگو دوا کی واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
آنکھین لڑی ہوئی ہین مسی آفتاب سے

نظارہ ہائے حسن سی سینہ ہی داغدار
حاصل ہی آفتاب مجھی آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان لونگا بعد فنا ناتوان ہون
شرمائیگی نہ لاش کفن کی حجاب سے

نادیدہ دید ہی تیری آفت سہی کم نہ تھی
بے پردگی ہوی مجھی طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے
ٹپکی شراب شوق جگر کی کباب سے

اوا حسن مین مجھی لب بستگی رہی
نکلے نہ بات ہی دم پرسش حجاب سے

فریاد دشت خنجر جگا گئی کیا ہمین
خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولا یا اونہین خوب
دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکی گلی مین گہونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگے
باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائینگے
مستی کو کہینچ لینگے حباب شراب سے

یہ لطف پھر کہان جو نہین بی نیازیان
طفلی کو پھیرے تنگ ہی شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نے بخشین جلا دتین
لبریز ہین وہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

۱۹	ہان ای شمیم اپنی شفاعت کیواسطی حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے	۲۶۰

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکی دہن تصویر سے
ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائی مرغ زرین دام چرخ پیر سے

کہینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کیا عجب
بلبل تصویر نکلی بیضہ تصویر سے

سخت خفتہ ہی سلایا تیری دیوانی کا پانو
چشم غفلت ہی بیدار دیدۂ زنجیر سے

محنت دیوانگی نے کچھ نہ پیدا کیا
نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

تشنہ دیدار ہی زخمون قاتل کس لیے
دیکھ کیا پانی چرا یا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہے تا کسب جمعیت سی زخمونکا ملکہ
کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی وہی کہتی ہی باہم استخوان
تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز میں کہین پایانکی بہار
بانگ لین کہین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی ہر
شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوش پر یکسان ہی ہی زاری دیوانگی
مدتون آنسو بہی ہین دیدۂ زنجیر سے

چھپ ہی نہین شاید مری سکن گریبان جنون — جو نہین آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے

درد نوشی کی عوض ہی درد نوشی بادیا — گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے

کیا اثر تھا جب کھینچا نقشہ تری تیغ اجل کا — رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

مغفرت صدقے رہی مدفن ہی پیری تو ن — منہ چھپایا یار کی ایسا دامن تقصیر سے

کس ہوا خواہ اجل کے نیطر ایسی لگے — زخم کو اچھے ہوا آب دم شمشیر سے

کہنہ مشقی ہی ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین — تھی جو انہین انہین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکھتا ہی نہایت گریہ بیمار کی — زخم سے کیے بچھتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

۲۶۱	کیا کہین ہم داستان شست و حست ای تسلیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	۷

ای ہم نفس وصل کی گذریگی خاک آرام سے — مرغ سحر معروف ہی شوق فغان شام سے

ہین عاشق خستہ جگر کہاتی ہین غم آٹھون پہر — ہی جا ہی بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے

افسوس اکروٹ تا غبی حوا بیدگان گلی — قصہ ہٹا کر زیست کا کیا سو ہی آرام سے

صیاد آزردہ نہو کر جرم بیتابی معاف — دیکھی تھی شکل قفس واقف نہ تھے ہم دام سے

ای نامہ بر خط کیا لکھا ہین یہ لکھا ہی الکرم سے مہر — واقف نہین وہ دلربا ابتک ہمارے نام سے

آیا نہین ہی وہ ابھی جاتی او دواسی تین — آغاز ہی آغاز ہی صبح مصیبت شام سے

۱۶۲	بس ای تسلیم خستہ جان مشق نالہ تا کجا سونے نہین دیتی ہمین گذری تمہاری کام سے	۵

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مہجور سے — بوی خون آتی ہی ساقی مئ انگور سے

زردی شعلہ شکن ہی خلش دشمن کا — صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نور سے

راحتین لیتی ہین بوسے طپش کے کیا کیا — زخم منہ ملتی ہین جب مرہم کافور سے

شرم دشمن مجھے اچھا نہین ہونے دیتی — اشک ہوتی ہین روان دیدۂ ناسور سے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط کہتا ہی نہین — بڑھ کے ہٹتا ہی قدم طاعت مجبور ایسے

٢٦٣ — ولہ — ١٢

ہٹتا ہی حسینون سے مقابل کئی دنسے — کھچا اور سوچتا ہی مرا دل کئی دنسے

سینہ ہی تہ زانو قاتل کئی دنسے — آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دنسے

آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین — کہاتا ہی جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دنسے

صیاد کی آمد سے ہی گلشن مین اوداسی — سنتے نہین فریاد عنادل کئی دنسے

رک جاتی ہین نالی لب خاموش پر آکے — کھلتے نہین منقار عنادل کئی دنسے

دامن سے مری نور کی ریزش ہی ہین پا — آغوش مین ہی وہ مہ کامل کئی دنسے

خنجر کو مری قتل نے بخشے یہ ندامت — منہ پر ہی لیے دامن قاتل کئی دنسے

جائینگے کسی عاشق جانباز کی سر پر — شمشیر ہی گردن مین حمایل کئی دنسے

اشکون نے کمی کی تو بڑھی اور ندامت — دامن ہی بشکل کف سائل کئی دنسے

وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے — صد چاک مین پیوند سلاسل کئی دنسے

مرنے نہی دیتے مجہی محرومی تقدیر — کچہ انکہ چراتا ہی وہ قاتل کئی دنسے

٢٦٤ — ہی ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آ، پہر صورت غنچہ ہی مرا دل کئی دنسے — ١٠

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے — جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے

اوڑ کر بھی اونہین پا نہ سکے طائر ادراک — پنہان ہین نزاکت سی دہان و کمر ایسے

بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد — طاقت ہی نہ بازو مین ہم بی پر ایسے

پیغام قضا ہین یہ بلا خیز نگاہین — وقفہ کہین تیر ہین خدنگ نظر ایسے

تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو — بیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے

کروٹ بھی نہ لی راحت آغوش لحد مین — بند آنکہ سے ہوتی ہی ہوتی سحر ایسے

ہم بوسہ خنجر لب ہر زخم سے لینگے
دلمین ہین بہری شوق اجل کی اثر ایسے

طے کیجیئگا مرحلہ ہای عدم چشمہ
باقی ہین ابہی اور بہی ایدل سفر ایسے

بچپن ہی سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی
طفلے ہی سی بگڑی ہی مری نور نظر ایسے

۲۶۵	جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھ پیشتر ایسے	۱۴

باہم بلند و پست ہین کیف شراب کے
آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے

پیتے ہین چرخ و زر و پیالی شراب کے
کیا کیا ہین اوج و پست ہین تگ آفتاب کے

بر سوتنے ڈہونڈتا ہی مضامین ارب کے
گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے

ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کیخیر
مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے

اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ
گل ہوگئے چراغ مہ و آفتاب کے

لکہون جو اونکے چہرۂ روشن کا وصف مین
پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے

دہووے شراب سی مری انگور زخم کو
تا جلوے بخشین زخم کہن آفتاب کے

کہو دیگا وہ آہ فلک کی برہنگی
ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے

خالی کہان فلک ستم روزگار سے
رکہتا ہی دلپہ داغ مہ آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مگر نالہ جنون
پرزے اوڑائینگے ورق آفتاب کے

اسی چرخ پیر دیا ہین ٹہکیلیان شتر
یاد آگئی ہین ہمی زمانی شباب کے

پائے ہی بینی جسم سی تعلیم خامشی
گویا لب ہماوت دہن ہین حباب کے

محروم آرزو ہین صدای شکست مین
رہ رہ گئے ادہر سے تہ پہ حباب کے

۲۶۶	کس اعتبار پہ نفس چند ابھی ہم شب بہر کیواسطے یہ تماشی ہین خواب کے	۱۴

زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے
دو گھونٹ بہی گلی سی نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ پیدا ہوا تنگ ہوا بلند
سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے

لی ہی کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن کی
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلا دپردہ پوش کا
زخمون کے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونو غرق ہین
دریا مین جوش پر مری چشم پر آب کے

اہل جفا کا رشتہ امید قطع ہی
قایم ہی خیمہ فلکی بے طناب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلی ہوی ہین ڈھنگ ابھی سی جناب کے

جس جا نظر پڑے ہے ادا ابرو کی ہی کشیدہ
دیکھی گئی جو بند ہمارے حساب کے

پیر ہین ہی گئے نہ سکا یہ رہونکے ڈھنگ
چھلکے ہوے ہین رنگ بہار خضاب کے

نالو نکے زمزمو نسے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتی ہین کسی چنگ و رباب کے

زاہد نہ بک کہ اپنی طبیعت بدل گئی
کچھ اور رنگ رہی ہین ارادے شباب کے

۱۵۱	سینہ ہی جم داغ سے گلزار ہی نسیم تختے کھلے ہوے ہین برابر گلاب کے	۲۶۶

ہنس ہی ہین شیخ رستن سنکر مری فریاد
اتنے نالی ہو گئے فردی سیار کباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
رنگتے افسانے دنیا مین مری فریاد کے

دل اگر شاداں ہی دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتی ہین جلوی خانہ آباد کے

شکل اونکی پھر نہ دیکھی جب کہ پتلی آنکھ ہے
اشک ہی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے

اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
بت ہی کیا لطف سمجھین بندش استاد کے

اشک پونچھے بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑھ گئے اس کہربا دزاد کے

التفات آرزو ہی چند ماہ ست کیا حصول
چاہیے ہین سنکے شایق ہون خیال یار کے

منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتیں تھیں دل نہ گھبرایا کبھی
مدتوں دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھی معلوم ہی
کیا ستم سے کچھ حال ہے اس خاطر برباد کے

مستیوں سے حسن کی آنکھیں ہاں کرتی ہیں بند
کیسی خیال آئی ہیں وہ غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی سوت
بار ہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آرزو کیا ہے صفیران چمن کی قید میں
تنگ ہیں اب تک قفس سے حوصلے صیاد کے

آہ کیوں سے جان جل کر ہا ہے کیونکر جی اٹھوں
ڈھونڈتے ہیں اب مجھی احسان سے جلاد کے

۲۶۸	پھول پتی ڈالیاں سب شجر ہیں لیکی نسیم رنگ سب یک رنگ ہیں اس گلشن ایجاد کی	۷

ارمان نکل جائیں کچھ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مری پونچھو رہ لینی دو جی بھر کے

ہیں دل کی طرح انکو پہلو سے لگائی ہوں
سب زخم ہیں راحت ہیں قاتل تری خنجر کے

دیکھی جو غضب تیری کچھ کہہ نسکی ظالم
ناسور سے حسرت دل میں رہ رہ گئے منہ کر کے

کہہ دیتی ہو باتیں جو حال گذرتا ہے
پڑھ لیتی ہو تم ایسی الفاظ مقدر کے

کس واسطے لی رخ ہو گھبراتی ہو کیوں اتنا
دو باتیں ہیں عاشق کی قصے نہیں دفتر کے

کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا سا
کیوں صبح کی دامن میں بیٹھ چھپتے گئے اختر کے

پڑتی ہی نظر جس جا خالی نہیں وہ زر سے
عاشق کی بھی پتلیاں ہیں انداز تری گھر کے

۲۶۹	وله	۹

تا فلک پہنچی ہیں شہرے یار کے
پھر وہ مشتاق ہیں دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا
لوگ جویا ہیں ترے بیمار کے

سو زبان پر کچھ بھی کہہ سکتا نہیں
شانہ بنتا ہی ہیں ہی زلف یار کے

پردہ پوشی ہے ترے عاشق کی بھی
ہیں یہ احسان سایہ دیوار کے

راستے پائی نہ ابرو مین سے کبھی جو ۱۹۰
بل نہ نکلے تمسے اس تلوار کے

نوک مژگان کی جو آتی ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دل کے کملاتے نہین
بی خزان ہین لطف اس گلزار کے

۲۷۰ — شکر کر درگاہ حق مین ای نسیم
ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے — ۱۳

ہوگئی سب عضو تن سے بیتری تجویز کے
کتنے سیخی ہوتی ہین سیا نیچی شگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین
اشک کے قطرے ہوی چہالی نہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرایش سے کام
واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے

شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان
ہو جلے ٹہنڈی نکیون ہون ہم کافور کے

دیکہیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو
سامنے آنکہون کی آجاتی ہین پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش
ہر زبان خار چاٹیگی مزے انگور کے

دیکہتا ہون ساتہ اپنی شکل کی شکل اجل
آگئی ہین تیری چشم جوہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی
تیری کشتون نے کفن پائی ردای نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہی
بوجہ اترے پیسے قدم اوٹہتی نہین مزدور کے

دیکہنا کیا شوکت فریاد حاصل ہی یہین
جسکے آگے تہرتہرا جاتی ہین نالی صور کے

یہ نہی تاثیر دیکہی سنکے ہنس دیتی ہین وہ
نالی میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنی تو آئی تو دیکے
قہقہے ہوجائینگے نالی دل رنجور کے

۲۷۱ — ہوگئی آخر شب ہو صبح پیشانی نسیم
بعد مدت رنگ بدلی مشکنی کافور کے — ۳

تہے شب ہجر مین کیا کیا دہڑکے
آہ تڑپے کبھی نالے کرکے

دہوم کر دی ترے ندیوحون نی
آنکہ جہپکے نہ ذرا دل دہڑکے

مر گئے مرغ قفس کیا آسان | پاؤن پھیلاے نہ بازو پھڑکے

۲۷۲ | ولہ | ۱۴

نہ سمجھی ملک کی آنسو ہین یا وہ غارتگر جانکے | لٹے دل ہیکے چھوٹی تو تیر شک غلطانکے

بہار چند روزہ مین یہ ہوکا تھا صیبت کا | قفس مین لای آخر چھیڑ لطف گلستانکے

ادب اے دست وحشت شور عریانی سناتا ہے | نشان ہین پیرہن کو چھوڑ دی کچھ تار دامانکے

۲۷۳ | ولہ | ۱۳

کہتے ہین سنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے | افسانی کون سنتا ہی حال شنیدہ کے

کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین | ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے

مین خاک ہی ہوا نگہی برگشتہ کی | ٹکڑے ہی رہ گئی ہی دامن کشیدہ کے

جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان | جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے

سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی | شکوی کہان کہان ہین رہی آب دیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سنائیے | قصّے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے

قطرے سالے جو تیری پسینے کی گلبدن | تھا یہان ہی لوگ گلاب چکیدہ کے

آہونکی دھوم ہی کہین نالونکے غلغلے | سامان تمام ہین ترے غم کشیدہ کے

آرامگاہ اشک ہی ویران اکھیون | دامن مین تار تار قبای دریدہ کے

ای دست ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے | دہکے کلام مین ہین شراب چکیدہ کے

لو آشیان تنکے طرف سیل تک نہین | دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے

دیوانئین وصف ہی عرق جسم یار کا | مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

۲۷۴ | مژگان سے سبع شبنم کہ ابرو کی پاس ہین
یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے | ۱

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے | دلکی بھڑکی ہوی بجھا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے

تھین جو اوسمین حیا کی کچہ باتین
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے

کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے

تہا یہ خطرہ کہین پسند نہون
گالیان بہی مجہے سنا نہ سکے

گو بہت پاس غیر تہا لیکن
آنکہ ہمسے بہی وہ چرا نہ سکے

پاؤن چوما کیے حنا کی طرح
جب کوی اور رنگ لا نہ سکے

خامشی سے ہے بشکل زخم مجھے
لب تک اپنی سوال آ نہ سکے

نہ ملی اوسنے پاؤن مین مہندی
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۱۳	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے بہی اوسے لگا نہ سکے	۲۷۵

اب آئے ہو صدا سنکر گجر کی
کہو جی شب کہان تمنے بسر کی

سحر کو دفن کرکے جائیے گا
مصیبت اور ہی اک رات بہر کی

قفس مین بند کرنا تہا جو تقدیر
ندامت کیون مجہی دی بال و پر کی

گذر جائیگی جو گذرےگی ہم پر
چلو جی راہ لو تم اپنے گہر کی

ابہی تو جان سے لے ای غم عشق
مصیبت کون اوٹہائی عمر بہر کی

خدا کیواسطے یارو سنبہالو
کہ پہر شدت ہوی درد جگر کی

ترشح آنسوؤنکا ہو رہا ہے
گہٹا اٹہی ہوی ہے چشم تر کی

نہ بولین گے تمہاری خوف سی ہم
بلائین لےگے مگر زنجیر در کی

نہ آنا تم اجازت مانگنے کو
نہ دکھلانا ہمین صورت سفر کی

کوی دم کا بکہیڑا رہ گیا ہے
جگر تک برچہیان پہونچین نظر کی

ہمین فصاد کا منہ دیکہنا ہے
اوٹہانی ہی مصیبت نیشتر کی

حباب آسا ہی لطف زندگانی		حقیقت کچھ نہین ہوتی بشر کے
۲۷۶	تسلیم اب دل کتان کی طرح ہی چاک صحبت مین کسی رشک قمر کے	۳
کرتی ہی بیقرار صدا بیقرار کے		فریاد دل دکھاتی ہی بی اختیار کے
عادت مین فرق آسی نہ کچھ اشکبار کے		چادر کفن کیواسطے ہو آبشار کے
اللہ کیا تڑپ ہی دل بیقرار کے		صحن فلک زمین ہی کچھ خاکسار کے
۲۷۷	ولہ	۱۲
بسکہ ہی حلمین ہوس نظارہ ہائی یار کے		آنکھ اپنی آنکھ ہی ہر روزن دیوار کے
لطف نظارہ ہی پھر نہ آنکھ تک آئے نگاہ		خال بنکر رہ گئی دلدار کی رخسار کے
بعد مردن بھی گئی دلسے نہ اپنی آرزو		جام کی ساقی کی مے کی یار کی گلزار کے
کردیا آخر خیال زلف نی ایسا نحیف		تار گیسو بن گئی گردن تری بیمار کے
ربطہ باہم کا بڑھا رتبہ یہانتک دشت مین		نوک جو ٹوٹے نہ نکلی آبلے سی خار کے
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین مجھے		خنجر قاتل نے چاٹا حلق پر تکرار کے
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند		بعد مردن بھی نہ جھپکے آنکھ کچھ بیدار کے
فضل حق اسکے سر جگہ جو جوہ دین پہنچے		دشت کی ہی پر عنایت آبلون پر خار کے
خوب روی گردن مینا لگا کر سے گلے		جسگھڑی ساقی نی رخصت کی لئی تکرار کے
تم نکب آتی تھی لیکن مرگ بھی آتی نہین		آپکی آزردگی سے بھے سب غمخوار کے
کیا مثال اوسکی بہلا چیز دکھلائی نہ دے		ناتوان ہون نہین تشبیہ جسم زار کے
۲۷۸	فضل حق سی جسکو ہی شاگرد مومن تو نسیم دھوم ہی ساری زمانی مین ہی اشعار کے	۳
تھی سنا کتنی حلاوت زلف تقصیر کے		زر خضر نے پرسون زبان کچھ سنان پر کے

روز ہوجاتی ہین ہمسے ایک دو ٹھکے میلیان / نوجوانی آجتک باقی ہی جسکے پیر کی

زور وحشت سے جو تڑپا عشق ہوا آہن کا دل / وہ کڑی جھیلی کہ ٹوٹی ہر کڑی زنجیر کی

۲۶۹ — وله — ۱۱

ناصح مشفق یہ عشق تازہ فرمانی لگے / دن تو تھا اب راتکو بھی آکی سمجھانی لگے

حضرت واعظ کہین دولت سرا کو جائیے / آتی ہی سامان محشر آپ گھبرانی لگے

آگئی جب یاد کچھ اوس ربط باہم کی مزہ / دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے

پھر سبو اونڈلی بھری شیشے ہوی لبریز جام / لغزش پا اپنی اپنی مست دکھلانی لگے

باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہے بہار / رنگ بدلا گلستان کا یہ اوس جھانکنے لگے

جلوہ ہای حسن چمکی اوٹھ گئی سینے نقاب / طرۂ گیسو کی باہم سانپ لہرانی لگے

ہاتھ اوٹھا ای چارہ گر درمان سے تاثیر نے / جا ہی اشک آنکھ سے نیلی لخت جگر آنی لگے

خوب روئی دیکھکے ہم زیور دیوانگی / جب احبا پاؤن مین زنجیر پہنانی لگے

بوٹیان روشن ہوئین چمکی دوکان مہفروش / رخصت تھے یہ ہوی زاہد گھبرانی لگے

فصل گل آئی بڑھی جوش جنونکی ولولی / دی صدا زنجیر نے پھر پاؤن پھیلانے لگے

۲۷۰ — مانع مطلب ہوی وہ شرم باہم اس سہم / وہ روکی اپنی طرف ہم آپ شرمانی لگے — ۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہو گئے / تیری دامن مین ہر دست گریبان ہو گئے

سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سن تعریف اے دل / چار دن بعد ہی دشمن ایمان ہو گئے

شکوہ ہو جائین گے انجام کو اپنی شکوی / رنج کے خوف سی ہم اونکی ثناخوان ہو گئے

کھینچے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ / سر جھکا دینگی جو بیان بندہ احسان ہو گئے

اس طرح جائین کے مانع ہی ہمین عیب فراغ / زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہو گئے

تا جوانی ہی گدائی نہو اے دل بیتاب / پھر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہو گئے

یان نہین جاوٗنگا جانا نسے ذرا جا خالی
شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مری صلت مین
شوخیان کرے جنون آج کہان پہر کل ہم
گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل
یاد آئی گا پس مرگ ہمارا یہ کمال
تجکو کردینگے خبر زیر لحد سونے کے
خانہ زادونکو کہان قید محبت سی فراغ
دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا ای جراح

اشک آگر مری آنکہو مین پشیمان ہونگے
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے
خاک اوڑائیگی زمین دشت یہ ویران ہونگے
خون روئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے
حال کہل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے
سر پٹکتے تری سر پر مری ارمان ہونگے
ہم وہ بلبل ہین جو پامال گلستان ہونگے
وہ نہین خم جو شرمندۂ احسان ہونگے

۲۸۱	دور رہکر نخل کرین گے صفت گردون ہم ہم پس مرگ بہی قربان گلستان ہونگے	۷

وصل کی رات ہی آخر کبہی عریان ہونگے
آپ مر جاوٗنگا تو آ کہ نہ آ او ظالم
غیر کی شکل بنینگے کبہی خود اونکا عشق
دل جو روٹہا تو منائی سہی کہین منتا ہی
آج بہروپ عدو کا ہی بنایا سینے
انکو بہینکینگے مری وحشت جنون کی کانٹے

مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے
آج وہ دن ہی کہ تجہپر مرا احسان ہونگے
ہم بہی دیکہینگے کہانتک وہ پریشان ہونگے
یہ تم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے
اتنا وہ بہی مری ناز پہ قربان ہونگے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

۲۸۲	پر بہی دوری جانا نہین ہونگی نسیم سیرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے	۷

پہ وہ نالے ہین جو لب تک آ ئینگے
عشق مین ایک پیر دیرینہ ہو نمین
حضرت دل سوچتے ہین آج کچہ

تمنے کیا ہوا آسمان الجہا ئینگے
مجکو ناصح آ کے کیا سمجہا ئینگے
پہر بلا کوئی ستمگر لا ئینگے

اس توقع پر اوٹھاے ہین ستم — کچھ تو سمجھینگے کبھی شرماینگے
پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر — آپ دیکھین کسطرح لیجاینگے
حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو — دیکھیے وہ آج کیا فرماینگے

٢٨٣	پھر نہ چھٹکین سے گے قیامت تک نسیم پاؤن جسدن قبر مین پھیلائینگے	٧

رشک عدو مین دیکھو جیا تک گنواہی دینگے — لو چھوٹ جاتی ہو اگر دن کہاہی دینگے
آوازکیطرح ہم بیٹھین گے آج ایجان — دیکھین تو آپ کیونکہ ہمکو اوٹھاہی دینگے
اوڑ جاونگا جہانسے عاشق کا رنگ ہو — نقش قدم نہین ہون جسکو مٹاہی دینگے
غیرونکے جستجو کی مدت سی آرزو ہی — یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلاہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوانسے اپنے — شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھاہی دینگے
خاموش گفتگو ہین یا فسردہ آرزو ہین — وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنساہی دینگے

٢٨٤	اوس خاک تک پہونچکر پھر نا نسیم مشکل ہمدن اشک او فتادہ کیونکر اوٹھاہی دینگے	٣

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے — یہ یاد رہی ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمۂ رخصت کی اشارے — اب اور کہین جا کی گہر آباد کروگے
سیکھو گے جفائین مری ایذا کی لیے تم — شاگرد نہوگے کوئی استاد کروگے

٢٨٥	ولہ	٣

صفائی دیر مین قاتل سے ہوگے — یہ آسانی بڑی مشکل سے ہوگے
محبت ہو کسیسے یا عداوت — فرادی جائینگے جو دلسے ہوگے
مین ہون اک اور ہی لیلی کا مائل — تسلے کیا مری محمل سے ہوگے

٢٨٦	ولہ	٩

تا عرش تیری شورش بیداد جائیگی	گر مین نجاؤ نگا مری فریاد جای گے
بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون	بیڑی نہ توڑ عزت حداد جای گے
ہمیں عبث ہی حوصلہ نیشتر زنی	حسرت تمام عمر کے فصاد جای گے
قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہو نگی کم	لب ہای زخم سی نہ تری یاد جای گے
دیوانہ میں وہ ہون کہ بعد از مرگ بھی خاک	اوڑ اوڑ کی سوے کوی پریزاد جای گے
آسان نہیں ہی کھینچنا تصویر یار کا	ناحق کو قدر مانی و بہزاد جای گے
شیرین کے گور میں تہا تصویر ہی مدام	تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جای گے
فصل خزان میں کہتے ہی رو رو کے عندلیب	دل سے کبھی نہ عبرت صیاد جای گے

۲۸۷	مومن کا طرز چھٹ نہ سکیگا تمام عمر شاگرد سے نہ بندش استاد جای گے	۹

حقیقت سے زبان آگاہ کر لے	باسم اللہ بسم اللہ کر لے
دہن سے دور کر قفل دوئی کو	زبان مفتاح الا اللہ کر لے
کدورت دل سے کہو لہو و لعب کی	سعادت سی صفا سی راہ کر لے
سپار کیا عیش و جاہ و دولت	حظوظ عمر خاطر خواہ کر لے
کہان فرصت زمان کشمکش میں	مناسب ہی ابہی کچھ راہ کر لے
جسے دیکھا نہ دیکھا اوسکو کبھی تو	نہ دیکھا جسکو اوسکی چاہ کر لے
سنا ہمت مروت ہیں ترے پاس	کوی ہمراہ تو ہمراہ کر لے
بھلا دا سے طلسم زندگانی	وداع حب عز و جاہ کر لے

۲۸۸	نسیم دہلوی سے یہ آرزو ہے کہیں اپنا مجھے اللہ کر لے	۳

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لیتے دو بوسہ مجھی دشنام سے پہلے

پھر طاقت پرواز مرے پوچھنا صیاد
آزاد تو کر پھر جدا دام سے پہلے

اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ
تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

۲۸۹ | ولہ | ۷

دیکھی دل دے کے قدردانے
بس بندہ نواز مہربانے

ہونے ہے بازپرس اعمال
کہنے ہے بہت بڑی کہانے

شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے
اللہ رے سوزش نہانے

سونا ہی گوشۂ لحد مین ٭
ہان ہان وہ رات بھی ہی آنے

اور وعدہ خلاف سالہا سال
آنکھون سے لگی ہے پاسبانے

آئی ہیرے پیام رخصت ٭
بڑھتی جاتے ہے ناتوانے

۲۹۰ | مستانہ سری نسیم کبتک | آخر آخر ہی نو جوانے | ۶

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
طوق قمری کی بندگی چومی قدم زنجیر نے

دونو عاشق شمع کی اور دو قسمت مین جلا
جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے

مدتین گذرین کہ اطمینان اونکا کر دیا
نالۂ بے سود نے فریاد کی تاثیر نے

ہر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دوستی
کچھ نہ حال دل کہا میرا سنان تیر نے

کھل سکین کیا عاشق و معشوق کے [illegible]
کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے

آبرو رکھلے گنہگاری کی گو ہم مر گئے
منہ نہ کھولا یا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱ | ولہ | ۵

کچھ سمجھتے ہین جو اوس ظالم کی سمجھائی ہوے
پھر پلٹ جاتی ہین شکوے تک زبان آئی ہوے

یاد آتی ہین جو احسان اونکی وقت اضطرا[ب]
نالی بھی منہ سے نکلتی ہین تو شرمائی ہوے

تم نے کیون بوسے لیے ہین لکھ رکھو کس طرح
آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا الزمین پائی ہوے

ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین مگر
کیا پسند آئینگے تمکو پھول مرجھائی ہوے

۲۹۲	دیکھتا ہوں میں نہ مجکو دیکھتے ہیں وہ نسیم ابر دو دو سے لکے ٹکڑے ہیں ہو شب جہانی ہے	۱۱

سوال طرز سخن سے تمہاری پیدا ہے
ہماری سر کے قسم تمکو آرزو کیا ہے

امید مرگ ہیں قطع امید تم سے کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے

خفا ہیں جسکے سبب آپ کل سی اسکو ہم
ہمیں تو آجکی شب بھی وہی تمنا ہے

سیاہیاں شب فرقت میں تھیں کہاں ایسے
مگر یہ دو دو جگر کا مرے اندھیرا ہے

نہ چین ہے مجھے گہر میں نہ دشت میں حسرت
عجب طرح کا کچھ اثر وزدون حال میرا ہے

عجیب طرح لے آتی ہیں گھٹتیں شب روز
کسیکا عقدہ گیسو پھر آجکل وا ہے

اوداس ہو سبب انفعال کچھ تو کہو
یہ کیوں عرق ہی جبین پر مزاج کیسا ہے

کہاں بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنوں تمہیں ہمنے آج دیکھا ہے

خوشا نصیب چھپاتی ہو راز دل ہم سے
مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے

وہی لحاظ کی ہوتی ہیں باتیں جلسے سے
ابھی تک آپکو ایجان ہمسے پردا ہے

ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے
نسیم آپکی باتوں پہ دل سے شیدا ہے

۲۹۳	غزل ذو بحرین	۵

وہی تو نے دیکھا کہ جو دل کہا تھا نہ ہوا سینہ شیالہ دیدہ بلا ہے
گلاب ہی بیچا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تو نے جیسا وہی یہ سزا ہے
نہ وہ اب اشارے ہی نہ وہ اب نظارے ہی نہ وہ کہتا آرزو وہ کہنا چلے
گئے لطف سارے ہی ہو یوں کنارے ہی چلو خیر پیاری مرا اب خدا ہے
ہوا وسیلہ آل ہوا غم سی شاغل ہو سخت مشکل کہاں تک کہاں
نہیں ہی وہ غافل سنے گا وہ قاتل کریگا وہ بسمل تری لب قضا ہے
یہ ہیں لطف بیجا سبب ہیں منع جو ہر شب آیا دل جب تو وہ باتیں ہیں کب

ابھی مکر ہیں سب کہاں بوسۂ لب ہے جانئے اب کہ وہ بیوفا ہے
کھول کر ہاتھ مری گھر چلو گے کہا جو کرو گے دراغم سنو گے
گلے سے ملو گے تجھے بوسے دو گے کوئی دم ٹھہرو کہ یہ سب دغا ہے

۲۹۴	ولہ	۳

شب وصلت میں گھڑیالی ہمیں کیا کیا رلاتا ہے — گھڑی بھر رات آئی ہی پہ ظالم بجاتا ہے
لنڈھا دے ری سبو کو توڑ شیشہ چور کر ساقی — لہو فرقت میں پیتی ہیں کسے ساغر پلاتا ہے
دل امنڈا آتا ہی از خود گلے ملکے رونیکو — کر بستہ سفر خستہ سفر کوئی آتا ہے

۲۹۵	ولہ	۵

رنج باہم میں زبان پر جو گلہ آتا ہے — کچھ عجب لطف کا روٹھنی میں مزا آتا ہے
میں جو سمجھاتا ہوں ت اونکو تو یہ فرماتی ہیں — اے یہ خوش جاہی یہاں سے تجھے کیا آتا ہے
دل ہلا یا تا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ — پھر او نہیں کا کوی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف میں کرتے ہیں جب آخر کے — پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت جوش جنوں کی مری کیا شہرت ہے — سیکڑوں میں کا ہر اک حلقہ پا آتا ہے

۲۹۶	ولہ	۲۳

گناہ ہیں جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے — دہن زخم میں خود قفل حیا ہوتا ہے
آنکھیں وہ دیدۂ نرگس کی فرصت کم ہے — دم کوئی دم میں قدم بوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانۂ بیداد سناتا ہی وہیں — کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیوں نہ پیمانۂ دشنام دہن کو سمجھوں — کہ برابر تری گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروا ہی چراغ لحد کی — پاک احسان سے مزار غریبا ہوتا ہے
اسی کیونکر شب فرقت میں کہ جنبش محال ہی — شوق دل سلسلہ پا ہی قضا ہوتا ہے
تجھ دیدار ترے ہم کس قیلو سے ملیں — اب بھلا پردہ کبھی تیری کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتی ہین بتونکو سجدہ
جلوۂ حسن بتونکو نور خدا ہوتا ہے

خط نو سبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین یہ ہٹ ہے ظالم
دل دہڑکتا ہی مرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

اسطرف بہی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک قضا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی
پا سے تہکے ہاتہ ہما خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکہا دیتی ہی آداب کورت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت مین
زلف کا دہیان ہی موسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی تری دیوانی کی
پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سی مین ہنستا ہون
بزم شادی مجہی سامان عزا ہوتا ہے

کہو نہ مشتقی او نہین ایجاد سکہا دیتی ہی
ہر ستم لطف ہین دیکہا تو نیا ہوتا ہے

ڈہنگ کا ہیکو ہین یایان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین تری سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سرفروشان محبت کو محبت سی ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کہنچا ہے تہجی سی شمشیر دو دم آقاتل
جدا ارادہ ہی ترا ہوش ربا ہوتا ہے

بیوفائی کی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۲۹۷ — ای لبنسیم چمن آرای فصاحت تجہسی
گلشن سبزہ نو خیز ہرا ہوتا ہے — ۷

بہار غنچگی دیتا ہی جو دل خستہ ہوتا ہے
پس از خندیدگی کہلا کی گل سربستہ ہوتا ہے

نشان وصل ہی کٹ جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ کا تری بنا ہین اہتر
دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فرصت ہی صیاد ظالم کیون کہتا ہی
کب آزاد ہیکہ قابل طائر پربستہ ہوتا ہے

بہلا آسان ہو کیونکر شگافی فکر مشکل کے		کہ ہر عقدہ بشکل زلف وابستہ ہوتا ہے
دکھا دیتا ہی ہر ساعت نیا گھر جوشش تیا ہے		سدا انقل مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے
کچھ ایسے دو مصرع ایک ہو جاتے ہین مضمون مین		کہ سامع کو گمان ابرو پیوستہ ہوتا ہے
۲۹۸	ولہ	۹
دکھاتا ہی جہری سپہر مژدہ بیداد دیتا ہے		مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہے
کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی مزاج یار کیصورت		مزا آنکھوں مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہے
وہ محتاجی ہوی ہی دولت تقدیر سے حاصل		کہ سایہ بھی نہین یان دامن فریاد دیتا ہے
نہ بازو مین تری قوت نہ خنجر مین روانی ہی		ہمین تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہے
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین		ندامت کیون ہمین اپنی نشتر فصاد دیتا ہے
نہ توڑین آج تک بھی بیڑیان زور جنون تو نے		جھکاؤن کیون نہ سر طعنی مجھے حداد دیتا ہے
یہ کیون گھبرا گئے فریاد بیتابی سنی ہی یار		دعائین تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہے
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے ہی		مجھے جوشش سرا تم مبارکباد دیتا ہے
۲۹۹	نسیم دہلوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہے	۳
یہ حالت ہی تشفی کیا تو ایدم باز دیتا ہے		کہ نالہ بھی دہن مین اب نہین آواز دیتا ہے
مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دی جاوے		کہ دل سینی مین اب کیفیت پرواز دیتا ہے
جو پہلے کہ چکے تھی پھر وہی کہنے لگی وہ بھی		مرا انجام بھی کیفیت آغاز دیتا ہے
۳۰۰	ولہ	۴
قفس بر دوش صیاد جفا طینت کا پھیرا ہے		مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہے
متاع عالم اسباب چند انفاس غفلت مین		زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے
کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب مستی مین		ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بھر مین سویرا ہے

چہپا دن دوپہر ہے منزل اوٹہا جلدی قدم غافل | فروغ زندگانی چند دم ہی پہر اندہیرا ہے

ولہ ۳۰۱ — ۳

محتسب مانع ہی ہی ہمین پروانہ ہے | جب چہٹی پہر وہی شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین | صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
بے نیازی ہی مجہے اور ہر کو یکسان | بے ہوس مین ہون تجلی در مرا کاشانہ ہے

ولہ ۳۰۲ — ۱۴

نئے ڈہب کا کچہ جوش سودا ہوا ہے | خدا جانے ابکی مجہے کیا ہوا ہے
تعلق اون آنکہون سے پیدا ہوا ہی | بہت دنکا یہ خواب دیکہا ہوا ہے
نہ عالم مین سمجہا نہ سمجہا جہان مین | نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مری نام وحشت | ابہی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پہر اوٹہتا ہی درد محبت جگر سے | وہی حال اگلا سا پہرا ہوا ہے
گہر بار ہے دیدۂ اشک زا سے | مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
وہ وادی الین پہ موقوف کیا ہی | ہمارا ہر اک دشت دیکہا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دی ای چشم جادو | بڑی مدتون مین دل اچہا ہوا ہے
کہا سنتے تمہاری ہی بات سن لو | کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترقی پہ ہی نوجوانی تمہاری | ابہی کیا ہوا ہی ابہی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کہلے بہید دل کے | عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہماری تمہاری تو ہین لگی باتین | تما تو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گہبراؤ جانا ابہی ہم ہی سمجہے | کہین اور بہی آج وعدا ہوا ہے
منائین گے ہم آج لیتے بلائین گے | بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بہی دیکہو تو رونے لگو گے | مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳	تسلیم اب کہان قدردان سخن ہین کہیے شعر یہ بہی جو چرچا ہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد صواب ہی — مستی کے ولولے ہین یہ ہان شباب ہے

ای چارہ گر ندامت بیجا نہ لیجیو — دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے

زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہے ہین — ساغر چہلک رہی ہین ہوای شباب ہے

بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح — وہ آنکہ ہی ازلسے جو محروم خواب ہے

ای شور حشر ٹہیر کہ فرصت نہین ہین — ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے

ایشیخ طول ریش مقدس کہان ہی — حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے

اے بیخبر قریب ہی فردای بازپرس — ہشیار ہو کہ جلد زبان حساب ہے

۳۰۴	دیکہا نگاہ غور سے ہمنے جو ای تسلیم ہر شعر اس غزل کا تری انتخاب ہے	۱۶

لب پر اک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی — میری نالے ہین اچہوتی پارسا فریاد ہے

ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہے — حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہے

بہولتی ہین کب نگاہین چشم جادو بین کی — ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہے

گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین — اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہے

دی صدای کوس رحلت ضربت تیشے نی — خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہے

صورت گل جلوہ گر ہین وہ اٹہا ای دوستی — کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہے

لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقی — اپنا افسانہ تو قید ختم سی آزاد ہے

خاکساری مین بہی ہو نہین اسقدر عالی مزاج — ہم گریبان ہلال لب دامن فریاد ہے

پوچہ لے گر پوچہتا ہی خون عاشق کی بہا — چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہے

غم نہین گر چہپ رہا ان کم ہین وہ خندہ زن — مین ہون آزردہ بلا سے قاتل شاد ہے

سخت جانی کا برا ہو نفعل کیسا کیا
جلد آ فصل بہاری آرزو ہین تا کجا
دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
آپسے تو منہ نہین کھولا مگر محبوب ہین
اپتو جی اٹھتی ہین کب تک انتظار رستخیز

موت کو ارمان رہا نا دم مرا جلاد ہے
بد تو نسے اشتیاق خانہ صیاد ہی
مین اسیر تو ہون نا واقف مرا صیاد ہے
ہمت دیوانگی منت کش جلاد ہے
مرغ جان مدت سی اپنا آشیان برباد ہے

٣٠٥	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب تک نسیم دید کے قابل بہار گلشن ایجاد ہے	٧

عجب تیر نگہ مین کچہ اثر ہے
مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو +
وہ جیسے صبح ویسی ہی شب ہجر
قفس چھوڑا عجب صدمے سے ہمنے
تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
لگے لو شمع سان اک شعلہ رو کے

نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہے
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

٣٠٦	غرض مطلق نہین مجکو کسی سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	٩

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے
ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی میر آفتاب
دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
حسن عالم تاب ہی تیری مثال مہر کیا

دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے
آسمان نیلگون وود تن مخمور ہے
نافہ مشک ختن بے پردہ کافور ہے
ہر دہان زخم مین خون بادہ انگور ہے
ہیچ پکین ہین بدن زنجیر پا کی مور ہے
یہ سراسر نور ہی وہ اک چراغ دور ہے

کم کسی صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
ہوگیا بیہوش جسپر آنکہ تیری پڑ گئی — کسقدر لبریز مستی سے نرگس مخمور ہے

۳۰۷	اور بھی شاعر زمانی مین ہین اکثر الٰہی نسیم پر جناب پاک کا کچہ اور ہی دستور ہے	۱۶

یاس ہو کر کچہ دنون ہم چشم بسمل مین رہے — داغ بنکر تہوڑے دنون دامان قاتل مین رہے
الٹے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ — جو تمہاری منہ سے نکلے سب مرے دل مین رہے
خاطر گل عاشقو نکو تہی جو منظور فراغ — بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے
اونکو نیند آئی نہ اپنی آنکہ جہپکی ایکدم — ذکر ہو کر رات بہر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکہنا وعدہ جو ظالم نی کیا — تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سی ہم آپ نالی ہو گئے — لب پر آئی یا کبہی بیمار کے دلمین رہے
خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان — روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑے — وہ مسافر تہی کبہی آکر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجہی احبا آفرین ہمکو کہہ — ہم خیال یار بنکر یار کی دل مین رہے
پہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول — جوش کس کس کی مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی نے بہی کہلائی ہمین آخر فروغ — داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تہا اسلیے — پاؤن سے تہوڑے دنون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریا نکی عزت کسقدر دریا کے — اشک جو ٹپکے مری دامان ساحل مین رہے
نقش کے امید نے نقشا دگرگون کردیا — تا فراق روح و تن ہم فکر عاجل مین رہے

۳۰۸	اونکی نگاہ کے تہی ہم مشتاق برسون نسیم اس لیے شب بہر رقیبونکی بہی محفل مین رہے	۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے
دامن مدفن ہمارا سو جگہ سی چاک ہے

ماتم خاموش یہ کسکا تہہ افلاک ہے
غنچے ہیں لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے

کوئی بہی عریان زمانی مین نظر آتا نہین
جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہے

مفسدی اٹھتے ہین سیاری تو فیمابین ہین
ملگئے جب عاشق و معشوق جھگڑا پاک ہے

عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے
آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے

کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین
بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہے

ایکدن وہ تہا کہ تہین بالائی سینہ کروٹین
ایکدن وہ ہی کہ ہم ہین پاکنار خاک ہے

رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی الحذر
دلولی ہین سینہ کی دختر رز کی تاک ہے

فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لی
ہان اسی تیغی کے قابل حلقۂ فتراک ہے

اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندانکی ہے ہم
ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بہی خاک ہے

مژدۂ راحت مبارک ہو تجہی ای ہمنفس
یہان تو الدل ہی سو وہ بہی طرح غمناک ہے

اب خدا رکہے ہماری عصمت پروانگی
گہورتی ہین دیدۂ زنجیر سیدھے تاک ہے

۳۰۹ | پھنکے ہی ہین پاؤن سے الفت سے ہم | مرگی ہی ہی لکھ خیال کسی آشنا کے ہے | ۸

سفر ہی دار خواب کبتک بہت ہی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندہو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

غفلت کے چل ہی ہو اسند ہی ہین قضا کی نیندین
کچھ ایسا سوئے ہین سونی والی کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند تقاسکے ہین ہمدم
اجل ہے استادہ دست بستہ پئے رخصت ایکدم ہے

یسان سے سوال سایل تہی ہین ہر ایک عاجز
نیاز ہی بی نیاز کیونکر سوال ہین کل صورت صنم ہے

مآل کار جہان فانی کبہی نہین لیک قا عدی ہے
جو چار دن ہے وفور راحت تو بعد اسکی غم و الم ہے

دبیلغ کرتا نہ زور بازو ٹالی ساری کہتے تگو
نہین وہ جاسی کوئی قاتل کہ سر ہے خنجر دو دم ہے

زبان تیغ کو بہکاسی ہی ہو سرورد و شیفتہ جوشن ہے
می وصال شب تمنا ہر ایک لب سی ابہی بہم ہے

۳۱۰ بدمصرع مخمر مصیبت کمال ہے یا پسند آیا
نسیم جاگو کمر کو باندہو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

یہ نہ سمجھے ہا ہی یہ آغاز بد انجام ہے ۔ میری رسوائی مین اونکا بہی تو آخر نام ہے

وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار ۔ کب مجھی راحت ملی کس دن مجھی آرام ہے

واہی حسرت موت آتی ہہی یار آتا ہی پاس ۔ عاشقی شاید کسیکی قسمت ناکام ہے

صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر ۔ مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے

کوٹھے پر سونے کو کیا آیا ہی وہ آرام جان ۔ آج جو نالہ ہی میرا آشنای بام ہے

جذب دل روکے ہوی ہی تمکو مدفن پر مرے ۔ ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱	کیا برا ہوتا ہی جھگڑا دوستی کا ای نسیم بیگانہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے	۶

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے ۔ سایہ تن بس بدن سے ہے

یہان تن ہی نہین ہی لاغری سے ۔ ہمکو کیا حاجت کفن سے ہے

مثل نکہت ہین جامہ کیا ہو ۔ اپنا تو بدن ہی پیرہن سے ہے

ہون بلبل بوستان تصویر ۔ بیخوف خزان مرا چمن ہے

ہون کشتہ تیغ شرم جانان ۔ ہر زخم کا بیزبان دہن ہے

۳۱۲	لاریب نسیم دہلوی تو اوستاد نزاکت سخن ہے	۷

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہے ۔ جو گرا اشک یہان آبلہ دامن ہے

بلبل روح دم قتل چہک کر نکلے ۔ چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مرگئے ہم مگر اسکے نہ گئی خاموشی ۔ دہن زخم بہی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم قدہ جلد بہرا دامن نے ۔ جانب اشک پڑی آنکہ تو بہی روزن ہے

بچ رہا تہا جو ستم چادر گلنے بخشا ۔ قطرہ شبنم کا مجھے آبلہ مدفن ہے

محتسب کیون نہ ہی میر طیر فسی منظور ۔ آبلہ کا ہیکو ہی شیشہ کی گردن ہے

۳۱۳	کیون جنازہ سے لپیٹ کرو بہشت کی نسیم کفن لاش ہی کیا پیرہن شبنم سے ہے	۹

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا سامان ہے
نقاط افعی رہزن تری زلفون کی افشان ہے
گلے سے تا کمرگھٹ پڑ ہی ہیری سیل گریہ کے
کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر دامان ہے
خیال یار سے بیٹھے ہین چو کیدار آنکھون مین
کہانسے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہے
دو رنگی سے نہین خالی تقاضا تمنا ہے
کبھی بوسو نکی حسرت ہے کبھی وصلت کا ارمان ہے
ارادی تہک گئے خصوصی طلب ہے طاقت حشمت
کہانتک طی کرین ہم منزلون طول بیابان ہے
ہزارون کوس سے دلکو بہی کہیکے لائی ہین
اوٹھا جلد ہی قدم وہ دیکھ آگی کوچۂ جانان ہے
نظر پڑتی ہی جس منہ پر ہین اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکہ لی عاشق سراسر چراغان ہے
پڑی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکی گردن مین
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہے
وہی رفعت ہی دیوانی کی میری بعد مرنے کے
ہوا کے ساتہ گرد و ہیر غبار تن پریشان ہے

۳۱۴	ولہ	۱۲

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہمنے پہیلا ہے
کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے
مقام سیر ہی کنج لحد بہی یاد گلرو سے
جگہ کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے
بڑہی لو اور چالا کی جیبہی جو پاؤن مین کانٹے
کہ پائی آبلہ اپنا سرا کخار مغیلان ہے
یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بہی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہین پاکو بہانتک تنگ زندان ہے
بہلا کیا زندگی کا لطف محبسی تا تو انکو ہو
کہ ہل جانا ہر رو کا قضا کا میری سامان ہے
مرا لطف اسیری ما تم صیاد ہی اے دل
کہ آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جان ہے
بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ ہی
دل وحشی کی بہلانی کو مرقد بہی بیابان ہے
کیا چاک بدن جب کچہ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے
نہین مدفن ہین بہی آرام بسترِ غم پہ نالۂ شب فرقت
صدا ہی نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہاکر خون پہینگے کفن کا ماتمی لالہ کا
کہ اپنی وجہ خونریزی حنا وستہ جاناں ہے

ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی میں
بشکل گل ہر ایک زخم بدن شاد ستی خنداں ہے

٣١٥	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیاں ہے	٥

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ای جاں ہے
منفعل ہوں کہ مری لمیں ہی زباں ہے

آج سمجھے تری کہنے سے کہ اے شکر تو کہہ
جس سے مر جاتے ہیں عاشق وہ ستم احساں ہے

کہنے سُنی سے بدل جائے یہ کیونکر زاہد
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایماں ہے

سمجھ دیکھیں ترے ساقی اونہیں راضی کر دے
سمجھ عاشق نہ سمجھے ملیں کہیں حیراں ہے

اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا
مختصر وصل کی ہی رات صنم مہماں ہے

٣١٦	ولہ	٥

اثر نصیب کی گشتگی کا مریں میں ہے
نہ چین دشت میں مجھکو ملا نہ گھر میں ہے

خیال دوست سے آنکھوں کو روشنی بخشی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر میں ہے

ہتوں کے عشق نے پتھر بنایا مجھکو
نہاں یہ سوز مثال شرر جگر میں ہے

صفا سی حسن چھپا سی ہی چھپ نہیں سکتے
نظر یہ چڑھ گیا آئینہ کو کہ گھر میں ہے

٣١٧	فراق یار نے زندہ بگور مجھکو کیا نسیم اپنا ستارہ اجل کے گھر میں ہے	١٧

اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر میں ہے
دہوکا ہمیں نشان دہاں کمر میں ہے

ہے شب سی فکر یار و غم ہجر میہماں
دلکی طلب میں کوی خیال جگر میں ہے

صیاد کر قفس شکنے کا نہ اہتمام
کب زور اسطرحکا مری بال و پر میں ہے

دوزخ کے تیز کرنے کو لیجائینگے ملک
وہ شعلۂ فراق جو مری جگر میں ہے

دو چار کیا کہ لاکھ جگر سے گذر کیا
کیسا غضب کا زور خدنگ نظر میں ہے

افسوس اذن ضعف اسی ہی تو اپن | وہ اشک مضطرب جو اسیر نظر مین ہے
پیغام مرگ سنتی ہی بیہوش ہو گئے | کس درجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے
کھٹکا ہی ہی غفلت تقدیر سے مجھے | بھولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے
کڑوے ہوئی ہوا ایسے جو منہ سی لگا کے تم | کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے
تابان نہو بصورت خورشید دفعتاً | داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے
اے روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت | یہ ایک پیرہن ہی جو تیری ہی بر مین ہے
کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ بار بار | وہ مہرہ ہون ازل سے جو تنگ شکر مین ہے
نالون نے شب جو سینۂ شب فراق کے | ہی تہرتہری زمین کہ فلک الحذر مین ہے
آنسو ہین پاک رشتۂ اسباب دہر سی | سوراخ تک نشان نہین اس گہر مین ہے
وہ نقطہ ہون ازل سے جو لکہا گیا ہی فرد | مطلب کے تحت مین ہی کبہی فوق زیر مین ہے
آنکھین لگے ہین طرف در تمام رات | دل اب بہی جذب ہی کے فریب اثر مین ہے

٣١٨	دیکھا کبہی بہار لحد مین بسے الے نسیم کیا لطف اپنی گلشن داغ جگر مین ہے	١٣

بلند بو نہیں ہی اپنی ہستی اوج کس خاکسار مین ہے | پسند آئی فلک سے پستی وہ سرفرازی غبار مین ہے
خوشی شب روز رو رہے تہی تبسم انگیز گفتگو تہی | ہمیشہ ہنس ہنس کی جو ہی تہی ہین تنگ مزار مین ہے
عجب طرح جلکی پہی ہی مشکل ہوئی ہین وقت مقابل | بدن تک قید کفن ہی حال کفن جو قید مزار مین ہے
بدن سے لپٹا کفن کا جہگڑا اجل سے چھوٹی ہین تحتیا | سمجھ کے آئی تہی جا بہی تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہے
فراغ زیر لحد کہان ہے وہان ہے تکلیف امتحان بہی | بدن تو اس مرحلہ نا توان ہے زمین افشار مین ہے
اسیطرح انتشار میں تہا ہماری جب اختیار مین تہا | جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے
سپہر اور خنجر مٹا دیجی گر ستم مین قاتل لحاظ کسکا | دبی ہین زیر زمین کی نیچی اعضا رگ گلو اختیار مین ہے
بہ سیارہ سے جل بل نہین ملا دین کہین نہ یکتا وہ دیکھا دین | جو گود مین آج تو بہا دین یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو یہ شی ہوشیار قصور وہ کے ہو بیچ گیا ہان ۔ خفا نہ ہو ابھی اجل مری جا ہو ابھی بس و کنار مین ہے
یہ نہ جو دیکھا ہو ابھی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کے ہم ۔ کئے برس جو چلی ہین یہ ہم یقین ہے دلبر کنار مین ہے
نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہو اٹھی حال زار اسیر ۔ کہ جس سے ملے جسے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہے
لیس از رفتار فتنہ مین ہم یہ نصیحت عزیز ہیچ کم ہین ۔ زمین کے آغوش مین جو ہم ہین یہ ہین فلک کے کنار مین ہے

۳۱۹	نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہی تقدیر مین جو لکھا سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہے	۱۴

مخلصے کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی ۔ جان یہ نہین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہے
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر ۔ کوئی آنکھ مین تڑپتا ہی کوئی امن مین ہے
انقلاب ایسا دکھا اے لطف قاتل آج تو ۔ زخم مین آئی جو وہ درا و یدہ سوزن مین ہے
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا سیر اوج ۔ ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہے
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا ۔ وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے
گدگدی ہونے لگی پائی نگاہ یار مین ۔ فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہے
بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہوئین ۔ سیر الاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر ۔ میرے زخمون کا نمک شاید تری چتون مین ہے
زخم کے دامن مین اے قاتل چھپیگا تو کہ ہم ۔ چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے
گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پھر کہان ۔ شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن مین ہے
سجھ گئے پھر بھی یہ تجلی شمع دیکھ صبح تک ۔ اشک کا خرمن لگن کی گوشۂ دامن مین ہے
لگ گئے سینہ خاک کسکی حسرت پابوس مین ۔ اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے
اتحاد یکسوئے نے کر دیا روشن ضمیر ۔ کھل گیا صاف آئینہ جو شکوہ دل بدظن مین ہے

۳۲۰	باغ ہستی کی ہوا سے سیر پھر کیا اے نسیم ہو سکیگا مردہ جو گل سر کی گلشن مین ہے	۷

توہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا — دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہی رکھین میرا دل — جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہے
منزل الفت مین رکہین تو قدم — رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

٣٢٣	کون سُنتا ہے تمہاری ای نسیم کسکے پاس خاطر افسردہ ہے	٩

سُن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہی — ہشیار ہو کہ تیرا اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا — کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخمصی ہین یہ فرزند و اقربا — بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
ای عندلیب جان چمن تا بہ چند پہول — ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست — اک دم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہای بوقلمون بے ثبات ہین — ہی زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتے نہین ہی باگ کسی شہسوار سے — ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے — کیا ہو گئی وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

٣٢٤	کہنا تہا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	٧

سرمست کس کی چشم سیہ مست ساقی مستانہ ہے — گردش سر ہے مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکہو عادت پیمانہ ہے — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک ہی بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہی مستانہ ہی — ہمدمین مینا ہی ہر لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سی کیا امید رکہین بد نصیب — ابر رحمت سے نہ ہو سرسبز پژمردہ دانہ ہے
پردہ عصمت نہین ہوتا حسینون کا حجاب — شمع کا فانوس مین حسن مستورانہ ہے
آجتک باقی وہی ہی مجنون تاثیر جنون — کہائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵	ساکن مسجد کبھی گہہ معتکف ہی دیر کا ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے	۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھا لی ہے
فقط دست اجل پر اب مشکل کشائی ہے

پھر اجاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے
دو ہائی ہی دو ہائی ہی دو ہائی ہی دو ہائی ہے

لپٹ جاؤ وہ ڈر کر تو خود گلی سی تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہی فراق یار سے جیا ل پونہچا ہی
نہ تن سی جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہی مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہی گردن خم ہوئی جاتی ہے مینا کی
جہاں سے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو
خدا جانی مری جانب سے کیا دشمن سجہائی ہے

۳۲۶	ولہ	۱۰

کہلے ہی آنکہ جوش انتظار یار جانی ہے
بشکل دیدہ زنجیر خواب پاسبانی ہے

لبہ پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے
چل او ٹھا دیو فا پہلو سی کیسی مہربانی ہے

لگا دوں آگ اف کرنی میں شعلہ زبانی ہے
بشکل شمع سارے جسم میں سوز نہانی ہے

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان بادشہ
اونڈیلا جو میں ساغر کہاں پہر نوجوانی ہے

اونگلیں ہیں جو بیعت میں پہر ہیں ہستیاں ملین
ہوئی جاتی ہیں آنکھیں بند کیف نوجوانی ہے

عذاب غفلت قاتل سی کج کشمکش میں ہوں
بہ دام مرگ بی تقصیر ذوق جانفشانی ہے

خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہے
جگر جلتا ہی دل ہنستا ہی اشکوں کی روانی ہے

ادا و ناز ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
تعلق جس سے ہو جاتی بلا ہی ناگہانی ہے

پسند آئی ہے اسقدر جہ اذیت دوستی ہمکو
نظر میں موج ہی سبہی دشت مصیبت کے سودائی ہے

۳۲۷	خیال سبزہ زائی اسی نسیم دہلوی کب تک پھسلو ٹیکی ہی ہوئی ابر رحمت الٹی جوانی ہے	۴

دیتے ہو بوسہ تو کہیں لاؤ بہے — خیر کسے طرح سے شرماؤ بہے
آپکے وعدون کو ہمارا اسلام — دیکہ چکے خوب ایسے جاؤ بہے
ہم تو ابہی صلح پہ موجود ہیں — فیصلہ یارو کوئے ٹہیراؤ بہے
نقل کباب جگر سے کیجیے — کہاؤ مرے سرکی قسم کہاؤ بہے

۳۲۸	ولہ	۵

پہر اوسکے پہندے میں جا رہی ہیں کہ جسکے پہندے میں جا چکے تہے — وہ پہر مصیبت اٹہا رہی ہیں کہ جو مصیبت اٹہا چکے تہے
کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجکو — گلہ نکار و نا پڑا ہی مجکو جو پہلے تو تنک رولا چکے تہے
جو اونکے خو تہی سو اونکے تہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہی — پہر انسے ملنی کی آرزو ہی جو ہر طرحسے ہٹا چکے تہے
عدو کا میں تہمتن عدو ہو تقریر لب آپکی ہو بجی سب — بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنی جما چکے تہے

۳۲۹	کسیسے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائی وہی آب آنسو بہائی آئی لہو جو پہلے بہا چکی تہے	۳

خوف مانع ہی ترا و ستم ایجاد مجھے — ورنہ سمجہائی ہی کیا کیا مری فریاد مجھے
کیا کڑی ہی آنکہ سے زنجیر جنونکو دیکہون — حیا ہی ہی ادب حضرت جلاد مجھے
ہاتہ ہر وار میں جو میں ہیں تصدق ہو کر — یاد کرتا ہی پس از مرگ بہی جلاد مجھے

۳۳۰	ولہ	۴

ملا ہی دل بہی محبت سے داغدار مجھے — خدا نے آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجھے
ہوا و فہم میں تیغ دو نیم ابرو سے — دکہایا یار نے اعجاز ذو الفقار مجھے
ہوس یہ ہی کہ ہنسینگے سو لب پہ لاتا ہی — تبسم لب زخم دل فگار مجھے
عدم بہی ہو کی چہٹا میں نہ قید ہستی سی — بنایا کاہش غم نے میان یار مجھے

۳۳۱	ولہ	۵

کیسے سجدے سے ہوئی کافر نہ کچہ دل میں [illegible] مجھے — ہمیں بندہ بنایا ہی بت بیستے خدا سمجھے

کلام ناسزا بھی جو ہوا سرزد سزا سمجھے
وہ گو تم نے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے

نہ دشمن دوست ہو نہیں اور نہ بیگانہ یگانہ ہیں
جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے

کہا میں نے اوٹھا و ہاتھ تم بھی پیر مشکل ہے
تو بولی ہم سے مستدعا دعا کی عا سمجھے

حباب آسا کوئی لحظہ ثبات عمر فانی ہے
جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	ولہ	۹

مرے جان رنج گھٹتا ہی تھم اگلی اب نہ ٹہرا ہی
ادہر آتی ہی ادہر آتی ہی ادہر آتی ادہر آئیے

کہڑے کب سے ہم سراہ ہیں کہیں جلکیں کچھ بیاہ ہیں
ہدف خدنگ نگاہ ہیں فقیر آنکہ ادہر بھی بلائیے

بھلا آنا آپکا کام ہی یہ تمام طرح تمام کلام ہی
ابھی بس ہمارا اسلام ہے کہیں اور باتیں بنائیے

تہ تیغ تیز ہی اک جہان کوئی کشتہ ہی کوئی نیم جان
جو ہو تیغ تو چھریاں کبھی ہاتھ ادہر بھی لگائیے

کبھی مے سے منہ کو نہ توڑی ہو شراب چھوڑی
سر محتسب سے نہ توڑی جو کمال غیظ پر آئیے

یہ کمال لطف ہی ساقیا ہمیں ہوس ہی ہی عا
رہے ہوش ہی نہ خیال پا اگر ایسی مے پلائیے

جو وہ قوم حیثیت سے سر آب ہو تو جہان تختۂ آب ہے
ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چشم بہائیے

وہ کہا عدو سے ہی ہی کیا کہ ہمیں ہیں آپ جیون خفا
یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مری سامنے تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسی کامل وزن متفاعلن متفاعلن ہو ہی نسیم طاقت ہوش سن کوئی شعر اور سنائیے	۳

نہ یوں نیچے کیے گردن کو چلیے
ذرا دیکھے کیسے جیتوں کو چلیے

ہجوم کشتگان اسے جان بہت ہے
ذرا روکے ہوئے توسن کو چلیے

تصدق ہونے والے بس بچائیں
اوٹھائے ہاتھ سے دامن کو چلیے

۳۳۴	ولہ	۷

آجاتی ہے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بھی نہ ہو صیاد کے لیے

جاتے ہیں جسطرف دل شوریدہ کھینچ لے چلی
اب قید کیا ہے بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے — منہ کھولنا پڑا ہمین فریاد کی لیے

اے چرخ ڈہونڈکر کوئی تسکین دل پذیر — رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کی لیے

او تیرے ملک فلک سی حسینونکے دیدنی — کیا مرتبے ہین حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل — پھر بیٹھے راستے عدم آباد کی لیے

۳۳۵	ہر رنگ مین نظیر تمہارا نہین تسلیم زیبا ہی رشک حاسد ناشاد کی لیے	۳

جو چوٹ ہی اے دل ترے خالی نہین جاتے — آخر کو وہی کی جو سنبہالی نہین جاتے

اللہ رے مکار خدا تجہسے بچائے — رونین بہی پہر کی بحالی نہین جاتے

جو بات نہ کہنی تہی وہی یار سے کہدی — ابتک بہی مری ہرزہ خیالی نہین جاتے

متفرقات

ہو زبان بند جو محشر مین مرا نام آئے — سوچ رکہنا کوئی افسون کہ وہان کام آئے

دیوانگی مین جب کہ ہر اک سی بگڑ گئے — زنجیر اہل درد تہی وہ پاؤن پڑ گئے

بہلا ہم اور کیا تکلیف دیجان بن جاتے — کچہ اپنا حال دل کہتے اگر تم مہربان ہوتے

قفس سے ایکدم ملتے اگر فرصت ہائی ہوتے — چمن مین بیٹہ کر یا ہم شریک دوستان ہوتے

مغرور کو تسلیم کے پروا نہین ہوتے — توڑ ایسے بہی خم گردن مینا نہین ہوتے

مقتول خدنگ نگہ ناز کے آگے — کچہ عزت اعجاز مسیحا نہین ہوتے

بہت کچہ کر چکے تدبیر سے — پہر اب وہ کیا کرین تقدیر سے

خبر خود ہو رہی گے اونکو اے دل — کہ میرے ساتہ ہی زنجیر میر سے

سلے رہتی ہین دامان دو گیسوئی تو رسے — تعلق ایکدن ہو گیا شانہ کمر سے

خدا ہی جانے کیا گذری ہی تین عاشق تک — کہ پوتے نوعروسی آتی ہی پہولونکی چادر سے

کام کیا نکلے کسی تدبیر سے — آدمی مجبور ہے تقدیر سے

روتی ہی حال پر وہ قتیلان یار کے
آنسو تو پونچھ دو کوئی شمع مزار کے

سے لے ابتو گالیاں تجھی یار کہا چکے
بس او زبان دراز بہت کچھ اٹھا چکے

ایجان اب نہین ہوس مخلصی ہین
وہ چھوٹنے کے رنگ گلستان سے جا چکے

آیدل پھر اوسنے دوستے کی
اوخانہ خراب پھر وسے ہے کے

کیونکہ ہوا ہی وصل صنم و لیسے جائینگے
عادت بگڑ گئی ہی یہ مشکل سے جائینگے

رہتی نہین آغوش کبھی یار سے خالی
پھرتے ہے نہین حسن کے بازار سے خالے

مرقد مین جو دیکھا تو نکیرین ہین موجود
آغوش لحد بھی نہین اغیار سے خالے

یہ کرلے شرط تو اے یار سے پہلے
کہ ہوگا حشر سے دیدار سے پہلے

یہانتک تھے حریص نالہ بلبل
نکالے بیضے سے منقار سے پہلے

کیا جلوہ حسن خود نما ہے
سبحان اللہ واہ وا ہے

بیٹھے بیٹھے یہ بیقرار ہے
کچھ خیر تو ہے یہ آج کیا ہے

کھلتے ہے جب آنکھ طول شب ہی
کٹتے نہین رات کیا غضب ہے

دلکو خیال کاکل عنبر شمیم ہے
ہر وقت مجکو مشق الف لام میم ہے

کس سخت جان کے ذبح سے تو بچا ہے [illegible]
ابروکی یہ جو تیغ ہلالی دو نیم ہے

دنکو ہجوم نالہ و زاری شبکو فریاد و آہ و فغان ہے
فائدہ کیا اسکے سینے تا صبح لاگ لگی [illegible]

نور دل ہوس کیسے ہند و مین نہین ہے
جو بات ہی عارض مین وہ گیسو مین نہین ہے

سمجھا ہین جسے ڈھونڈھتی ہے یا قسم لوگ
پہلو مین نہین ہی وہ پہلو مین نہین ہے

سیکڑون [illegible] ہی زنجیر مرگ [illegible] ہے
واہ کیا شوکت سامان گنہگاری ہے

[illegible] مرگ لحد کا فشار باقی ہے
بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے

چار دن [illegible] زمین مین دفن کرو
ہمارے بعد نہین اختیار باقی ہے

تجھے غم ہی تجھی اسی [illegible] جا لی ہے
تری آغوش مین [illegible] آغوش خالی ہے

دزدیدہ نگاہ ہونگے اشارے نہین اچھے ‏— یہ ڈھنگ سے پہچان تمہاری نہین اچھے
آشنیے سینے سے لپٹ جائیے — آج تو للہ نہ شرمائیے
لاؤ وہ خنجر تو اوٹھادے ہمین ✤ — روز یہ کہتے ہو کہ مرجائیے
منہ سے ہٹاتے ہین احبا کفن — دیکھنے ہو شکل تو جلد آیئے
کھلے جو مزاج بت بیہوش ہین آئے — سمجھینگے کسی روز اگر ہوش ہین آئے
دہوکا او نہین اسکو نے دیا شکل بدل کر — سنتا ہون گہر ینکے بنا گوش ہین آئے
سمجھ کے تازہ خریدار گرمجوش مجھے — بلا رہی ہے نگاہ اجل فروش مجھے
لحاظ بیخبری ہی او ٹھائین سر کیونکر — بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجھے
اوٹھا سکونگا نہ تکلیف پیرہن ہرگز — وبال سینگی ہے لباس دوش مجھے
ہان کوے تدبیر بتادیجیے ✤ — دل تو دیا اب او نہین کیا دیجیے
ضد یہ نئی ہے کہ مرا لیکے دل — کہتے ہین ایک اور بہی لا دیجیے
کار دین یا فکر دنیا کیجیے — زندگی تہوڑی ہی کیا کیا کیجیے
چاک ہو خود وہ لباس ناتوانان چاہیے — شب کا دامن صبح کا ہمکو گریبان چاہیے
ہین تعجب خود وہ خاک ہون ظالم کہ میرے واسطے — اک ہوا ہی جنبش دامان مژگان چاہیے
جو پوچھین او دنا سے تو کہنا یہ تیر شید اکی گفتگو ہے — خلاف وعدہ وہ پہر چکا جی سب صبا وفکی آرزو ہے
بہرا نہین ساقی سنگا کی گالی تمام شہ ہو ہی بین چھلکے — ہوی ہین شیشے سے ختم آلی شراب کا ہیکو بہی لہو ہے

مخمس غزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص بہ جابل

بوسہ دیتے مین غضب لائیے گا — جہوٹہ سچ بول کے سمجھائیے گا
آج تو کہتے ہو کل پائیے گا ✤ — کل ہے من پہیر کے فرمائیے گا

آج گہر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا — جہوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا

میں سمجھتا ہوں جہاں جائیے گا
میرے گھر کا ہی تو آپ آئیے گا

غیر بنیادی ہی کو بلوائیے گا

غصہ اوترے گا تو غم کھائیے گا
رنج تنہائی سے گھبرائیے گا

ابتو کیا ہو شمیں جب آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچتائیے گا

ایسا جانباز کہاں پائیے گا

مدتوں لطف ہزاروں دیکھے
ایسے بیزار نتھے وہ پہلے

ابتو بگڑے ہیں یہانتک ہمسے
وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے

آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا

چند ساعت میں وہی ہی سامان
جسکا تھا دل میں تمہاری ارمان

پوچھتے کیا ہو یہ ایجان جہان
کسطرح ہجر میں جاتی ہے جان

دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے
ہنسکے فرمایا کہ اچھا روئے

جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے
سُنکے حال شب فرقت بولے

کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا
کوئی کسے کل سے یقین ہو جسکا

آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا
کل گئے آج ہے کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلا مسل کہ پیمن جاسے
کوئی مر جائیگے رکھتی نہیں سے تھے

کسطرح رات کٹے گی ہمسے
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے

آپ تو اُٹھکے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہیں آپ
اب کھلا جال میں لاتی ہیں آپ

ہنسے ظاہر یہ دکھائی ہین آپ	چھپکے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہین	کب وہ پابند حیا ہوتے ہین
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہین	ایسے ہی وعدہ وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

ہوے وین آپ اگر ہین شاہد	پھر منائینگے خدا سے شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد	جیتے جی ہو جیسے واحد شاہد

کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چھ سات	جانتے ہین کہ بہت کم ہی رات
جیمین چل دینی کی سوچی ہو گھات	ہم وہ ہین دل کے سمجھتی ہین بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی	ہر سحر گردش بیجا نہ سہی
یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی	روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

ان دنون تمنے جو پرسش کم کی	آرزو ہے گلہ پیہم کی
گو کہ تکلیف تو ہی کچھ دم کی	بات رہ جائے مریض غم کی

دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا	ننگ سمجھو گے یہ بیجا کہنا
ورنہ ہوگا کبھی میرا کہنا	ٹوٹ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

سیل خون گریہ نہ بہکے نکلے	پھر بہت رنج یہ سہکے نکلے

چند دن تن میں جو رہ سکے نکلے	روح قالب سے یہ کہکے نکلے

دل کسی اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کرے گی نہ یہ آنکھ	کیا مرے جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
سچ کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ	پہینتا ہوڑ سے تو رہیگی نہ یہ آنکھ

ایک کروٹ میں بدل جائیے گا

یہ پشیم آپکا حیران ہے یہ	دین ہے یہ تو ایمان ہے یہ
دشمن جان و جگر یان ہے یہ	اسے خلیل اقعے پہچان ہے یہ

زلف کو چہوکے خطا پائیے گا

ایضا

حکم پوچہینگے تو فرمائیے گا	آج چکمہ کو سے دیجائیے گا
رنگ اب اور ہی کچہ لائیے گا	کہیل مین جان پہ کہلائیے گا

ہمکو شمشیر سے سر آئیے گا

سوزش غم سے شرر دلپر ہین	ڈہیلے آنکہ سے نکے نہین انگر ہین
خشک لب تفتہ جگر مضطر ہین	تشنہ آب دم خنجر ہین

تہوڑا پانی ہمین پلوائیے گا

پوچہتا کیون نہ ہہر ون مین ہر سو	کہ نہین عقل کو ملتا پہلو
سخت حیران ہون یہ کیا ہی جادو	تیغ بنجاتے ہین کیو نکر ابرو

لاگ کچہ اسکے بتا جائیے گا

لو وہ دلکو مرے بہلاتے ہین	باتین تسکین کے کہہ جاتے ہین
جب عیادت کو مری آتے ہین	نزع مین دیکہکے فرماتے ہین

ہم چلا لینگے جو مر جائیے گا

رنگ اب اور طبیعت لائے ۔ آگ غیرون نے بہت ٹھہر کائے
مین بھی تدبیرین ہون سودائے ۔ دولت وصل اگر ہاتھ آئے
میری قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہی اور کیف شباب ۔ چھا رہی آنکھ مین کچھ مستی خواب
غور لازم ہے بس اسوقت جناب ۔ دے نہ تکلیف خط جام شراب
بال پانے مین نہ پے جائیے گا

دست فیاض کہین رکتا ہے ۔ مانگیے حوصلہ ہان جتنا ہے
رات دن باب عنایت وا ہے ۔ اوسکے درگاہ مین کمتی کیا ہے
جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہون آپ سے کیا ۔ ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا
صبح تک شبکو رہا یہ جھگڑا ۔ چشم تر نے دل سوزان سے کہا
ہم برس لینگے تو گرمائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ ۔ ہان وہین آٹھ پہر رہیے آپ
بلکہ بیخوف و خطر رہیے آپ ۔ غیر سے شیر و شکر رہیے آپ
ایکدن اسکا مزا پائیے گا

کیسی تقصیر ہوئے کیا ایسے ۔ جو شب و روز نظر ہے ترچھے
صاف کہیے کہ یہی اب ٹھہرے ۔ ترک تب کیجیے گا سکونت دل کے
اپنی گھر مین نہ کبھی آئیے گا

اے نسیم اب تجھے فرصت ہی قلیل ۔ لاکھ ہے ختم مضامین کی دلیل
بسکہ ہین آپ طرح دار جمیل ۔ کس عنایت سی وہ کہتی ہین خلیل
شام کو آج ضرور آئیے گا

ایضاً

کچھ خبر یہ بھی ہی فریادِ عنادل باغمین — کوئی پہولے گا شگوفہ آج اے دل باغمین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغمین — زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغمین

ہنس رہی ہین گل یہ رنگ زخم بسمل باغمین

دیکھ الفت کے اثر جل تو بھی اے دل باغمین — یہ تماشا یاد رکھنی کے ہی قابل باغمین
نام عاشق اوس سے ہوتا تھا جو حاصل باغمین — آگے فرماتا ہی وہ لیلی شمایل باغمین

بید مجنون کے تلے ٹھہرا وہ محمل باغمین

خوب گلگشت مین ہوین جام مے احمر پیے — تازہ مان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی ہین وہی گل کیا دیکھیے — چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے

ہمسے دیوانی ہین کب جانیکے قابل باغمین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی — اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو تباہی ہی
تخل عمریان تشنہ ہی پہولی ہرینکھڑی — آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی

شور محشر ہو گئے آہ عنادل باغمین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ — جلوہ گر ہوتی ہی اوسکے شمع گل تھا فروغ
خود نمائی پر جو آیا روی روشن کا فروغ — پرتو رخسار جانانسے بڑہا ایسا فروغ

چاندنی کو ڈہونڈتا ہی ماہ کامل باغمین

اسقدر طوفان اٹھا اشنا ور ڈر گئے — باغبان صیاد گلچین غرق ہوکر مر گئے
حوصلے دریا دلیکے تھے برپا کر گئے — بحر اشک بلبل گریانسے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغمین

لاکھ پھولونسے زیادہ ہین ہمارے دل کو داغ — دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا ہی وہ گل باغ باغ
ہی یہی باعث یہ نفرت گلچین سے ہی اوسکو فراغ — سیر گلشن سے شگفتہ ہو گا کیا وہ خوش دماغ

بوی گل ہی مثل دود شمع محفل باغمین

دور سے تسلیم اونکو جو بتاتین مکررات | صدقی اوسپر گیا ایدل جو کہے دلکی بات
کیا بجا فرماتی ہین حضرت الاخوش صفات | جانب مرکب سبکرو جونکو کب ہے التفات

لیلے نکہت نہین محتاج محمل باغمین

تازگی پر ہے جو درمشق تعلیم کہن | ہی وہم نظارہ افسون خیز لطف انجمن
یادگار سامری آتا ہی کون اوستاد فن | بنتے ہین جادو کے پتلے نوجوانان چمن

باغبان مین تا ہی آب چاہ بابل باغمین

ہی یقین تھوڑے سے عرصی ہین ہوا ایسی چلیے | کوئی پتون کو سمیٹے کوئی غنچون کو سلے
یہ مصیبت وہ نہین ایدل جو ٹالی سے ٹلے | دیکھیے کیا رنگ لاتین گل خزان کی دکھولے

آج مرغان چمن بیٹھی ہین بیدل باغمین

کیا بتائین حال دل اپنا تجھے اے چارہ گر | جو گذرتی ہے گذرتی ہی نپوچھ اسکی خبر
کرتے ہین برہم ذرا کر جوش الفت کی اثر | یاد آتی ہے وہ کاکل زلف سنبل دیکھکر

سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہی نازل باغمین

آرہی ہین آج غنچے سے نکلے صدائین ہوشیار | ہی کہین شبنم کہین ایدل کہر چھکا ہی تار
گن رہے ہین ساعتین مرغان گلشن بار بار | کیا نوا ہی خارکن آکے الٰہی گے بہار

سنکتے ہین برگ شجر رشک جلاجل باغمین

آئی ہی فصل بہاری کہاں ہین لالی نئی گل | ہین گلابی پوش غنچی سرخ ہی پیالو نہین ل
بسکہ ہی رنگین مزاجی کا ہر اک عنابی گل | سلکے ہاتھون مین حنا کہتا ہی شوخی سی وہ گل

پنجۂ مرجان کا ہی اثبات مشکل باغمین

صبر کر سکتے نہین باقی ہی اب تو بلبلین جا کے | کیجیے ہمت بلا سی آگئی جو قسمت دکھای
نصف شب کی بعد سر بیدار کر جب نیند آے | لی اوڑین ہم شاہد گلشن کو کلیین نکھار کہای

عندلیبون نے یہ باہم کی ہی گوتسل باغمیں

واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہی امتحان
جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آکے یہان
خوف حاکم سے عدو ہوتے ہین کر مہربان
عندلیب و گل کی ہی مشاطہ ہی باد خزان

ہی جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل باغمین

بعد مدت دیکھنے آیا دو دولت گاہ حسن
ہو گئی تہی چاندنی فرش فروغ ماہ حسن
صدقے ہونے کیلیے آئے تر فتحواہ حسن
سیر کو آیا جو گلشن کیطرف وہ شاہ حسن

بنگئے شاخ گل تر دست سائل باغمین

ای نسیم اب دولت مضمون ہے سینے قلیل
آتش غم مثل ابراہیم گل ہوئے دلیل
عرض کر نواب سے ای ہاتف بی کی جمیل
وصل اوس شاک چمن کا گر میسر ہو خلیل

آرزو اک عمر کی ہو جای حاصل باغمین

آفتاب چرخ عظمت حسن کہان ہے نظیر
دیکھ چشم غور سے ای ہمدم روشن ضمیر
ڈہونڈتا ہون جابجا ملتا کوئی دستگیر
حسن ابیات و زیر و ربط مصراع فقیر

کیون نہو ایسے غزل سننے کی قابل باغمین

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ بنای امام باڑہ حکیم یعقوب صاحب

سعد و بد تراشش و نویس انچہ باند
جو نصف گشت بکن باز نصف نصفش را
دو نیم کن دل آنرا کہ سخت و سنگین است
امام باڑہ بنا گشت سال او این است
۱۲۶۴

قطعہ تاریخ بنای مسجد وصی علیخانصاحب

چون جناب وصی علی خان را
در سخاوت کریم ابن کریم
شیعہ پاک و جان نثار حسین
حق عطا کرد خلق و ہمت و جود
مثل او در جہان نہ ہست و نہ بود
بندہ خاص حضرت معبود

مسجد کهنه از نظر بگذشت — بدل زر کرد و نو بنا فرمود

جلوه‌گر شد چو سجده‌گاه انام — گشت راضی رسول و حق خوشنود

بهر تاریخ سال گفت نسیم — اهل دینے چه افرخیه نمود

١٢٦٩

قطعه تاریخ وفات جناب غفران مآب حاجی محمد مصطفی خان صاحب مهتمم مطبع مصطفائی

رحمت حق لاتعد بر روح آن مغفور باد — واقعی چون مصطفی خان اندرین عالم کجاست

عابد و پرهیزگار و باذل و احسن خصال — داشت این اوصاف باهم گر ولی گویم بجاست

شوق کعبه ناگهان بیتاب بنمود و ربود — شد قدمبوس بخصوصیت پای عرش بس نجاست

بعد چندی جان مشتاق جنان سرطان گرفت — باطیور عرش اعظم هم مقام و همنواست

سال رحلت این چنین گفتا بخواهش نسیم — آن زمین هم آسمان کانجا قیام مصطفی است

١٢٧٠

قطعه تاریخ تولد فرزند محمد عبدالرحمن خان صاحب مهتمم مطبع نظامی

فضل حق پورے بخان صاحب بداد — سیم و زر بارید و هر کس یافت هفت

دیده وا در بزم عشرت دوستان — مدعی را طالع بیدار خفت

خواست چون سال ولادت نسیم — مه جبین و نجیب و فرزند گفت

١٢٦١

قطعه تاریخ طبع دیوان میرزا محمد علی خان صاحب تخلص قبول

میرزا محمد علیخان قبول استاد وقت — طبع شد دیوان او تاریخها گفتم بسی

صاد و دال و نون هی زی الف بی یا و — چون نمودم جمع کاف و لام و هی شد داد و

یکهزار و دو صد و هفتاد و دو تاریخ شد — کردمش آغاز صاد ختم آن بر دال و یی

١٢٧٢

قطعه تاریخ کدخدائی فرزند نواب شرف الدوله بهادر

نیست در عالم کریم اکنون دگر — جان فدایت ای وزیر نامور

ختم شد جود و سخا بر ذات تو — چون مصیبت بر من خسته جگر

ای خوشا وقتے که بعد از مدتے — رسم شادی آمده پیش نظر

۱۱؍ ابد مخطوط نوشاہ و عروس	بگذرد در خورشید لی شام و سحر
سال شادی عرض میسازد نسیم	باد زیبا صحبت شمس و قمر ۱۲۷۴

مثنوی تاریخ تولد فرزند ارجمند منشی نول کشور صاحب

زہے طالع منشئے با کرم	ہمایون نژاد و مبارک قدم
دریں سال فرخندہ و نیک فال	خدا داد پوری بآن خوش خصال
بمیلاد آن اختر پر ضیا	پے سال کردم زدل التجا
بجنان در خیال سعید آمدہ	چہ مہر درخشان پدید آمدہ ۱۲۷۴

خاتمۃ الطبع

حمد بے نہایت ایسے سخن آموز ازل کو سزاوار ہے کہ جسنے دو حرف کن سے مطلع کونین کو نور زرین فرمایا اور نعت بے غایت ایسے افصح عرب و عجم کو لایق ہے کہ جسنے حشو اصنام سے بیت کعبہ کو خالی کیا صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اور منقبت بے شمار ادن کن رکین خلافت مربع نشین چار بالش امامت کو زیبا ہے کہ جو مانند چار مصراع رباعی کے باہم حبیب دو داماں تھے ہمیشہ نظم و نسق دین متین میں بلند آوازگی شرع مبین میں عرق افشان تھے بعد حمد و نعت کے فرد چمن آرایان معانی کو نوید نخبا بندان سخندانی کو مژدہ کہ آجکل آبیاری لطف باری سے نسرین خیابان فکر متین گل سرسبد مقال رنگین یعنی دیوان بلبل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرای بوستان نکتہ دانی ہمپایہ قدسی و کلیم جناب غفران مآب میرزا محمد صغر علیخان صاحب دہلوی متخلص بنسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان آبشار سنگ صنعت کار پردازان مطبع مصطفائی سے ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں شاداب ہو کر گلدستہ بزم سخنوران جہان نکہت فروش مشام معنی پروران زمان ہوا فی الواقع یہ مختصر ایک حرف ہے دفتر کمال سے نقطہ فرد ہے

دیوان خیال سے ہر چند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کارگر نہ ہوئی کہیں
کلیات میسر نہوا اسیطرح فراہم مجموعۂ ابتر نہوا یاروں نے کمی کی نہایت بخل طینتی
بقول نسیم مصرعہ غیر ممکن ہے جمع ہونا نکہت برباد کا
ناچار اسیقدر جمع ہونے کو غنیمت سمجھے سرمۂ چشم بصیرت سمجھے تاریخیں طبع کی
دوستوں شاگردوں نے موزوں فرمائیں خاتمے میں بسمت اندراج پائیں فقط

از نتائج فکر اکمل الکملا میرزا اسلم صاحب شیرازی تخلص مبتلا

حمد للہ طبع شد در مطبع شخص کریم — ابتدا دیوان استاد سخن میرزا نسیم
بارک اللہ مرحبا از طبع گوہر زای او — لوحش اللہ سفتہ فکرا و چہ خوش در یتیم
از سواد حرف شعرش دیدہ بیا بد ضیا — معنی مضمون دہد جان بر تن عظم رمیم
دلبری تاریخ او پرسید گفتم مژدہ باد — طبع گردید اینکہ زرنگار ہم تازہ دیوان نسیم
۱۲۶۵

قطعہ تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد میرزا محمد رضا صاحب برق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر — ہوا سال بنای طبع کا سر کو مری سودا
چمن میں صبح دم میں جو پلی گلگشت کو نکلا — صدا دی عندلیبوں نے کہ وا ای غنچۂ فکر اسپا
طبیعت تھی جو آمادہ مری رنگیں بیانی پر — تو اوراق گل تر پر لکھے اشعار کچھ انشا
گل مضمون سے چنے سینے جو گلزار معانی سے — گل تازہ دم فکر سخن ہاتھ آئیں میں کیا کیا
شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخی کو مصرع — کہا دل نے کھلا باغ نسیم دہلوی چھپا

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد حضرت تسلیم سلمہ اللہ ۱۲۶۹

طبع چون گردید دیوان نسیم خوش بیان — گرد مضمون ولاویزش فسون سامری
مصرع تاریخ او گفتہ صفیر خستہ حال — آمد شد گلشن فکر نسیم دہلوی
۱۲۶۹

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلیغ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

پھر دیوان نسیم خوش نکہ — بلبل طبع سے سالش جو ئی

خوشا این حرف گگفت ہمت بلیغ ۔ گل گلزار مضامین گوئی
١٢٨٥

قطعہ از منشی اسیر اللہ صاحب متخلص تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی

خدا کے فضل سے انتخاب دفتر معنی ۔ نہایت حسن سے چھپ کر یہ ختم آیا ہے
محبت ہی جید دل عجب عالم ہر حرف ہے ۔ کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہے
بیاض سطور و نون لربا ہی ان بندش ہیں ۔ سپیدی ہے رخ سلمی سیاہی زلف لیلیٰ ہے
تصور پا نہیں سکتا اسرار بلاغت کو ۔ زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہے
دا اشعار نزاکت لطف حسن بندش مضامین ۔ بتاؤں ہمنشیں کیا کیا کہ ان شعروں نے کیا کیا ہے
خیال آیا جو تاریخ اسے تسلیم جب مجھکو ۔ کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنی خاص شیوا ہے
سنا مصرع یہ استاد انکی سنتے ہی ہاتف ۔ چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا چھپا ہے
١٢٨٥

از نتائج افکار منشی اشرف علی صاحب متخلص اشرف شاگرد نسیم دہلوی

چو طبع گشت بفضل خدای بے ہمتا ۔ کلام شاعر عالی وقار و رشک کلیم
پی فکر پے سال او دل اشرف ۔ خرد بگفت ریاض کلام پاک نسیم
١٢٨٥

از نتائج افکار نواب محمد تقی خان صاحب متخلص اثمر شاگرد نسیم دہلوی

طبع چون گردید این دیوان پاک ۔ از کرمہائے خداوند کریم
کرد اثمر از پے تاریخ آن ۔ گفت زیبا گلبن باغ نسیم
١٢٨٥

از نتائج افکار شیخ فدا علی صاحب متخلص عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب متخلص عرش

چھپا دیوان نسیم سو جا بطرز فصاحت کا ۔ کہ جو تھی غیرت فردوسی و سعدی و خاقانی
ہر اک مصرع غزل کا سر گلزار معانی ہے ۔ بہار طبع رنگین سے خجل گلہائے بستانی
مضامین ہی نئی ہیں بندشیں ہی نئی لفظیں ۔ سراپا ہر غزل تصویر ہے کہتا ہے یہ بانی
حروف جمع عیش نے تاریخ یوں لکھے ۔ چھپا کیا ہی کلام دلکش استاد لاثانی
١٢٨٥

از نتائج کلک گوہر سلک منشی گنیشی پرشاد صاحب متخلص فضا شاگرد منشی منڈولال صاحب متخلص زار